مغل شہنشاہ

شاہ جہان اور ممتاج محل کے

اسلامی تاج محل کی

حقیقت

November 2024

Abdul Hameed Arain

Ex Muslim Farman Ali



dewhameed.29292@gmail.com
aliferman27@gmail.com
+91 9838547733

آگرہ کے تاج محل

میں کوئی ممتاز

دفن نہیں ہے

چاہے اُوپر والی

قبریں ہوں یا

نیچے والی قبریں



ممتاز محل یا
ارجمند بانو بیگم
آہو خانہ
(AAHUKHANA)
زیناباد، برہان پور،
مدھیہ پردیش میں
دفن ہے





AHUKHANA, BURHANPUR

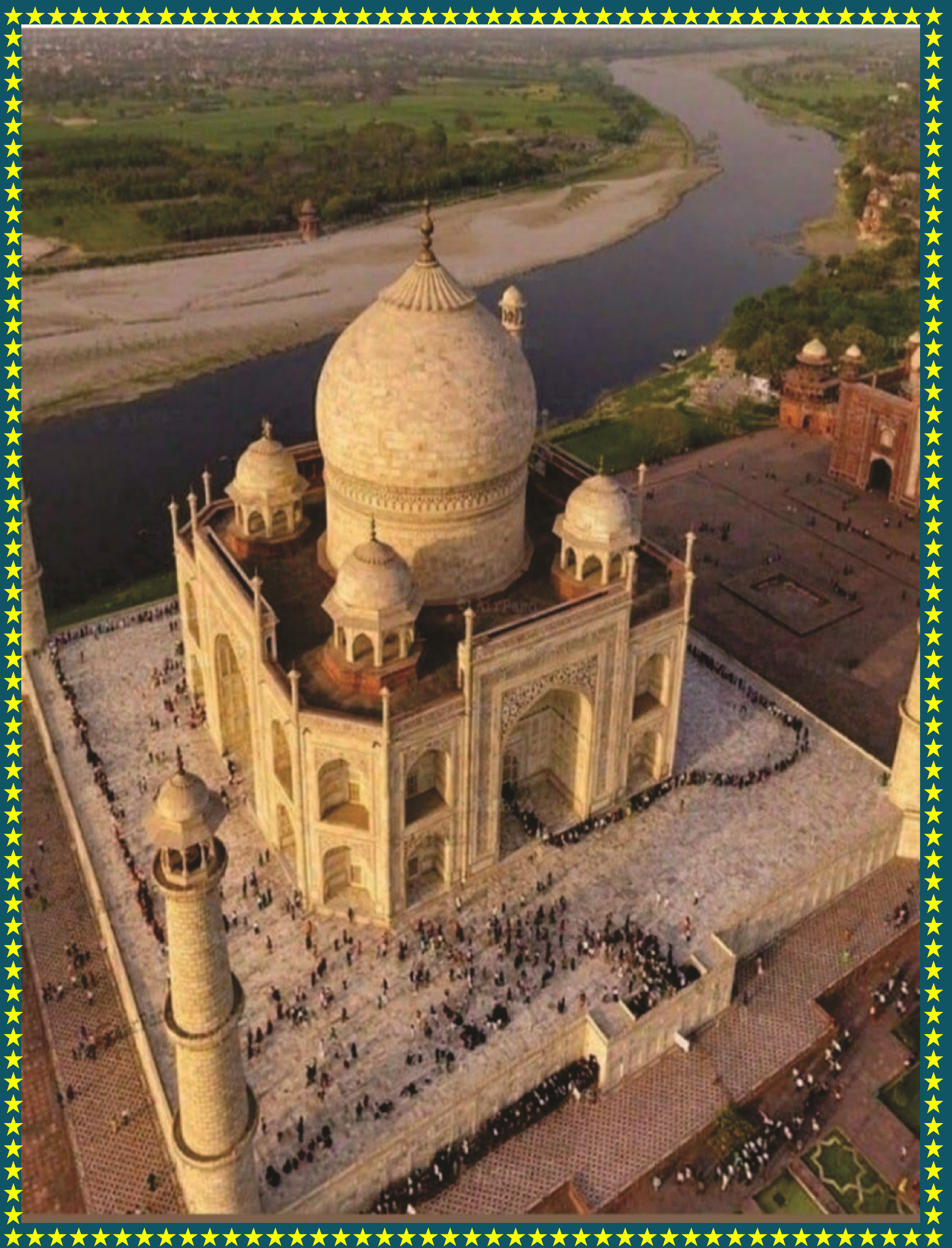
WHERE MUMTAZ MAHAL ONCE RESTED
BEFORE BEING TAKEN TO TAJ MAHAL

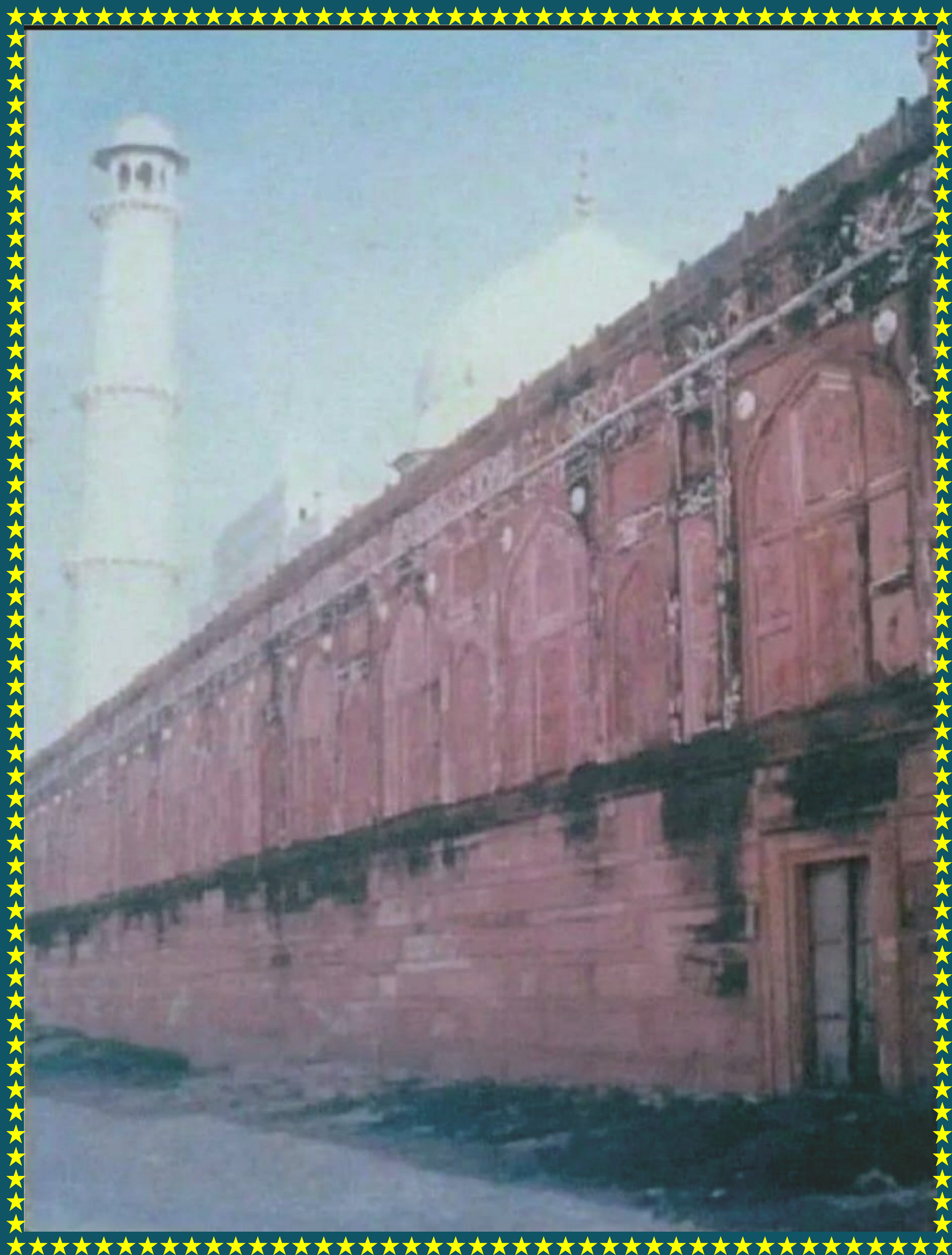


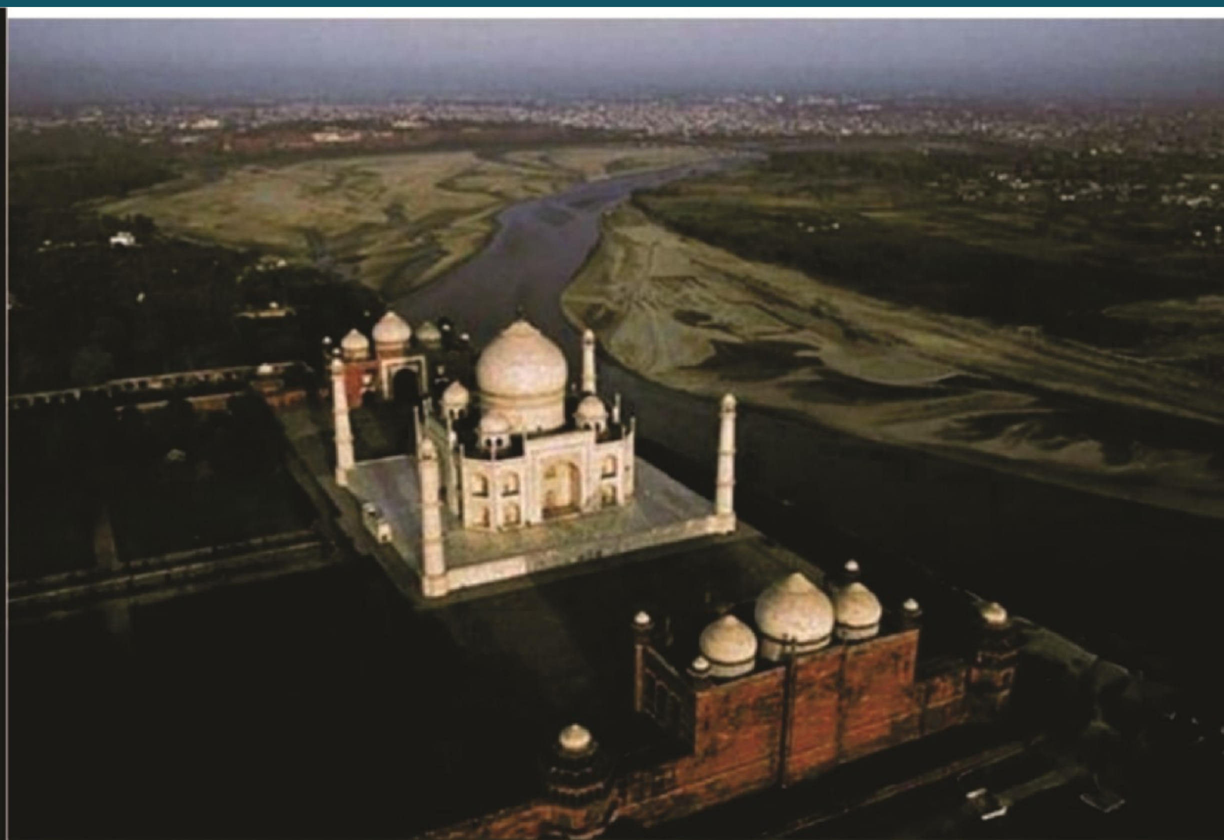
آگرہ کے تاج محل کے
قبروں میں اُوپر بھی
اور نیچے بھی
اُسی مندر کے شیو
لنگ کو چُھپایا گیا ہے
عنقریب تاج محل کی
قبریں کھولی جائیں
گی

تاج محل ایک راجہ
کا محل ہے
جس میں 400 سے
لے کر 500 کمرے
ہیں
تاج محل کے نیچے
سیکڑوں کمروں

میں سے 22 کمروں
میں تالہ بند ہے
جس میں بہت کچھ
چھپایا گیا ہے
جو دریائے جمنا کی
طرف سے دکھائی
پڑ رہا ہے









تاج محل کے نیچے کی
چار منزلہ عمارتیں
لال پتّھروں سے بنی ہوئیں ہیں
تاج محل کے پلیٹ فارم پر موجود سات منزلہ کنواں میں

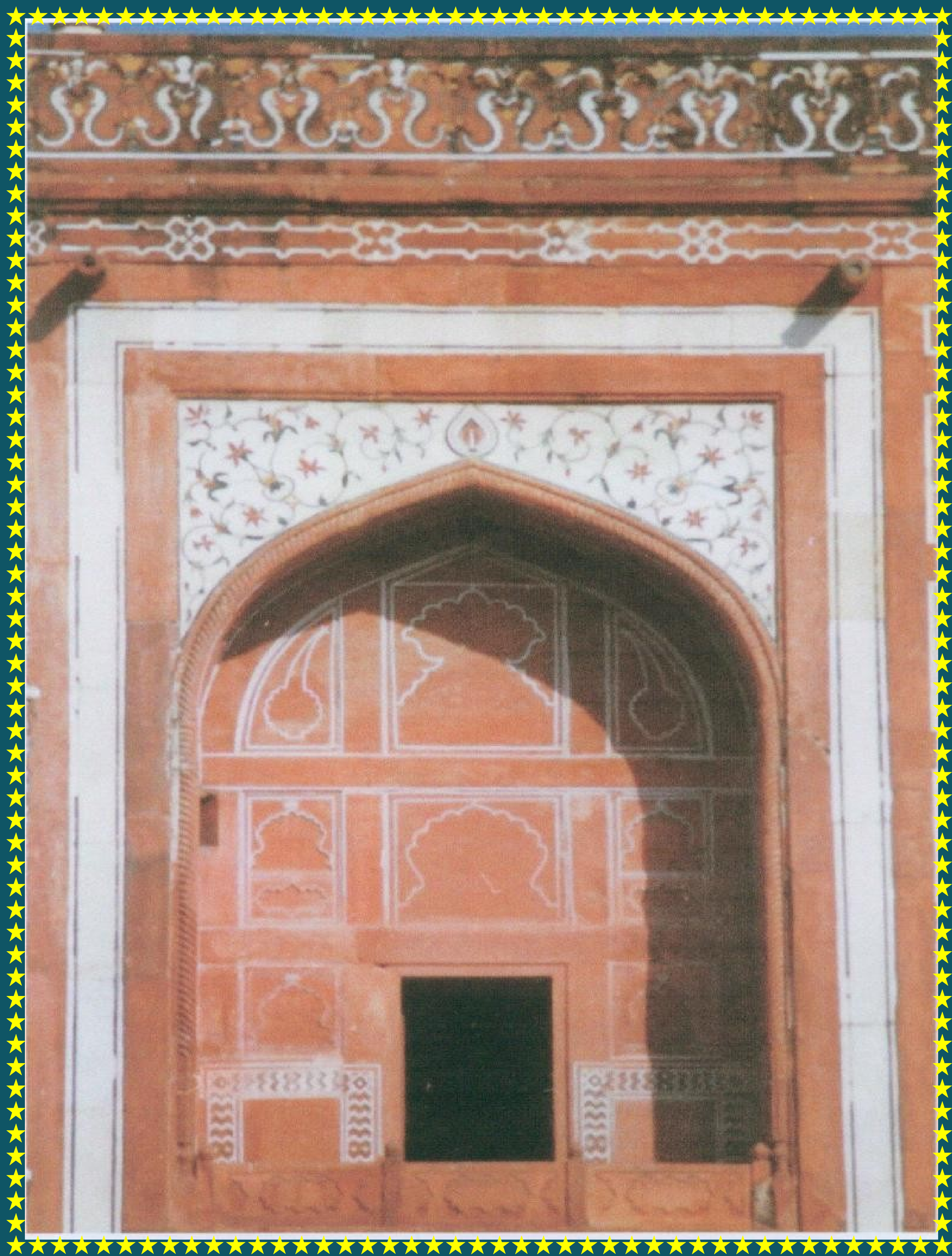
ہر منزل پر چاروں طرف
بڑے بڑے دروازے لگے ہیں

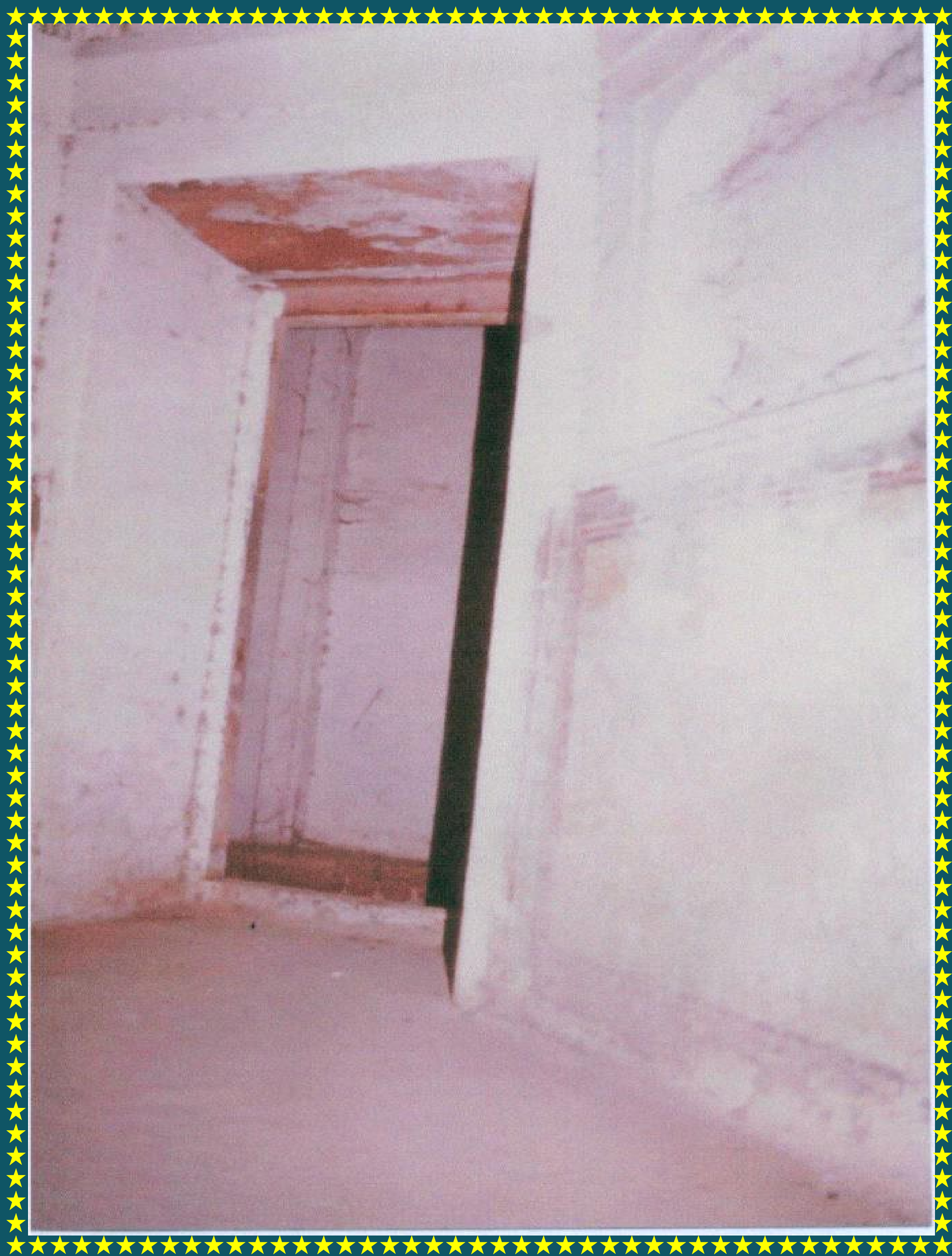


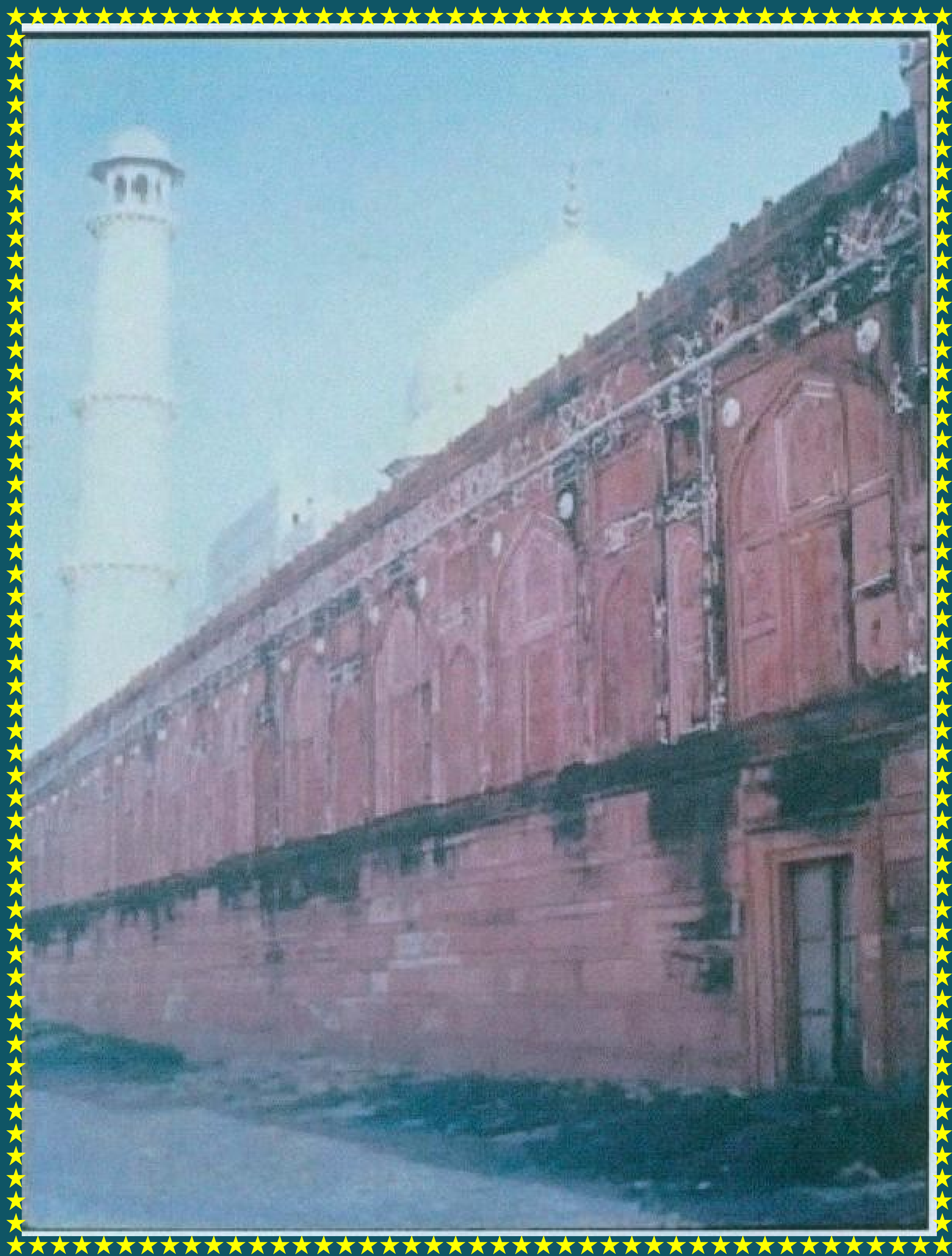
جس میں سے
ٹھنڈی ہوائیں
تاج محل کے
نیچے کی تمام
منزلوں میں
جاتی تھی

تاج محل کے
نیچے کے
سیکڑوں فوٹو
گراف ہمارے
پاس موجود
ہے

یہ تمام نقش و نگار ہِندُوؤں
کی عمارتوں میں بنتے ہیں
تاج محل کے
دَر و دیوار چیکھ، چیکھ کر
گواہی دے رہیں ہیں کہ
تاج محل ہِندُوؤں کی عمارت
ہے
مسلمانوں کی نہیں









Google Earth

Google LLC

4.3 ★	3+	500M+
2M reviews ⓘ	Rated for 3+ ⓘ	Downloads

Uninstall   Open



https://earth.app.goo.gl/?apn=com.google.earth&isi=293622097&ius=
googleearth&link=https%3a%2f%2fearth.google.com%2fweb%2fsearch
%2ftaj%2bmahel%2f%4027.1758173,78.0399157,172.97658941a,0d,60
y,258.9860836h,113.8290234t,0r%2fdata%3dCngaShJECiUweDM5NzQ
3MTIxZDcwMmZmNmQ6MHhkZDJhZTQ4MDNmNzY3ZGRlGYAQJErWLD
tAIQSyMnWyglNAKgl0YWogbWFoYWwYASABIiYKJAlNE4lnJ8E5QBHwQ4
wVOsA5QBlYcluoTKxUQCGHvBYWDKxUQEICCAEiGgoWUVM4YldWajY4
U01BQUFHdW9XSy0wdxACQgIIAEoNCP   wEQAA



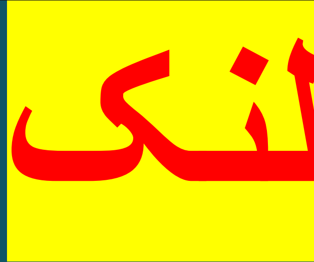


Google Earth

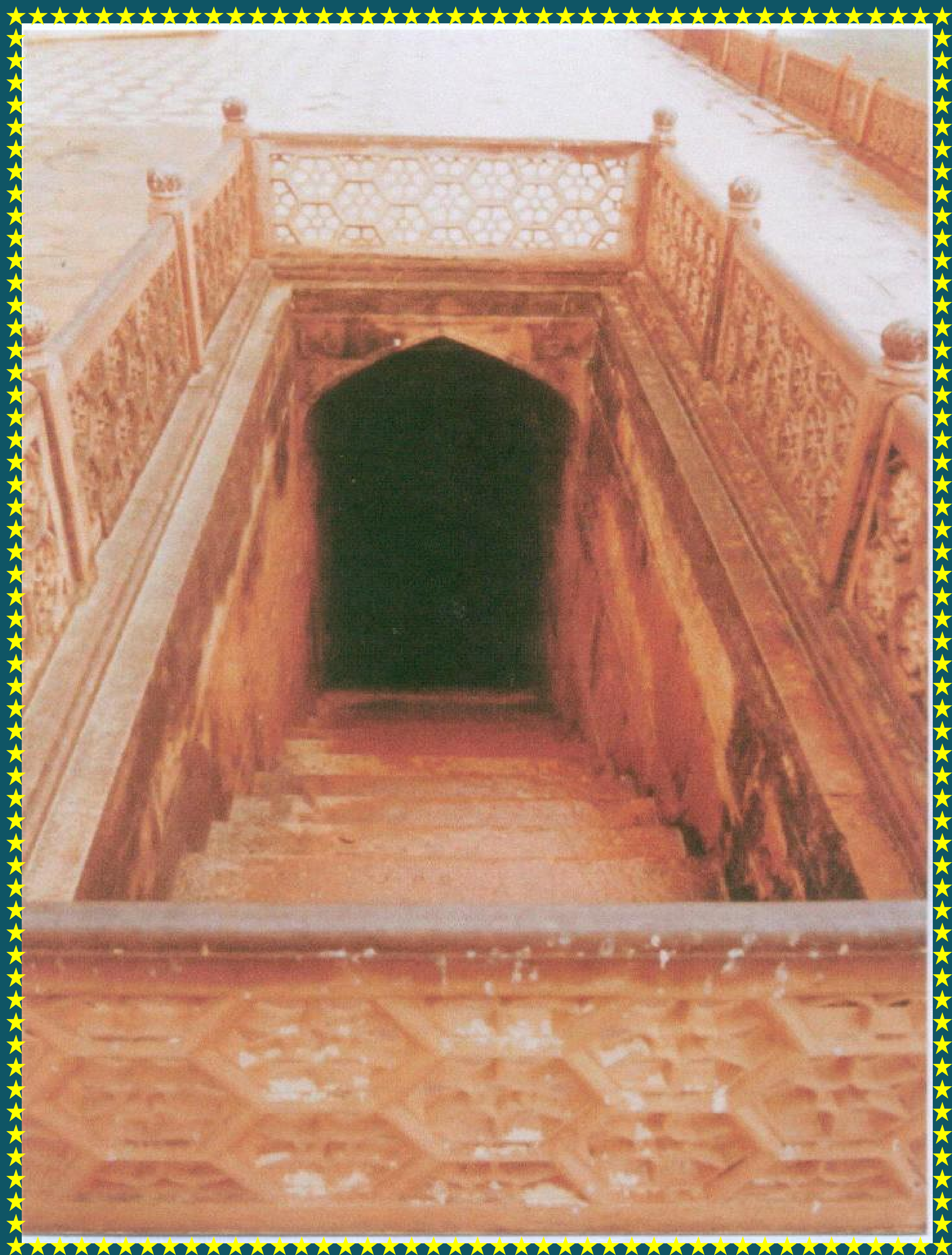
Google LLC

4.3 ★	3+	500M+
2M reviews ⓘ	Rated for 3+ ⓘ	Downloads

Uninstall   Open

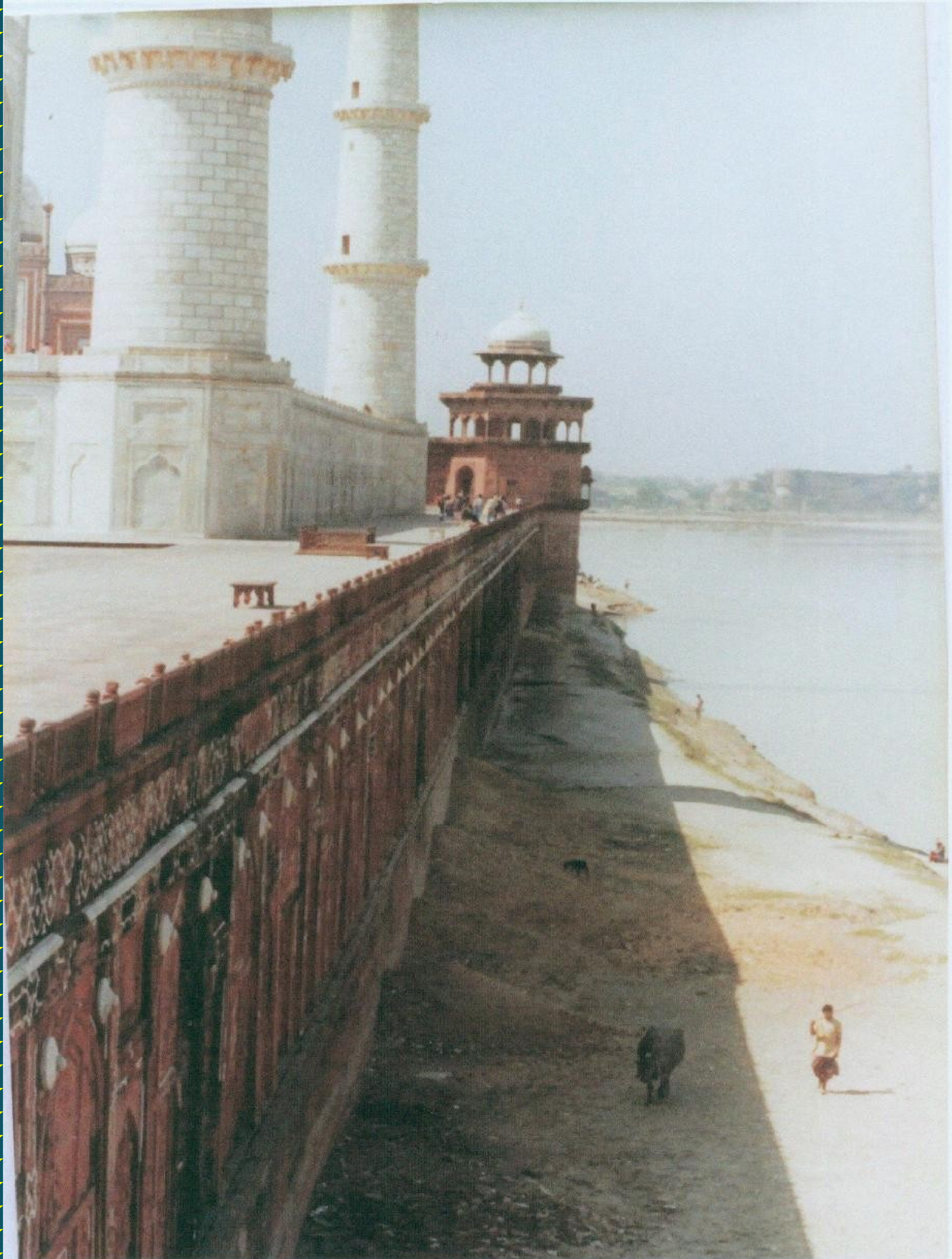


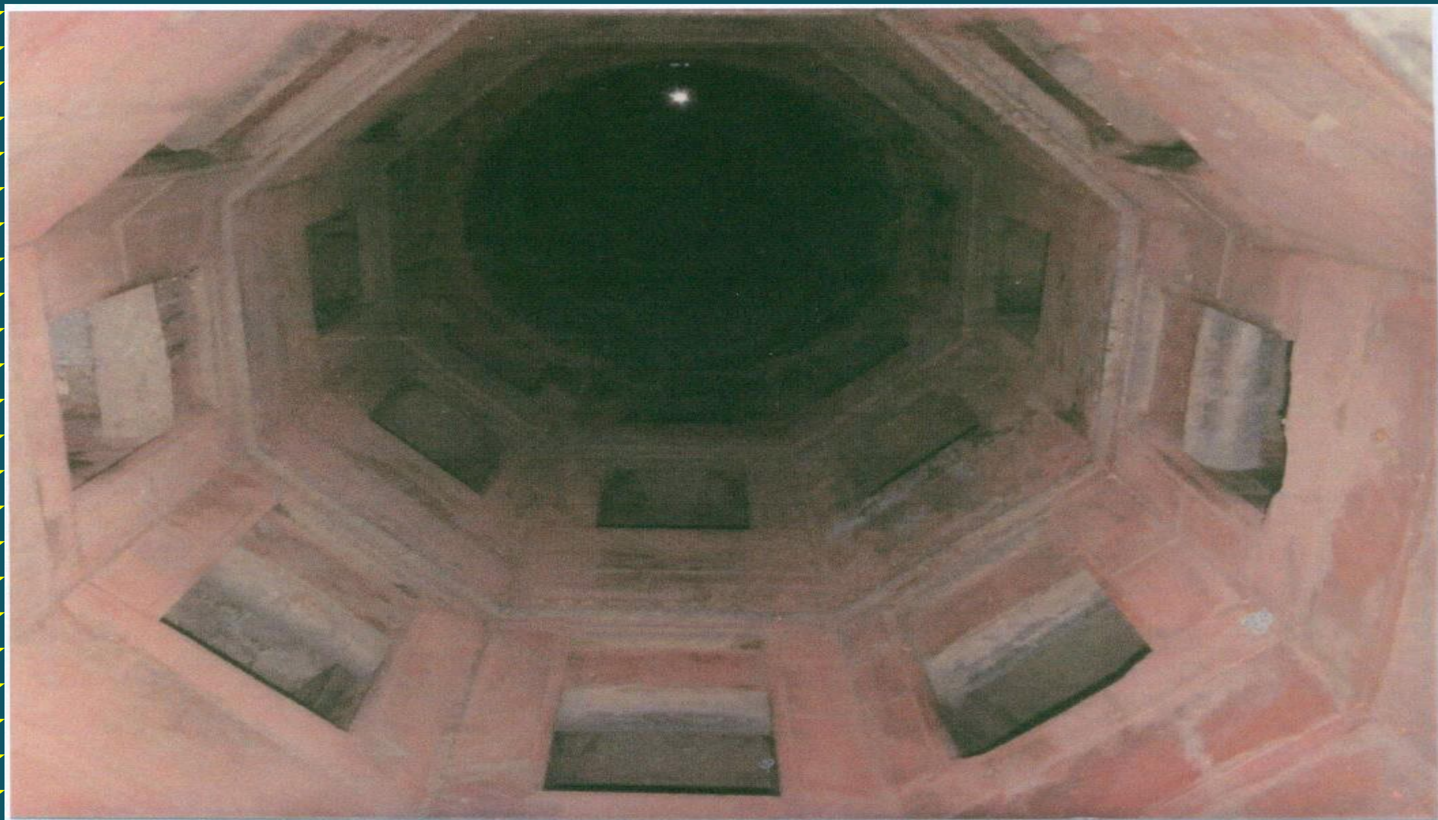
https://earth.app.goo.gl/?apn=com.google.earth&isi=293622097&ius=googleearth&link=https%3a%2f%2fearth.google.com%2fweb%2fsearch%2ftaj%2bmahel%2f%4027.17591849,78.04037767,172.97847314a,0d,60y,260.5003322h,104.42253903t,0r%2fdata%3dCngaShJECiUweDM5NzQ3MTIxZDcwMmZmNmQ6MHhkZDJhZTQ4MDNmNzY3ZGRlGYAQJErWLDtAIQSyMnWyglNAKgl0YWogbWFoYWwYASABIiYKJAm88CmFkGw9QBGvEwJgHk41QBmI_fGEc2lTQCFn7WPfgE1SQEICCAEiGgoWbXlhV3VvZC1BNWdBQUFHdW5femh1ZxACQgIIAEoNCP wEQAA

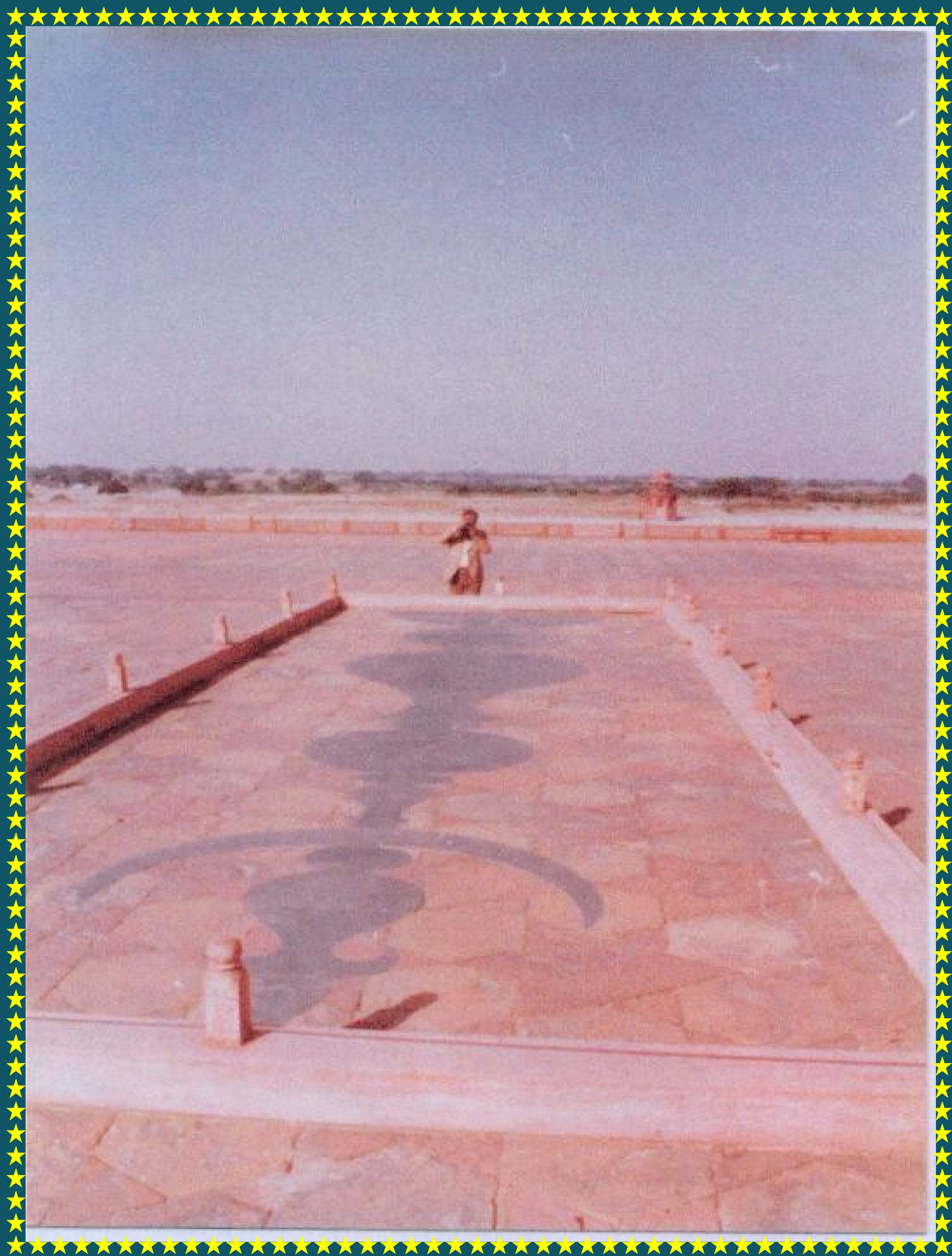


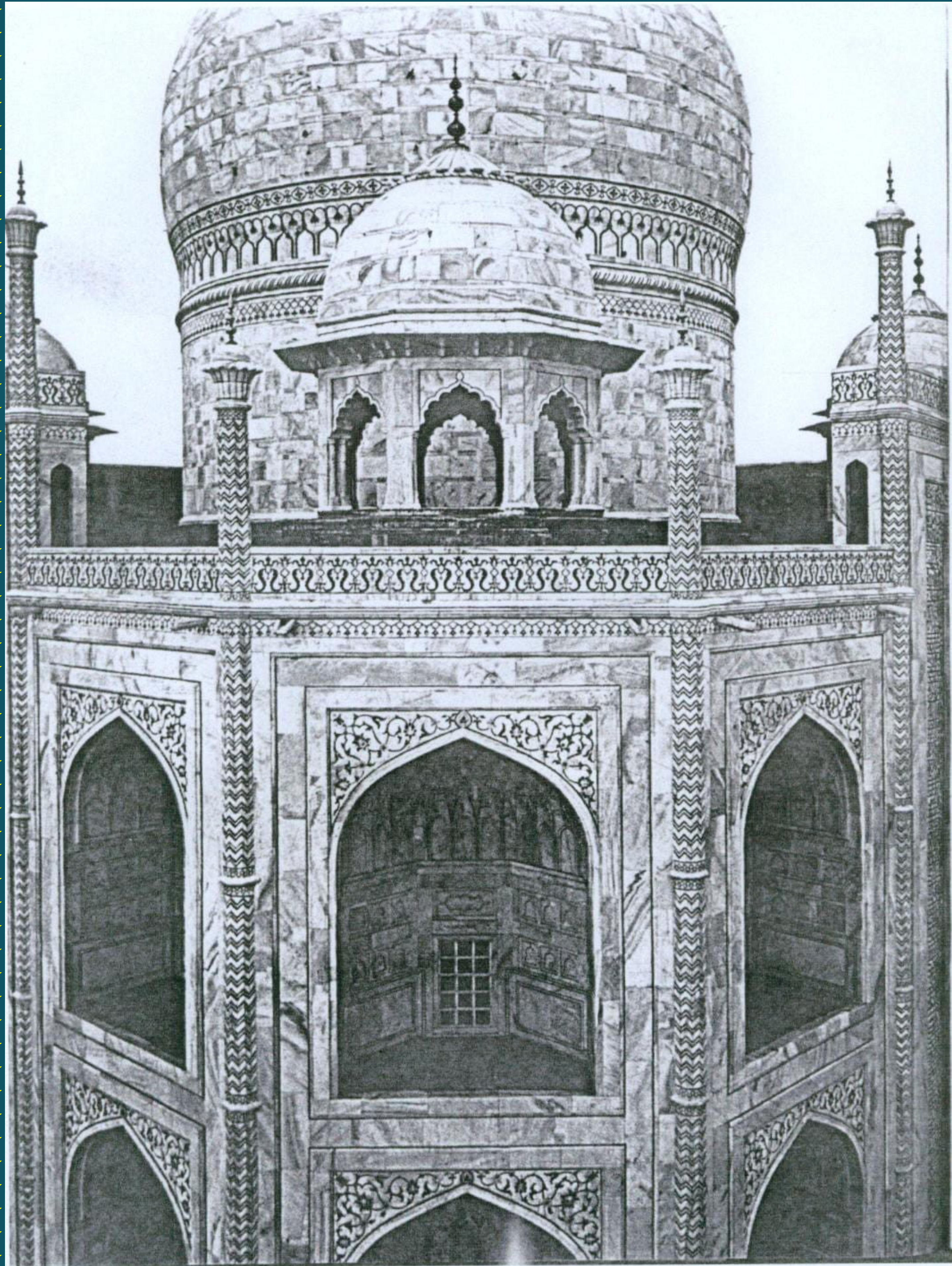


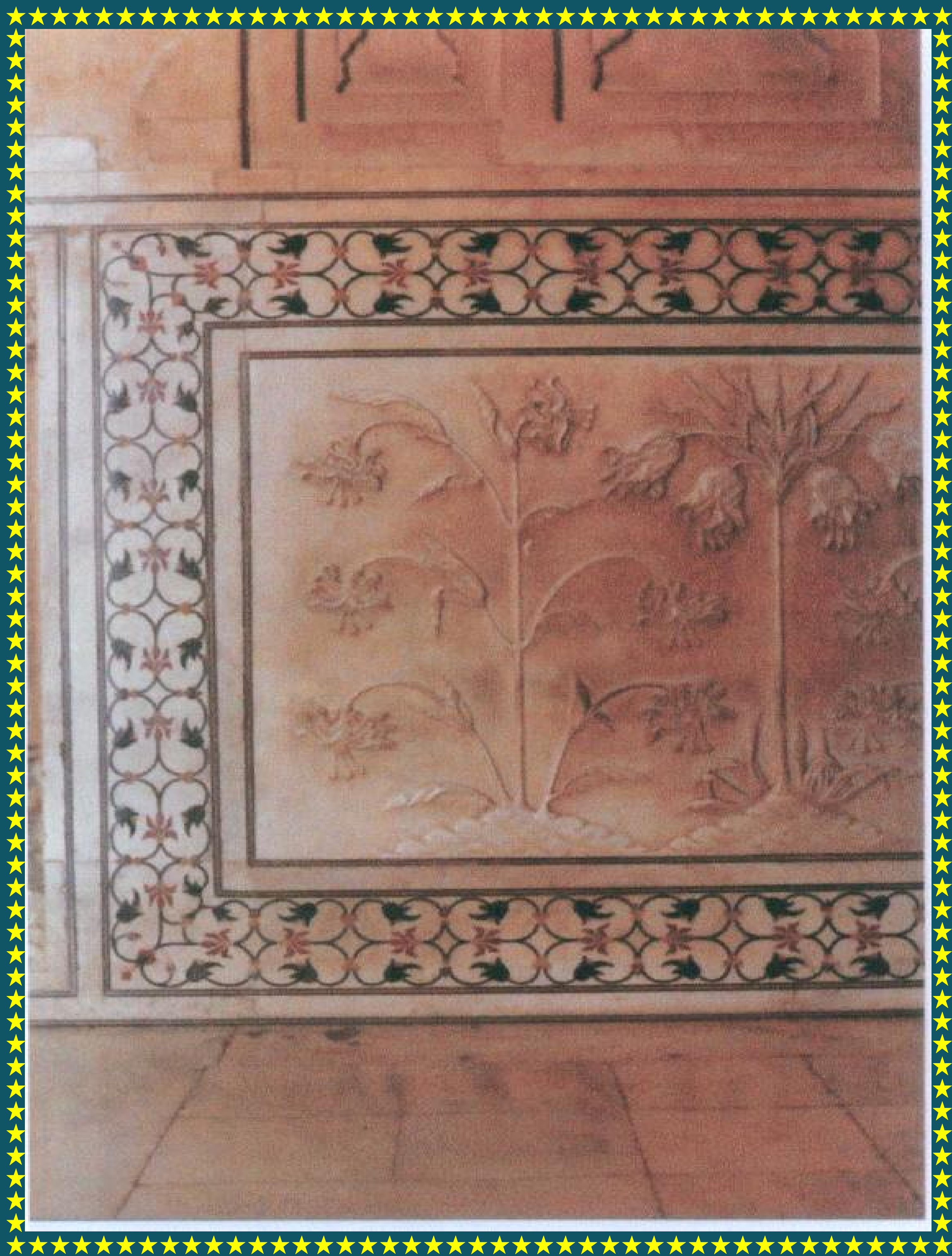




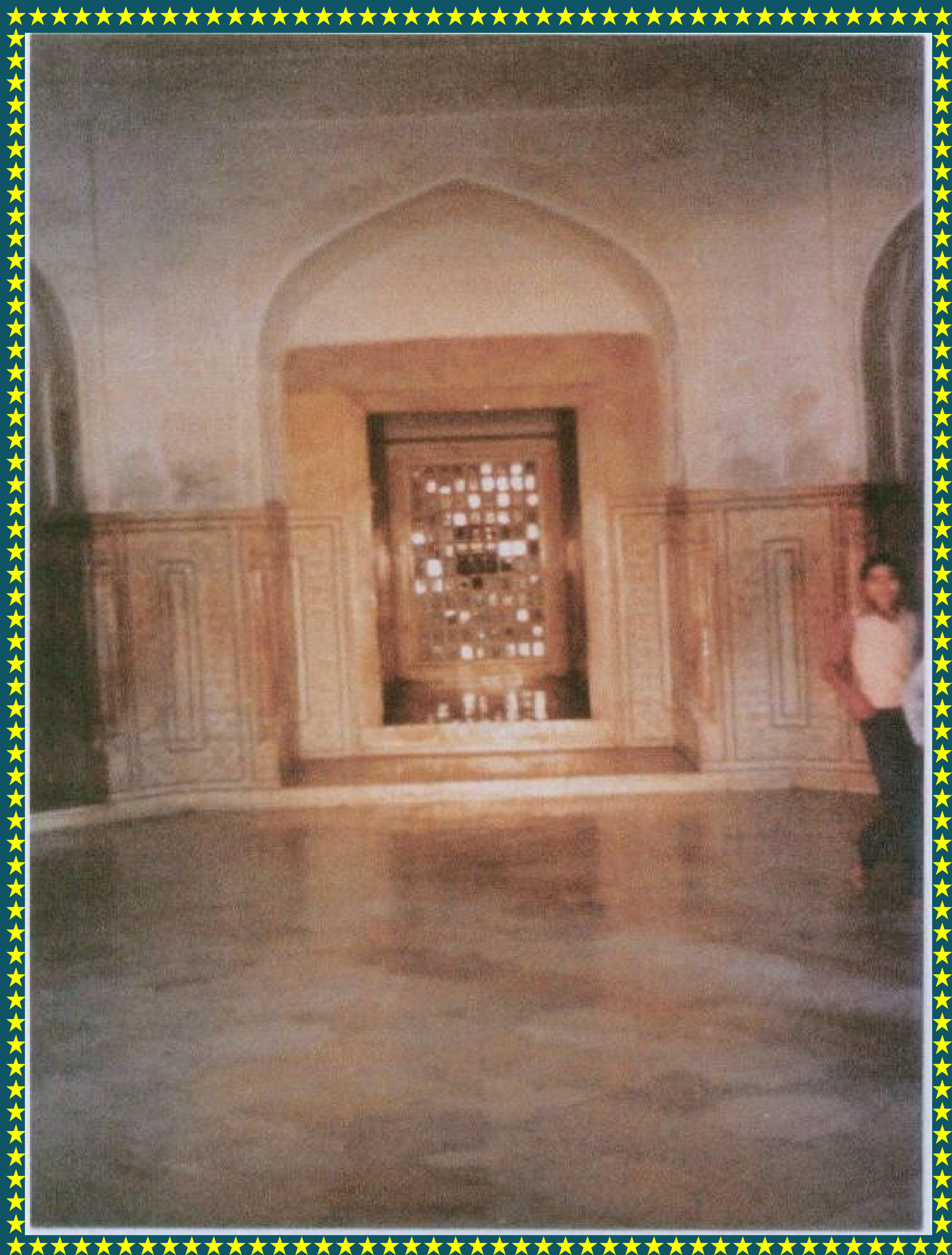


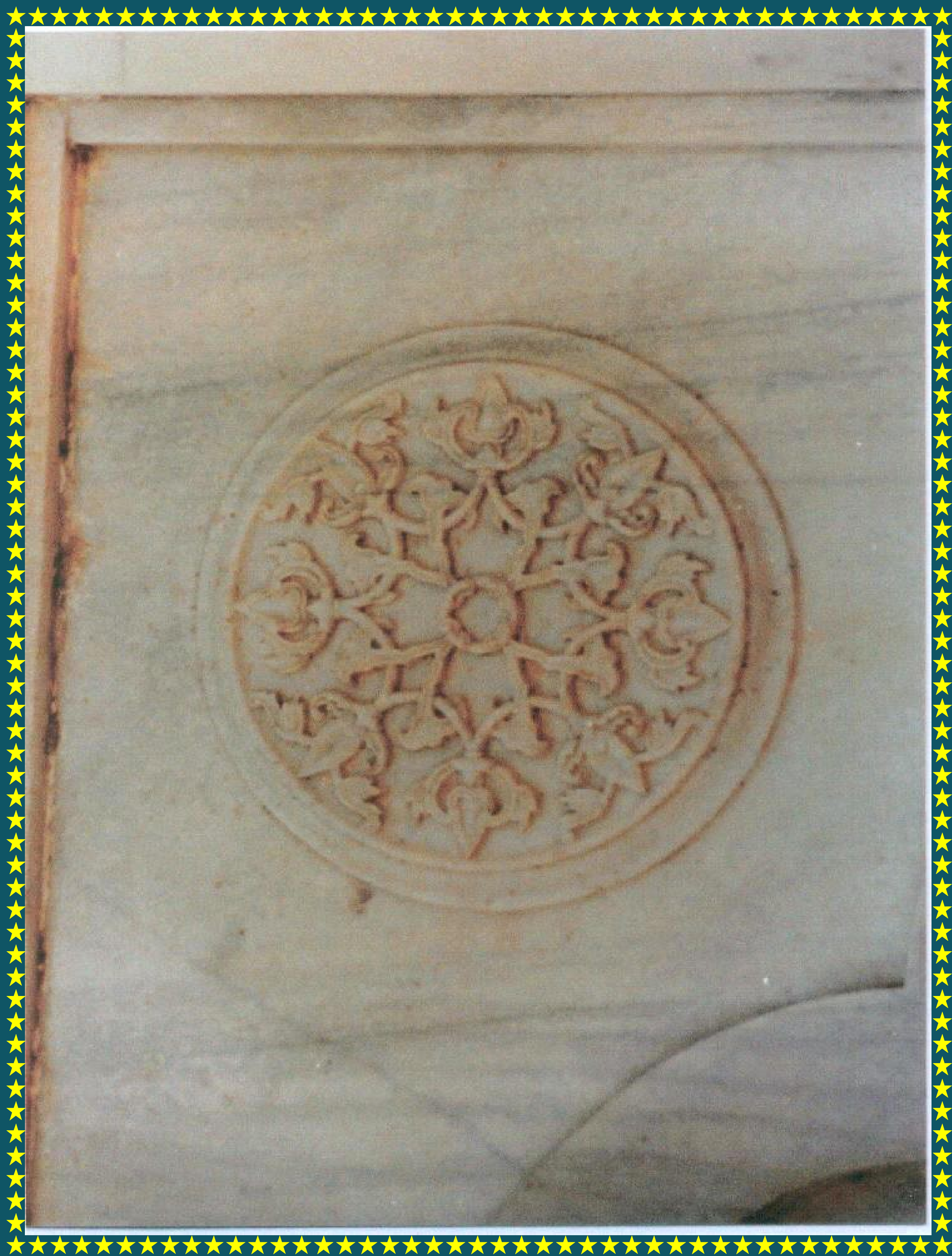


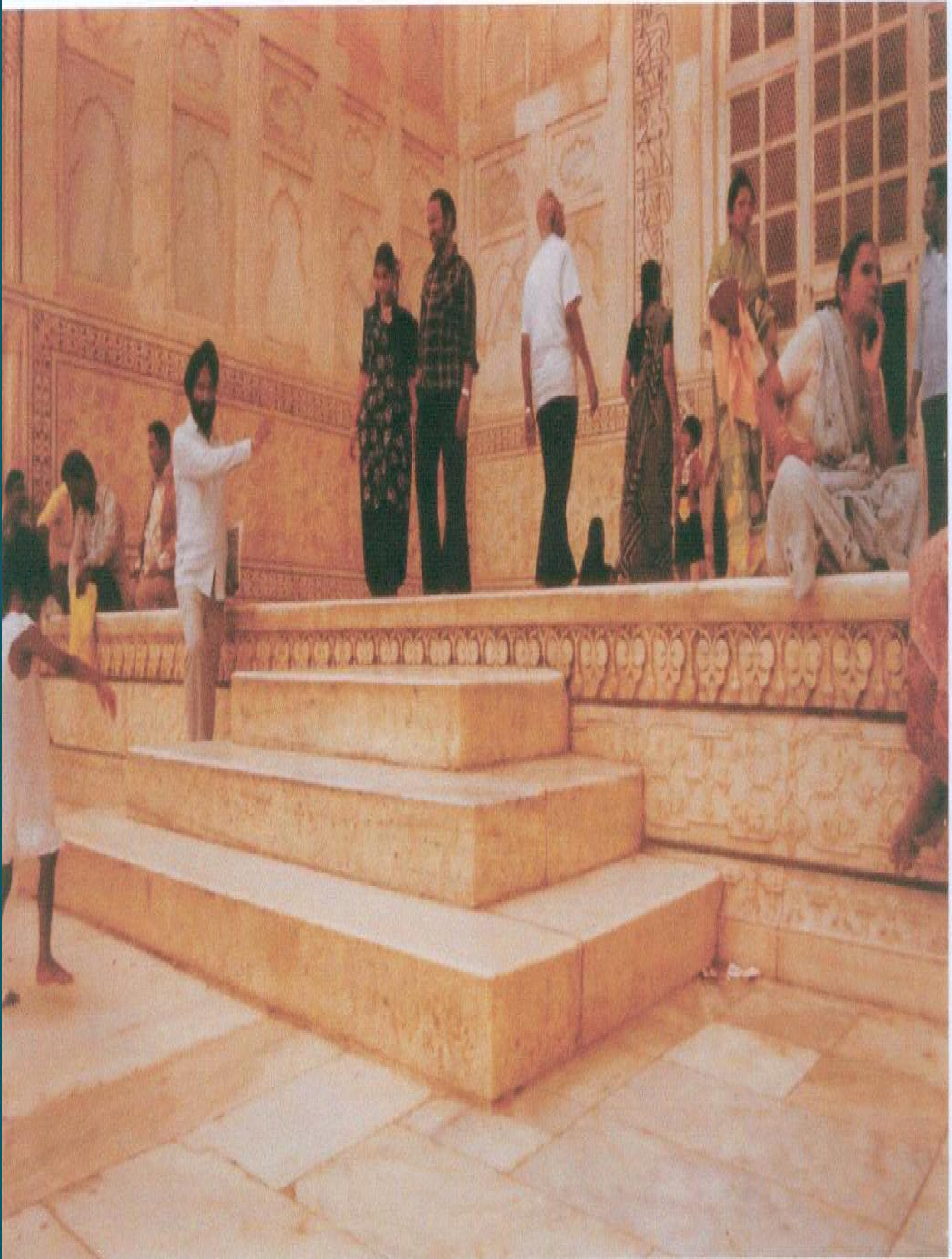














سلطنت مغلیہ کا
پانچواں شہنشاہ شاہ
جہاں کی بیوی اور
اورنگ زیب عالمگیر
کی والدہ کا نام
ارجمند بانو بیگم تھا

جو شاہجہاں کے سرکاری درباری تاریخ نامہ، بادشاہ نامہ میں مذکور ہے

اگر تھوڑی دیر

کے لئے ممتاز ہی

مان لیں تو ممتاز

لفظ کے آخیر میں

حرف ز ہے نا کہ

جیم

دوسری بات

یہ کس زبان کے قواعد میں ہے کہ ؟

کسی کے نام کے
پہلے کے دو حروف
کو چھوڑ کر بعد کے
دو حروف تاز لئے
جائیں وہ بھی حرف ز
کو ج میں تبدیل کر
کے

تاج محل کی اصلاح
خود اورنگ زیب
کے زمانے میں بھی
مغل دربار کے کسی
کاغذ یا تواریخ میں
نہیں ملتی

جس جگہ
مُردے دفن ہوتے
ہیں اُسے قبرستان
یا مقبرہ لکھا جاتا
ہے محل نہیں

محل زندہ انسانوں
کے رہنے کی
جگہ کو لکھا جاتا
ہے یعنی کسی
راجہ یا مہاراجہ کا
محل

تاج محل کی اصطلاح مغل رکارڈ میں بالکل موجود نہیں ہے ، اِس کے لئے مغلوں کی کوئی وضاحت تلاش کرنا مضحکہ خیز ہے

اس کے دونوں
اجزا یعنی تاج
اور محلؒ
سنسکرت سے
تعلق رکھتے ہیں

ہِندُو زبان میں محل کا مطلب حویلی ہے، یعنی ایک عظیم الشان عمارت تاج لفظ (تیج) کی مقبول بدعنوانی ہے جس کا مطلب ہے شان

افغانستان سے
حبشہ تک کسی
بھی مسلم ممالک
میں محل کے نام
سے کوئی عمارت

نہیں ہے

تاج محل کی اصطلاح
سنسکرت کی اصطلاح
(تیجو مہالیہ) کی
بدعنوان شکل ہے، جو
شیو مندر کی نشاندہی
کرتی ہے، تاج محل
پہلے شیو مندر تھا



1- تاج محل کا فضائی منظر

تاج محل کے دونوں اطراف والی عمارتیں ایک جیسی ہیں ایک کا رُخ مشرق ہے اور دوسرے کا مغرب، لیکن ایک ہی کو مسجد کہا جاتا ہے، چونکہ ایک کا رُخ مغرب میں تھا اُسے مسجد کہا جانے لگا، اگر مسجد بننا تھا تو ایک جیسی دو عمارتیں نہیں بنتیں

تاج محل کے قریب ساتھ والی مغربی عمارت کے بائیں طرف چھوٹا مینار، ایک بہت بڑا آٹھ کونوں والا کثیر منزلہ کنواں گھیرے ہوئے ہے

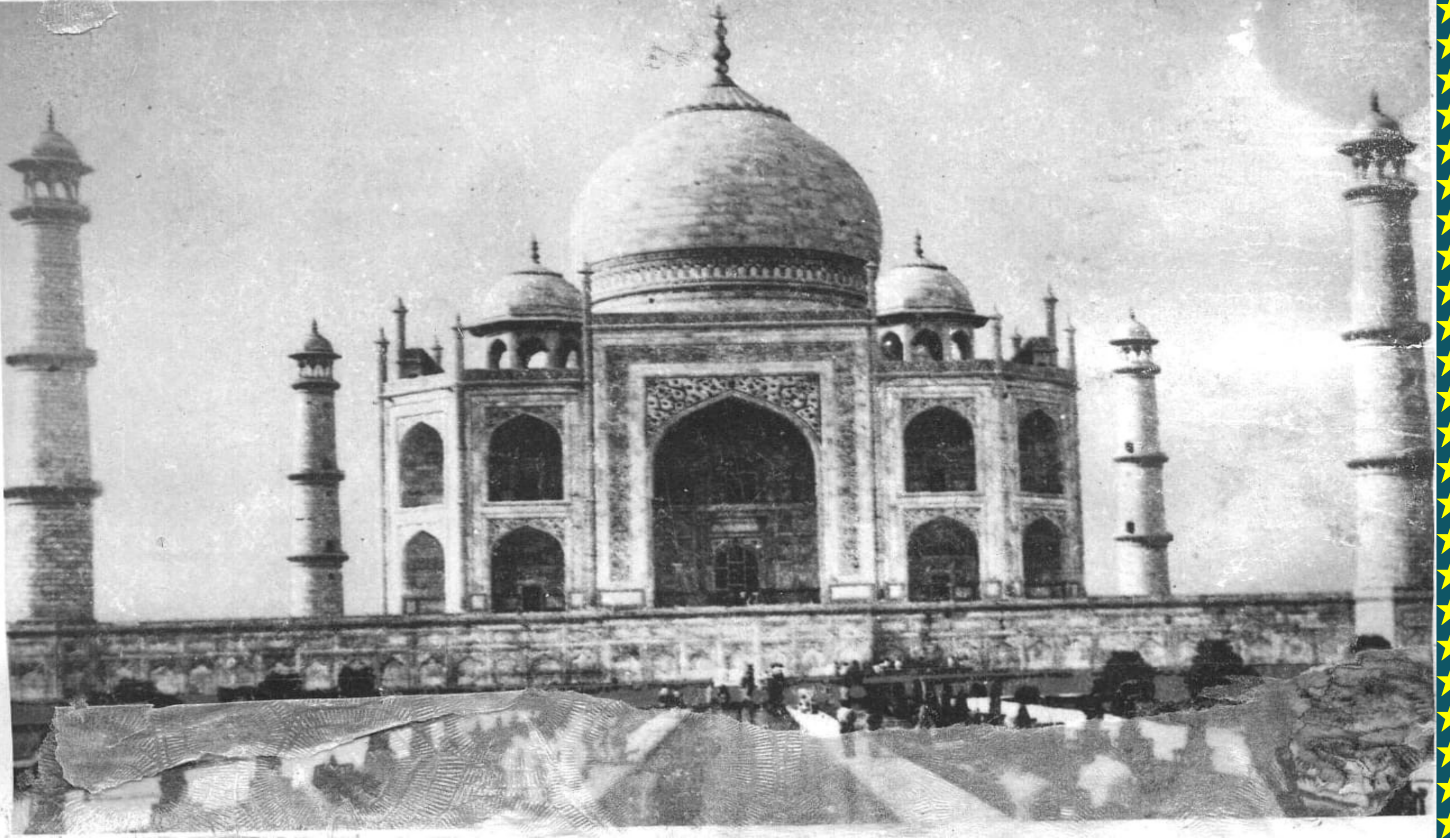


2- یہ سات منزلوں کے ساتھ
محلاتی اپارٹمنٹس کے ساتھ ایک
بڑا آکٹونل کنواں ہے۔ ایک شاہی
سیڑھی پانی کی سطح تک نیچے
اترتی ہے جو سورج کی عکاسی کو

ظاہر کرنے والے چھوٹے سفید پیچ سے ظاہر ہوتا ہے۔

یہ ہندو مندر کے محل کا روایتی خزانہ کنواں تھا۔ زیریں کہانیوں میں خزانے کے ڈھیر لگے ہوتے تھے۔ اکاؤنٹنٹ، کیشیئر اور خزانچی اوپر کی منزلوں میں بیٹھے تھے۔ ہینڈیز کہلانے والے چیک یہاں سے جاری ہوتے تھے۔ محاصرہ ہونے پر، اگر عمارت کو دشمن کے حوالے کرنا پڑتا تو دوبارہ قبضہ کرنے کے بعد

خزانے کو بچانے کے لیے پانی میں دھکیل دیا جاتا تھا۔ حقیقی تحقیق کے لیے اس کنویں سے پانی نکالنا چاہیے تاکہ نچلے حصے میں موجود شواہد کو ظاہر کیا جا سکے۔ یہ کنواں سنگ مرمر تاج کے مغرب میں نام نہاد مسجد کے قریب ایک ٹاور کے اندر ہے۔ اگر تاج ایک مقبرہ ہوتا تو یہ آٹھ کونے والا کثیر المنزلہ کنواں ضرورت سے زیادہ ہوتا۔



3- 10 آکٹونل ہے کیونکہ ہندو 10 سمتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ آسمان کی طرف اشارہ کرنے والا چوٹی اور نیدر دنیا کی بنیاد، نیز سطح کی آٹھ سمتیں 10 سمتیں بناتی ہیں۔ خیال کیا

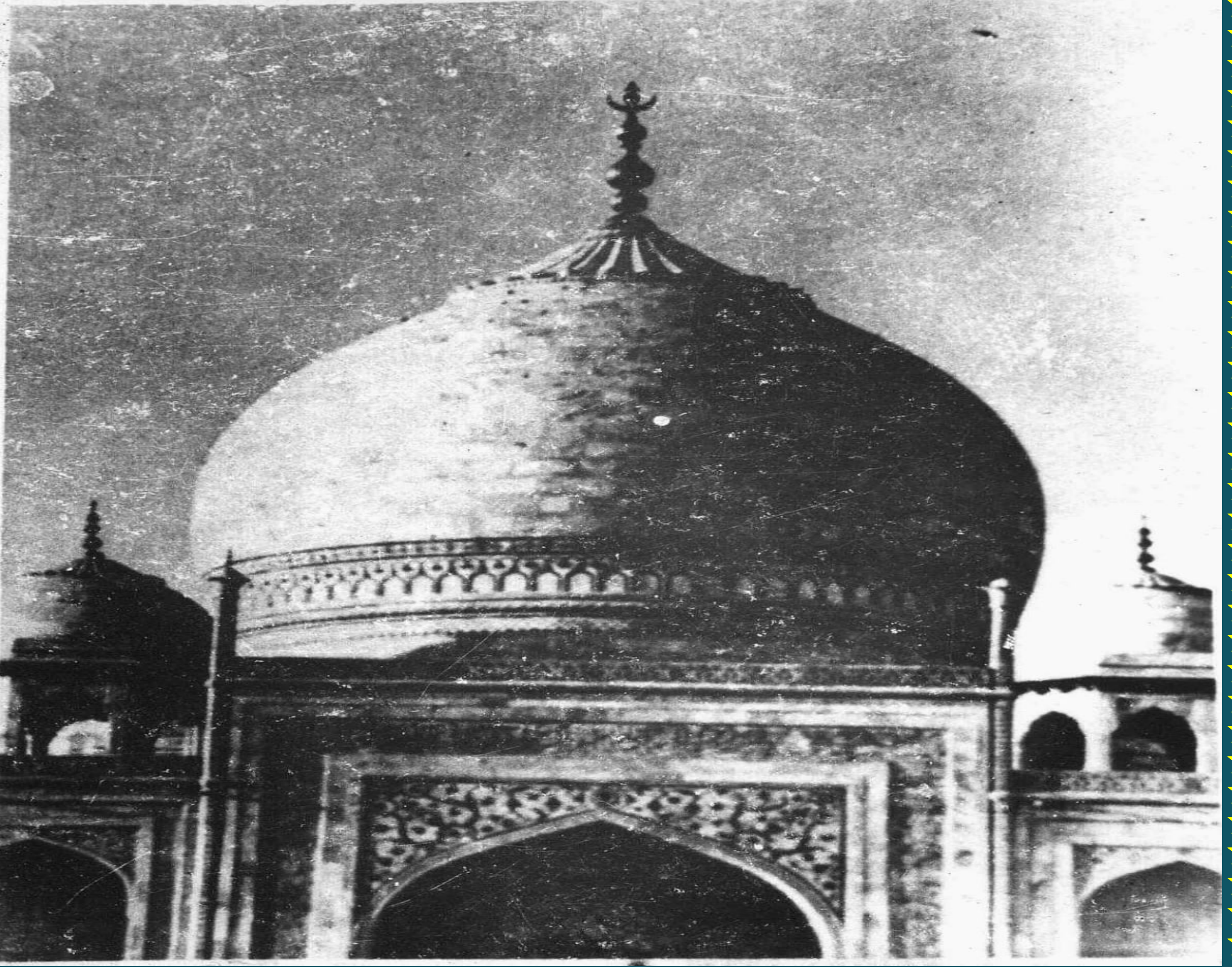
جاتا ہے کہ الوہیت اور شاہی ان تمام 10 سمتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہندو روایت میں، شاہی اور الوہیت سے جڑی عمارتوں میں کچھ اوٹ کوونل خصوصیات ہونی چاہئیں یا عمارتیں خود آکٹونل ہونی چاہئیں۔ دو فلانکنگ کپولا (دو اور پیچھے والے اس تصویر میں نظر نہیں آئے ہیں) بھی ایک جیسے ہیں۔

چبوترے کے چاروں کونوں پر
بنے ٹاور دن کے وقت واچ
ٹاور کے طور پر کام کرتے
تھے اور رات کو روشنیاں
رکھنے کے لیے۔ ہندو شادی
کی قربان گاہوں اور ستیانارائن
کی عبادت کی قربان گاہوں کے
کونے کونے میں ہمیشہ ایسے
مینار ہوتے ہیں۔ [بہت سے
دوسرے ہندو مندر، جیسے
کھجوراؤ کے مندروں میں بھی

چار مینار یا مندر ہیں، مندر کی
[بنیاد کے ہر کونے پر ایک.
گنبد کے سر پر کمل کے پھول
کی ٹوپی ایک ہندو خصوصیت
ہے۔ مسلمانوں کے گنبد گنجے
ہیں۔ سنگ مرمر کی اس
عمارت کی چار منزلیں ہیں۔
گنبد کے اندر ایک 83 فٹ
اونچا ہال ہے۔ تاج کا دوہرا گنبد
ہے۔ اندر سے جو گنبد نظر آتا

ہے وہ چھت پر الٹے پین کی
طرح ختم ہوتا ہے۔ باہر سے
نظر آنے والا گنبد اندرونی گنبد
پر ایک غلاف ہے۔ اس لیے ان
کے درمیان 83 فٹ کا ہال ہے۔
اسے ایک منزلہ سمجھا جا
سکتا ہے۔ نیچے پہلی منزل کی
محرابیں اور زیریں منزل کے
کمرے دیکھے جا سکتے ہیں۔
تہہ خانے میں زائرین کو ایک
کمرہ دکھایا گیا ہے۔ یہ سب

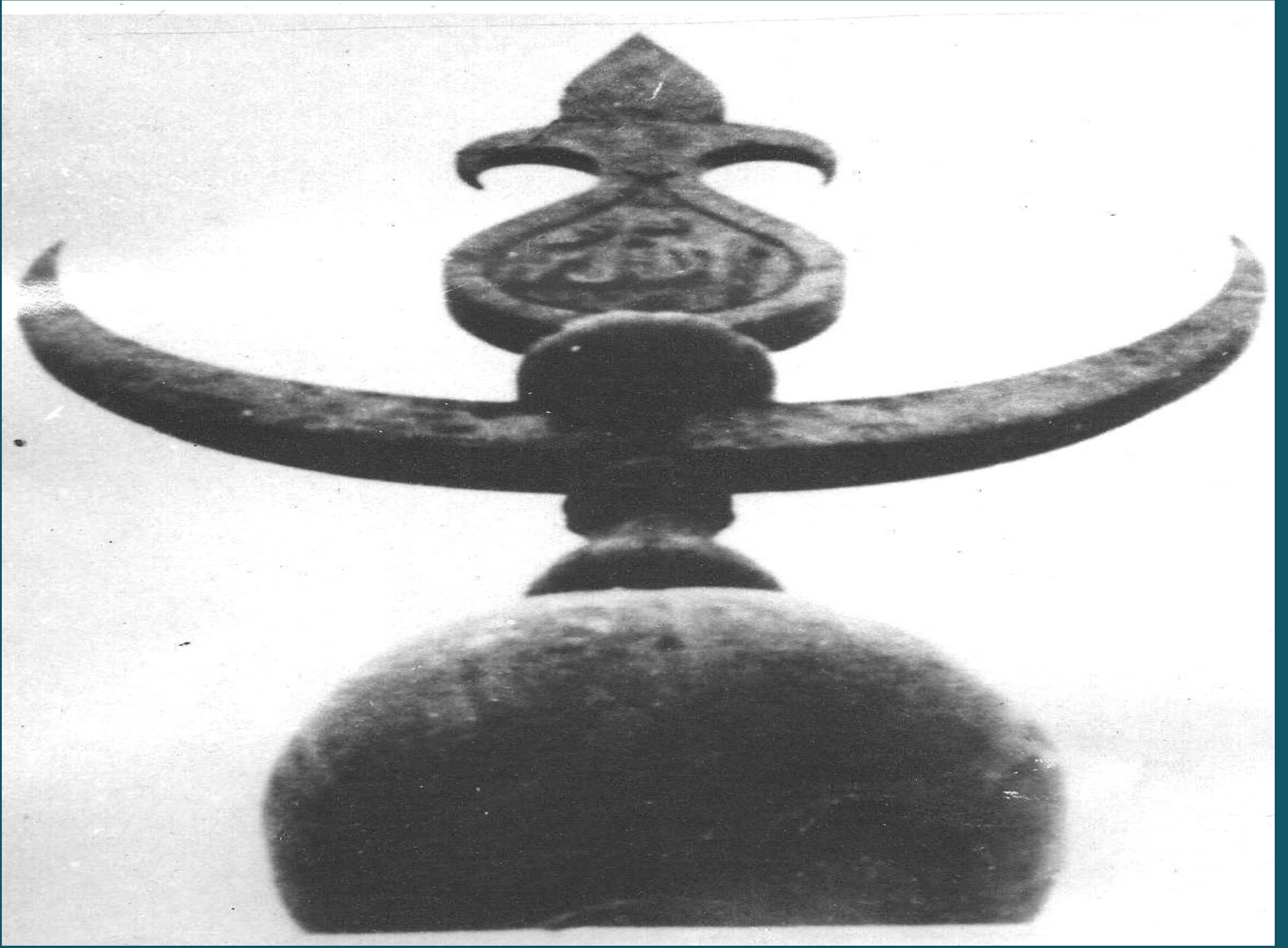
سنگ مرمر کی عمارت میں چار منزلہ ہیں۔ سنگ مرمر کے ڈھانچے کے نیچے دریا کی سطح تک سرخ پتھر میں دو منزلیں ہیں۔ ساتویں منزل دریا کی سطح سے نیچے ہونی چاہیے کیونکہ ہر قدیم ہندو تاریخی عمارت میں تہہ خانہ ہوتا تھا ۔ اس طرح تاج ایک سات منزلہ ڈھانچہ ہے۔



4- تاج محل کا گنبد جس میں ترشول
کی چوٹی ہے جو زنگ نہ لگنے
والے آٹھ دھاتی ہندو مرکب سے بنا

ہے۔ چوٹی نے بجلی کو جھکانے والے کے طور پر بھی کام کیا۔

اس چوٹی کو بہت سے لوگوں نے آنکھیں بند کر کے یہ فرض کر لیا ہے کہ یہ ایک اسلامی ہلال اور ستارہ ہے، یا انگریزوں کا نصب کردہ بجلی کا موصل ہے۔ یہ اس لاپرواہی کا پیمانہ ہے جس میں اب تک ہندوستانی تاریخ کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس چوٹی جیسی بصری طور پر قابل شناخت چیزوں کی بھی معافی کے ساتھ غلط تشریح کی گئی ہے۔



5- تاج محل کی چوٹی کے اوپری حصے کا ایک قریبی حصہ، گنبد کے نیچے موجود پیراپیٹ سے لی گئی تصویر۔ ہندو افقی ہلال اور ناریل کی چوٹی ایک ساتھ باغ کی سطح سے

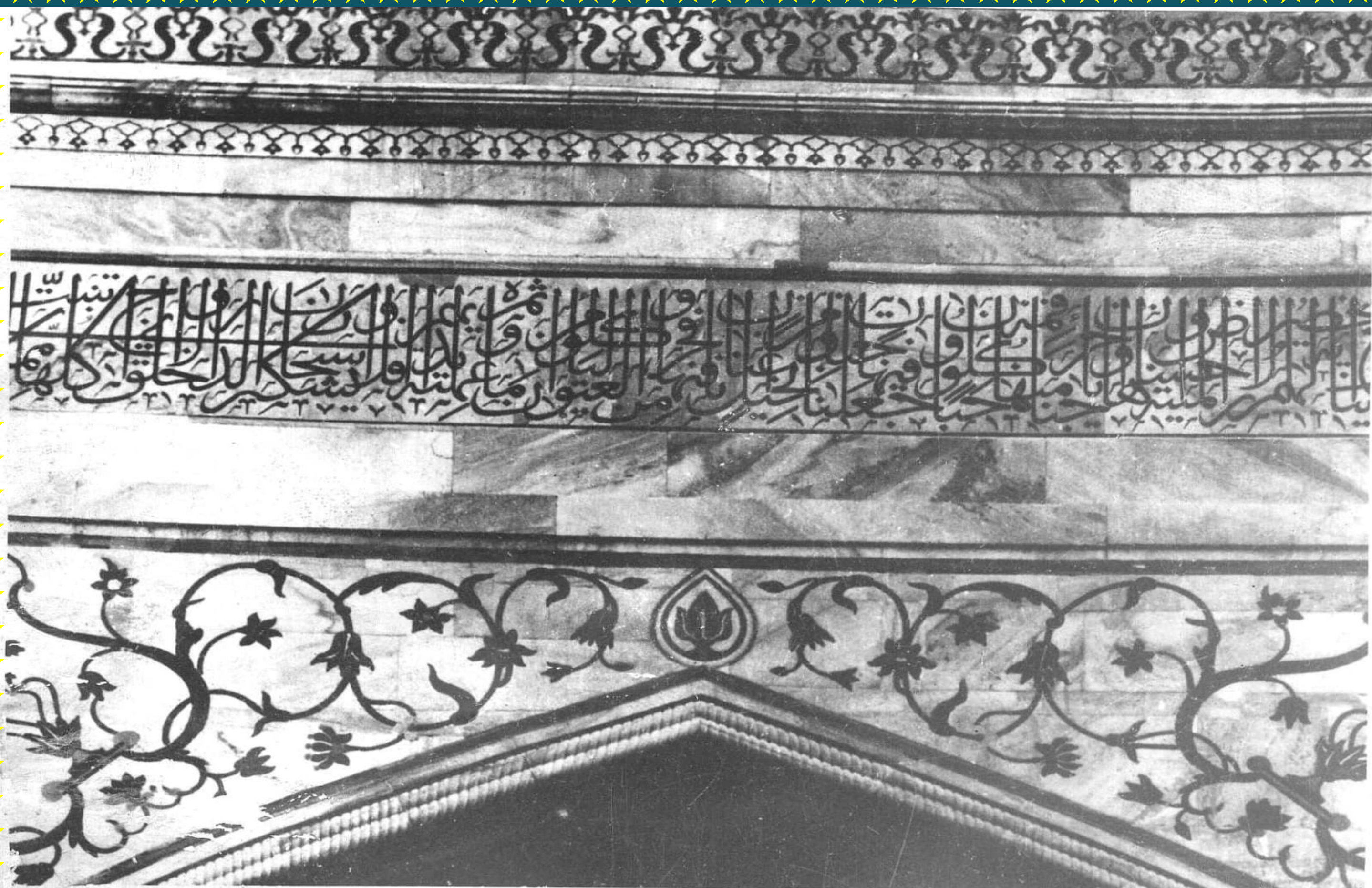
ترشول کی طرح نظر آتی ہے۔ اسلامی ہلال ہمیشہ ترچھا ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ وہ تقریباً ہمیشہ مکمل دائرے ہوتے ہیں جو ستارے کے لیے تھوڑا سا کھولتے ہیں۔ اس ہندو چوٹی کو ان تمام صدیوں کو ایک اسلامی ہلال اور ستارہ یا انگریزوں کے ذریعہ نصب کردہ بجلی کے موصل کے طور پر غلط سمجھا گیا۔ یہاں شاہجہان کا لکھا ہوا لفظ "اللہ" صحن کی نقل میں غائب ہے۔ ناریل، اس کے نیچے جھکے ہوئے آم کے پتے اور سہارا دینے والا کالاش (پانی کا برتن)



6- گنبد پر چوٹی کا مکمل پیمانہ
تاج محل کے سرخ پتھر کے
صحن پر لگایا گیا ہے. کوئی

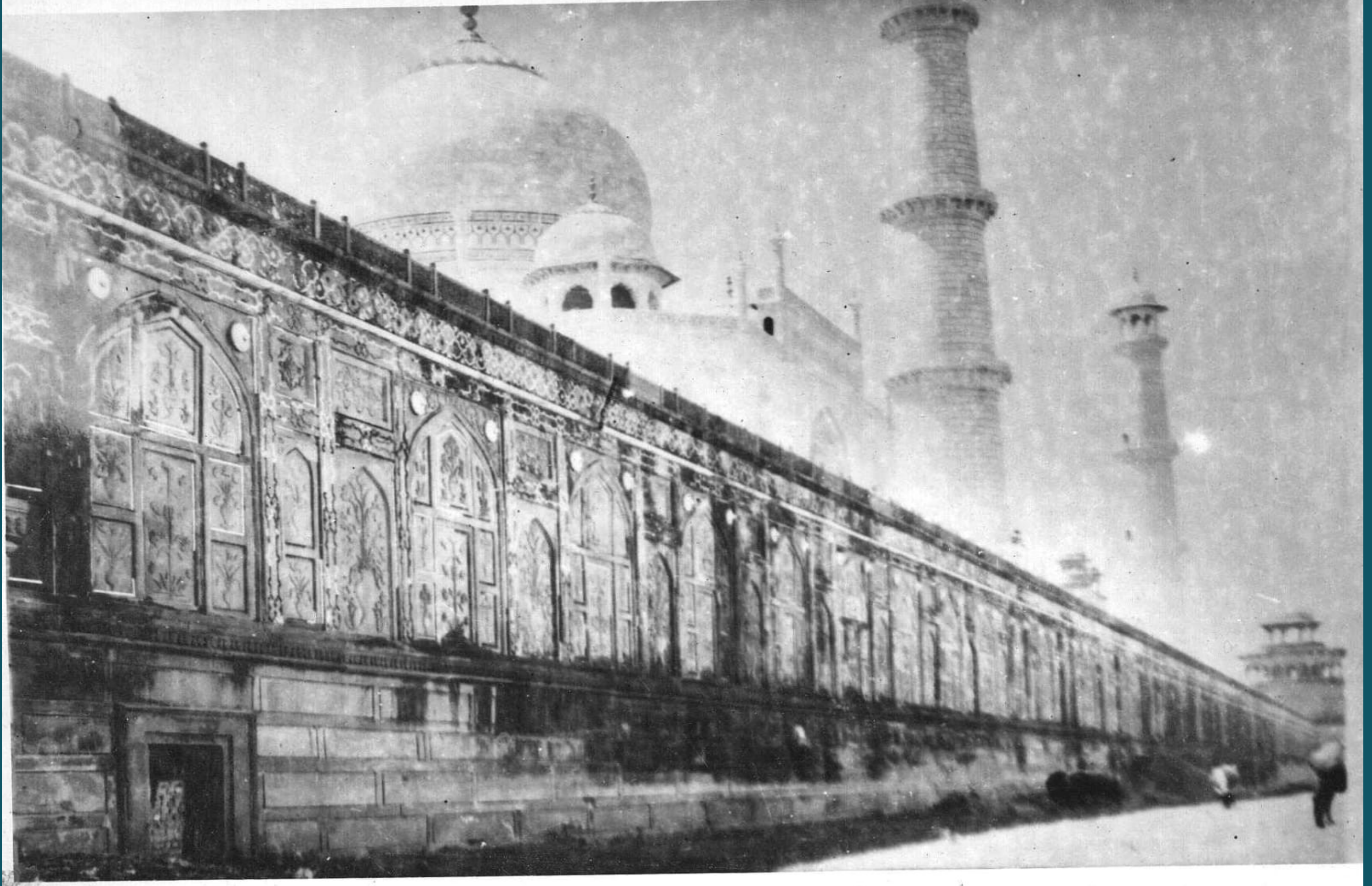
اسے مشرق کی طرف جھکتی ہوئی عمارت کے دریا کے کنارے محراب کے دامن میں دیکھ سکتا ہے جسے مسلم غاصبوں نے غلط طریقے سے جمعیت خانہ (کمیونٹی ہال) کا نام دیا ہے۔ صحنوں میں فرش کے ایسے خاکے ایک عام ہندو خصلت ہیں۔ فتح پور سیکری میں یہ بیکگیمن بورڈ ہے جو مرکزی صحن پر بنایا گیا ہے۔

ناریل کے اوپر اور جھکے ہوئے آم کے پتے، کالاش (یعنی پانی کے برتن) پر آرام کرنا ایک مقدس ہندو شکل ہے۔ ہمالیہ کے دامن میں ہندو عبادت گاہوں میں ایک جیسی چوٹیں ہیں [خاص طور پر کیدارناتھ، ایک ممتاز شیو مندر میں دیکھا گیا]۔ خاکے کا مشرقی مقام بھی عام طور پر ہندو ہے۔ لمبائی تقریباً 32 فٹ ہے۔



تاج محل کے چاروں -7
اطراف بلند داخلی محراب کی
چوٹی پر یہ سرخ کمل اور
سفید ترشول ہے - یہ بتاتا

ہے کہ عمارت ایک ہندو
مندر کے طور پر شروع
ہوئی تھی۔ شاہجہان نے جے
پور ریاست کے ہندو
حکمران سے عمارت پر
قبضہ کرنے کے بعد درمیانی
پٹی کی تشکیل کرنے والے
قرآنی حروف کو
پیوند کیا گیا تھا۔



8- یہ تاج محل کا دریا کے کنارے
کا منظر ہے۔ اوپر چار منزلہ
سنگ مرمر کا ڈھانچہ ہے جس
کے نیچے یہ دو منزلیں دریا کی

سطح تک پہنچتی ہیں۔ دوسری تصاویر میں دکھائے گئے 22 کمرے درمیان میں نظر آنے والی محرابوں کی لائن کے پیچھے ہیں۔ ہر محراب پر سفید سنگ مرمر میں ہندو کمل کی ڈسک لگی ہوئی ہے۔ زمینی سطح کے بالکل اوپر چبوترہ ہے۔ چبوترے کے بائیں کونے میں ایک دروازہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ چبوترے کے اندر بہت سے

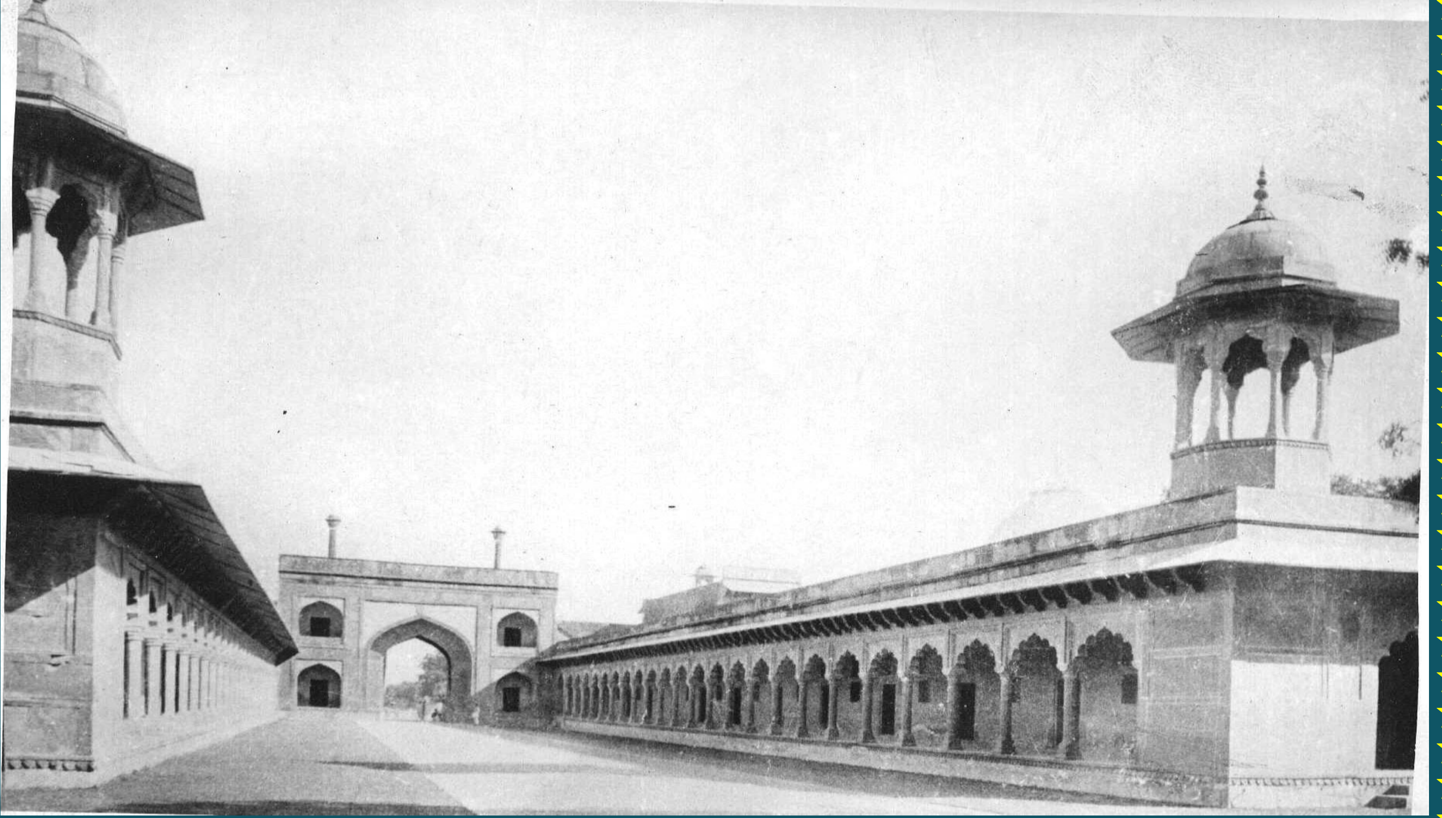
کمرے ہیں جنہیں شاہجہان نے
سیل کیا تھا۔ بائیں طرف کے
دروازے سے کوئی دریا کے
کنارے تک جا سکتا ہے۔ 7 ویں
منزل کو زمین کے نیچے
چبوترے کے نیچے سمجھا جاتا
ہے کیونکہ ہر قدیم ہندو حویلی
میں ایک تہہ خانہ ہوتا تھا۔ تہہ
خانے تک پہنچنے کے لیے
کھدائی اس دروازے کے نیچے
سے شروع



9- تاج کے اندر ممتاز کی قبر
دیکھنے کے لیے زیادہ تر لوگ
عقبی دریا کے کنارے جانے میں
ناکام رہتے ہیں۔ یہ دریا کے

کنارے کا منظر ہے۔ یہاں سے
آپ دیکھ سکتے ہیں کہ چار
منزلہ سنگ مرمر کے ڈھانچے
کے نیچے سرخ پتھر کی دو
مزید منزلیں ہیں۔ بائیں جانب
محراب میں کھڑکی کے بیرچر
کو نوٹ کریں۔ اس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ اندر کمرے ہیں۔
دیوار کے اوپری حصے میں
محرابوں کی قطار کے اندر 22
کمرے ہیں۔ سنگ مرمر کی چار

منزلوں کے علاوہ، یہ پانچویں منزل میں سرخ پتھر کی محرابیں دکھاتا ہے . 6 ویں منزل تصویر کے نچلے حصے میں چبوترے میں ہے. ایک اور تصویر میں چبوترے کے بائیں کونے میں ایک دروازہ نظر آئے گا، جو اندر اپارٹمنٹس کی موجودگی کی نشاندہی کرتا ہے، جہاں سے کوئی نہانے کے لیے دریا پر نکل سکتا ہے.



10- تاج محل کے قریب یہ
گزرگاہیں عام طور پر ہندو
ہیں۔ وہ کسی بھی قدیم ہندو
دارالحکومت میں دیکھے جا

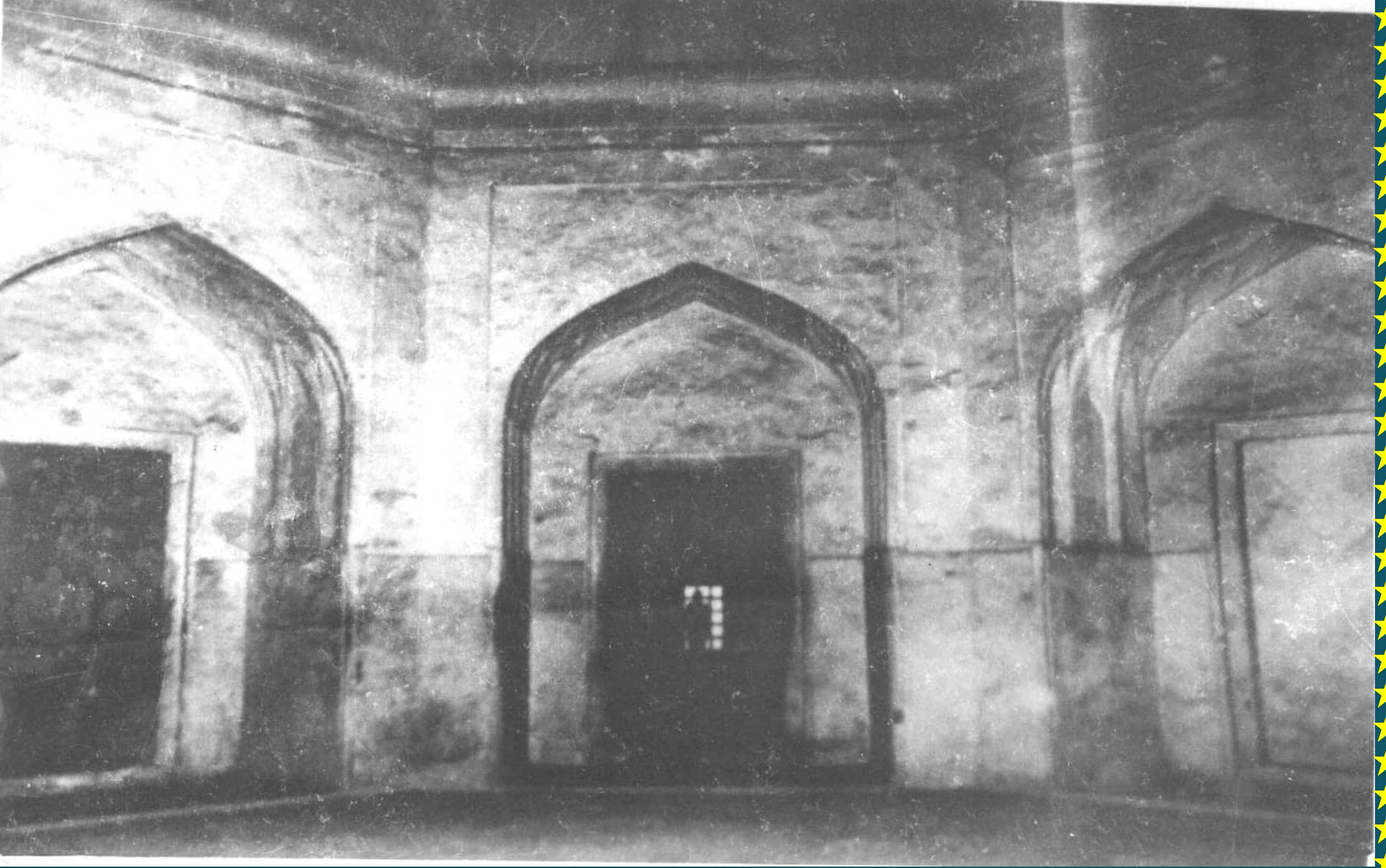
سکتے ہیں۔ دائیں اور بائیں
اوپر دو آکٹاگونل ٹاور کپولا
نوٹ کریں۔ صرف ہندوؤں کے
پاس آٹھ سمتوں اور ہر ایک
کو تفویض کردہ آسمانی
محافظوں کے لئے خصوصی
نام ہیں۔ تاریخی عمارتوں میں
کسی بھی آکٹونل خصوصیت
کو دیکھنے والے کو ان کے
ہندو اصل کے بارے میں قائل

کرنا چاہئے۔ جب تاج محل
ایک ہندو مندر کا محل تھا تو
محافظ، پالکی بردار اور دیگر
حاضرین سینکڑوں کمروں
میں اس طرح کی متعدد
راہداریوں میں رہتے تھے۔
اس طرح تاج ایک سنگین
اسلامی قبرستان میں تبدیل
ہونے سے پہلے زیادہ شاندار
اور شاندار تھا



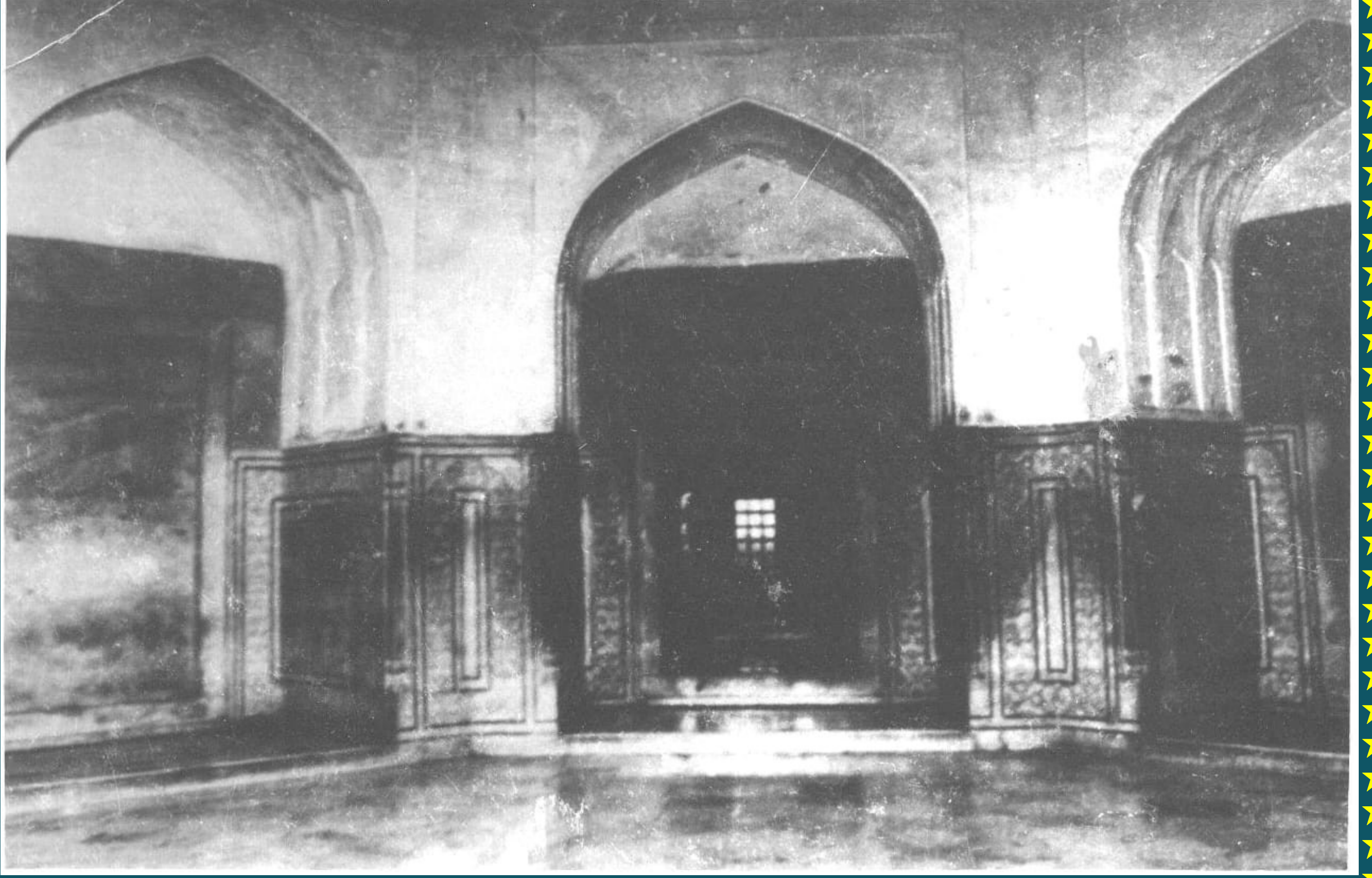
11- تاج محل کے باغ میں یہ نقار خانہ
عرف میوزک ہاؤس اگر تاج محل ایک
اسلامی مقبرہ ہوتا تو اس میں تضاد ہے۔
قریب ہی دائیں جانب وہ عمارت ہے جس
کے بارے میں مسلمان دعویٰ کرتے ہیں
کہ وہ مسجد ہے۔ میوزک ہاؤس سے

مسجد کی قربت مسلم روایت سے متصادم ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں میں ایک مسجد کے اوپر سے گزرنے والے ہندو موسیقی کے جلوسوں پر پتھراؤ کرنے کی روایت ہے۔ مزید یہ کہ ایک مزار پر خاموشی کی ضرورت ہے۔ مردہ شخص کے آرام کو کبھی پریشان نہیں کیا جانا چاہئے۔ پھر ایک مردہ ممتاز کے لیے بینڈ ہاؤس کون فراہم کرے گا؟ اس کے برعکس ہندو مندروں اور محلوں میں موسیقی کا گھر ہوتا ہے کیونکہ صبح و شام ہندو کام مقدس موسیقی کے میٹھے تناؤ سے شروع ہوتے ہیں۔



12- تاج محل کے سنگ مرمر کے
ڈھانچے کی پہلی منزل پر ایسے کمرے
ہیں ۔ اس بالائی منزل کی طرف جانے
والی دو سیڑھیاں شاہجہان کے زمانے
سے بند اور بند ہیں۔ اوپری منزل کے
ایسے کمروں کے فرش اور سنگ مرمر

کی دیواریں تصویر میں دیکھی جا سکتی ہیں کہ اس کے سنگ مرمر کے پینل چھین لیے گئے ہیں۔ شاہجہاں نے اوپری منزل سے اکھڑے ہوئے سنگ مرمر کو قبریں بنانے اور قرآن پاک کی تراش خراش کے لیے استعمال کیا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ تاج محل کے باقی حصوں کی شان کے مطابق سنگ مرمر کہاں سے منگوایا جائے۔ وہ اتنا کنجوس بھی تھا کہ لوٹے ہوئے ہندو مندر کو اسلامی مقبرے میں تبدیل کرنے پر بھی زیادہ خرچ نہیں کرنا چاہتا تھا۔



13- تاج محل مندر کے محل کے
سنگ مرمر کے گراؤنڈ فلور کے
شاندار سنگ مرمر کے پکے،
چمکتے، ٹھنڈے، سفید روشن
کمرے ہیں۔ یہاں تک کہ دیواروں کا

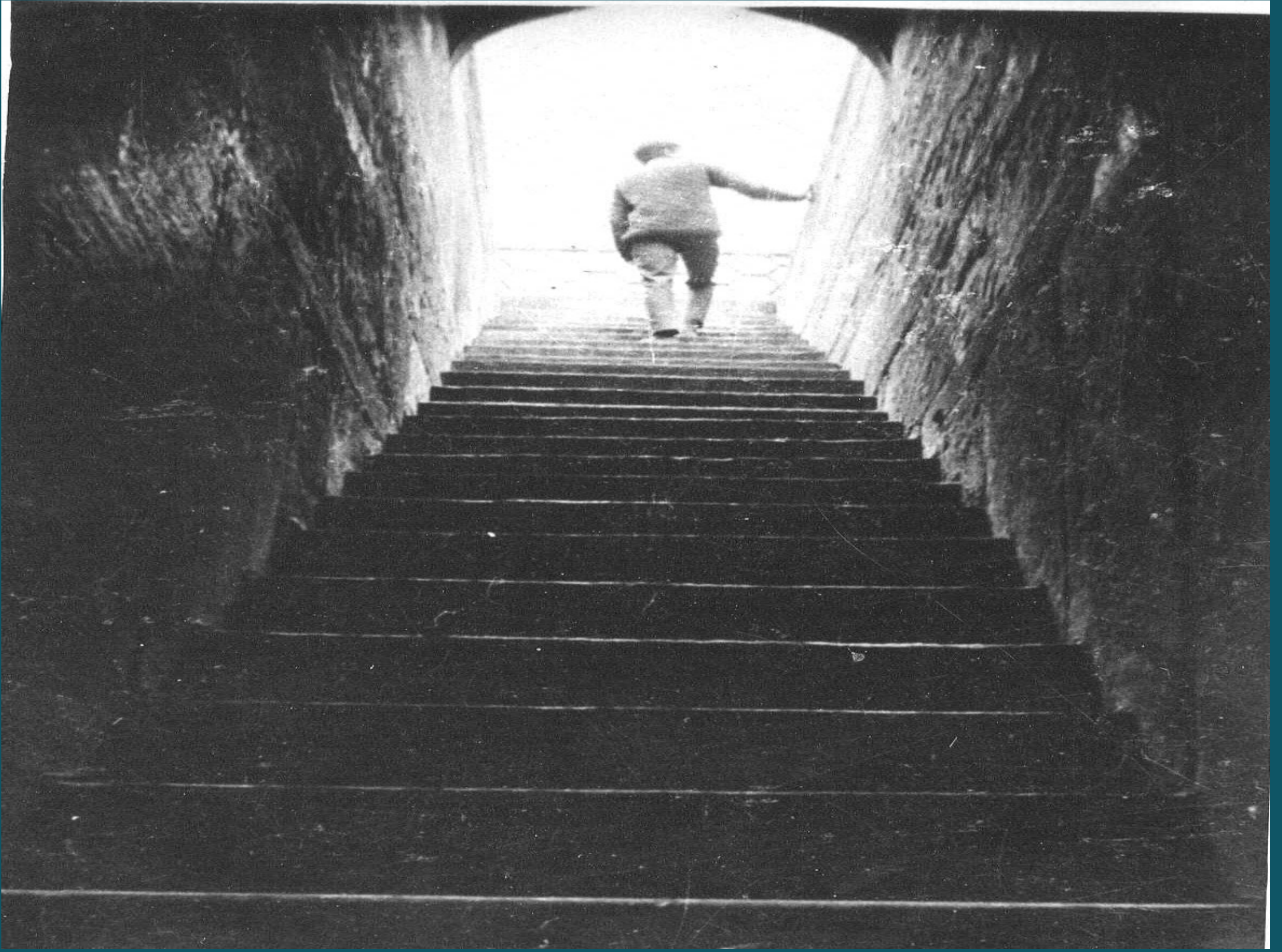
نچلا تیسرا حصہ شاندار سنگ مرمر
کے موزیک سے ڈھکا ہوا ہے۔
بائیں طرف کا دروازہ پتھر کے
سلیب سے مشکوک طور پر بند نظر
آتا ہے۔ کوئی بھی ان کمروں کے
ذریعے مرکزی آکٹونل حرم کے ارد
گرد گھوم سکتا ہے، جو اب ممتاز
کی جعلی قبر کے زیر قبضہ ہے۔
مرکزی دروازے سے نظر آنے
والے پیرچر نے لنگر انداز عقیدت
مندوں کو مرکزی چیمبر میں شیو
لِنگا پر اپنی نگاہیں جمائے رکھنے

کے قابل بنایا۔ ہندو شیو لنگوں کو
دو چیمبروں میں، ایک دوسرے کے
اوپر مقدس کیا جاتا ہے۔ لہذا،
شاہجہان کو ممتاز کے نام پر دو
قبریں اٹھانی پڑیں - ایک سنگ
مرمر کے تہہ خانے میں اور
دوسری زمینی منزل پر تاکہ دونوں
شیو نشانوں کی بے حرمتی اور
عوام کی نظروں سے چھپایا جا
سکے۔]اجین کے مشہور شیو مندر
میں اپنے شیو لنگوں میں سے ایک
کے لیے زیر زمین چیمبر بھی ہے۔



14- یہ دھتورا پھول ہے جو
ہندو شیو کی پوجا کے لیے
ضروری ہے۔ پھول کو مقدس،
کی 'OM' باطنی ہندو ترانہ

شکل میں دکھایا گیا ہے. اس کھلتے ہوئے "او ایم" کے ابھرے ہوئے ڈیزائن شیو کے آکٹونل مرکزی مندر کے بیرونی حصے پر بنائے گئے ہیں جہاں اب ممتاز کی ایک جعلی قبر لگائی گئی ہے. مرکزی چیمبر کے ارد گرد گھومتے ہوئے اس ڈیزائن دیکھ 'OM' طرح کے سکتے ہیں.



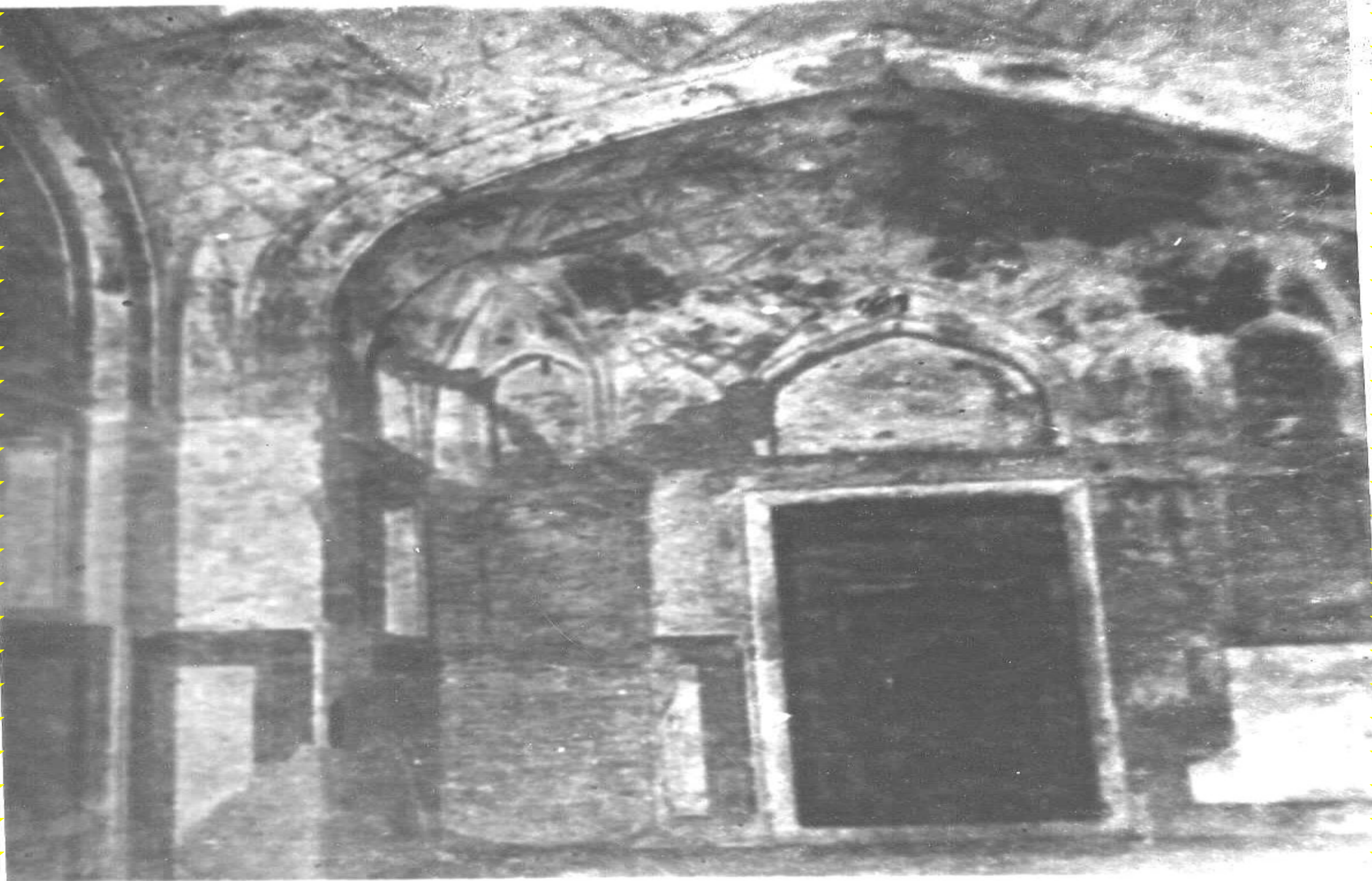
15- یہ سیڑھی اور دوسرے سرے پر ایک اور سڈول سنگ مرمر کے چبوترے کے نیچے منزل کی طرف لے جاتی ہے. زائرین مشرقی یا مغربی سرے پر سنگ مرمر کے چبوترے کے پیچھے جا سکتے ہیں اور

سیڑھیاں سے نیچے اتر سکتے ہیں کیونکہ یہ آسمان کے لیے کھلا ہے۔ لیکن دامن میں محکمہ آثار قدیمہ نے لوہے کا دروازہ لگا رکھا ہے جسے بند کر رکھا ہے۔ پھر بھی دروازے کے اوپری حصے میں لوہے کے دروازے سے کوئی اندر جھانک سکتا ہے۔ شاہجہاں نے ان دونوں سیڑھیوں کو بھی سیل کر دیا تھا۔ انگریزوں نے انہیں کھولا۔ لیکن شاہجہاں کے زمانے سے ماربل گراؤنڈ فلور کے نیچے اور اوپر کی کہانیاں زائرین کے لیے ممنوع ہیں۔ ہم مغلوں کی حکمرانی سے طویل عرصے سے آزاد ہونے کے باوجود مغلوں کے فرمان پر عمل پیرا ہیں۔



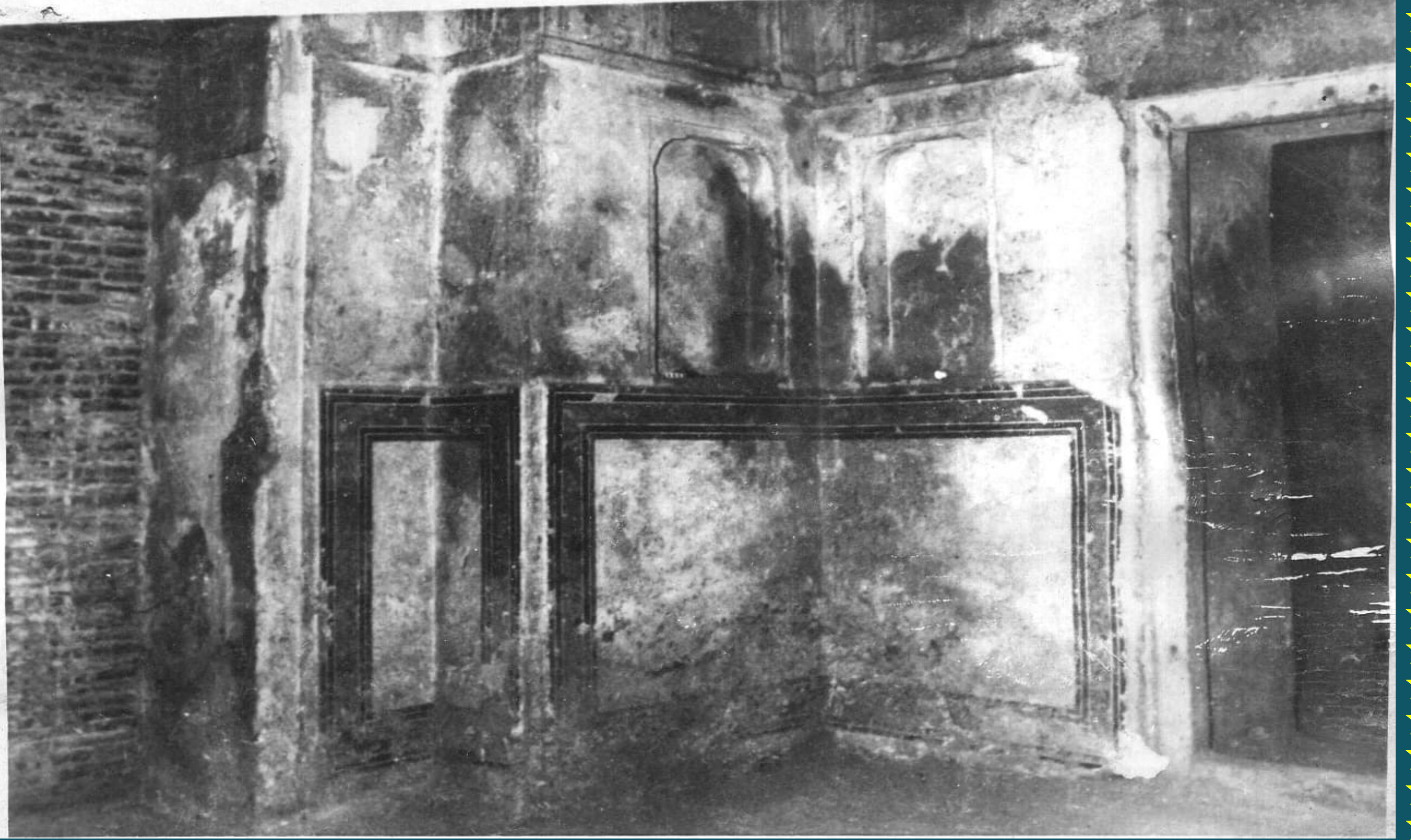
بند کمروں کے 22 -16
اندرونی حصے پر (سنگ
مرمر کے پلیٹ فارم کے

نیچے سرخ پتھر کی خفیہ منزل میں) یہ راہداری تقریباً 12 فٹ چوڑی اور 300 فٹ لمبی ہے۔ محراب کو سہارا دینے والے چبوترے کی بنیاد پر سکیلپ ڈیزائن کو نوٹ کریں۔ یہ ہندو سجاوٹ ہے جو ایک ننگے چبوترے کو بھی پہچاننے کے قابل بناتی ہے۔



-17 تاج محل کے سنگ مرمر کے
چبوترے کے نیچے خفیہ منزل کے
22 کمروں میں سے ایک۔ تاج کی
ایسی بہت سی خصوصیات عوام کے
لیے اس وقت تک نامعلوم رہتی ہیں

جب تک کہ وہ اسے صرف ایک
مقبرے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اگر
عوام کو پتہ چل جائے کہ تاج محل
میں یہ کتنا غائب ہے تو وہ اس بات
پر اصرار کرے گی کہ حکومت اس
کی بہت سی کہانیوں کو کھول دے۔
اس کوریڈور کے دونوں سرے پر
دائیں طرف کی دیوار میں دو
دروازے جو اندرونی اپارٹمنٹس کی
طرف جاتے ہیں شاہجہاں نے سیل کر
دیے ہیں۔ اگر وہ دروازے کھول دیے
جائیں تو شاہجہاں کے اندر چھپائے
گئے اہم شواہد سامنے آسکتے ہیں۔



17- تاج محل کے سنگ مرمر کے چبوترے کے نیچے خفیہ منزل کے 22 کمروں میں سے ایک۔ تاج کی ایسی بہت سی خصوصیات عوام کے لیے اس وقت تک نامعلوم رہتی ہیں جب تک کہ وہ اسے صرف ایک

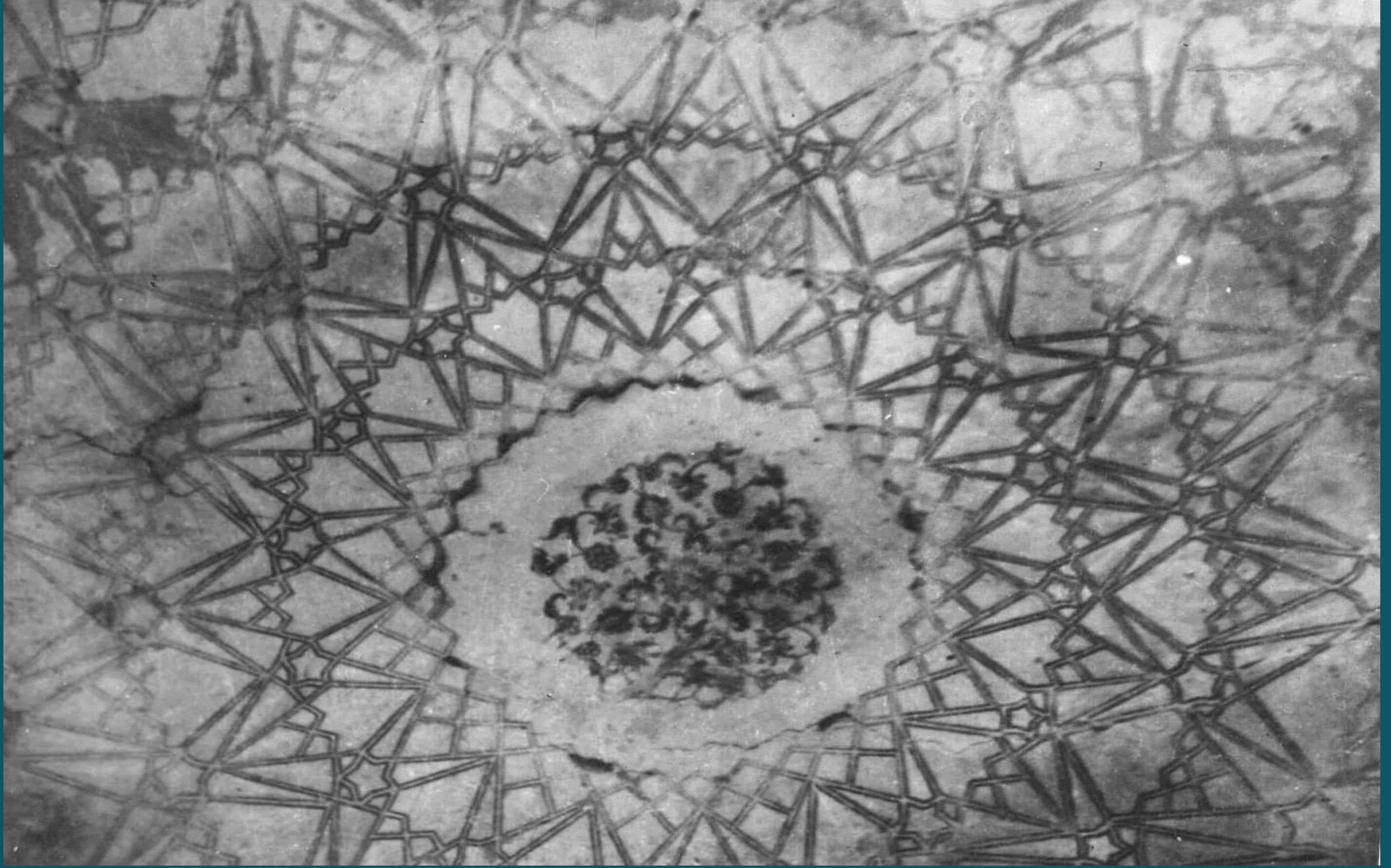
مقبرے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اگر عوام کو پتہ چل جائے کہ تاج محل میں یہ کتنا غائب ہے تو وہ اس بات پر اصرار کرے گی کہ حکومت اس کی بہت سی کہانیوں کو کھول دے۔
اس کوریڈور کے دونوں سرے پر دائیں طرف کی دیوار میں دو دروازے جو اندرونی اپارٹمنٹس کی طرف جاتے ہیں شاہجہاں نے سیل کر دیے ہیں۔ اگر وہ دروازے کھول دیے جائیں تو شاہجہاں کے اندر چھپائے گئے اہم شواہد سامنے آسکتے ہیں۔



19- تاج محل کے سنگ مرمر کے
پلیٹ فارم کے نیچے خفیہ منزل کے
22 بند کمروں میں سے ایک۔
دروازے کے ساتھ دیوار پر قدیم ہندو
پینٹ کی پٹیاں نظر آتی ہیں۔ اوپر

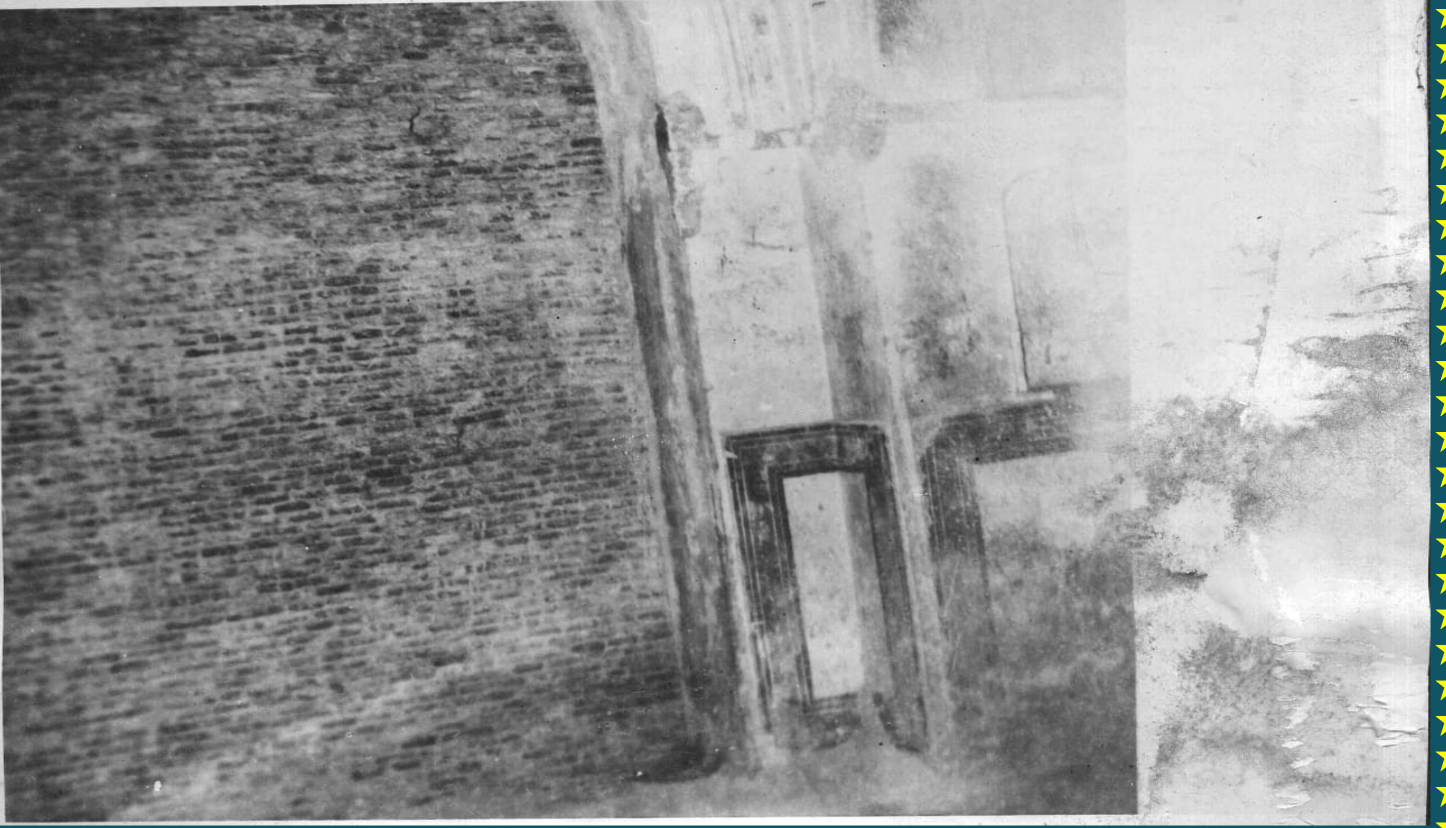
والے طاقوں میں ہندو مورتیوں کی پینٹنگز تھیں، جو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی بے حرمتی کرنے والوں نے رگڑ دی تھیں۔ کمروں کو ایک قطار میں دروازے کے اندر دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر عوام کو معلوم ہوتا کہ تاج محل سینکڑوں کمروں پر مشتمل ایک ڈھانچہ ہے تو وہ اسے پورا دیکھنے پر اصرار کرتے۔ فی الحال وہ صرف قبر کے حجرے میں جھانکتے ہیں

اور چلے جاتے ہیں۔



20- یہ باطنی ہندو ڈیزائن آگرہ
میں تاج محل کے سنگ مرمر
کے پلیٹ فارم کے نیچے خفیہ
منزل کے 22 بند کمروں میں

سے کچھ کی چھت پر پینٹ کیا گیا ہے۔ اگر شاہجہاں نے تاج محل بنوایا ہوتا تو وہ اس طرح کے وسیع و عریض پینٹ والے کمروں کو سیل اور عوام کے لیے منع نہ کرتا۔ اب بھی کوئی ان کمروں میں صرف اسی صورت میں داخل ہو سکتا ہے جب کوئی محکمہ آثار قدیمہ کو تالے ہٹانے کے لیے اثر انداز ہو سکے



21- تاج کی ایک خفیہ منزل
کے 22 کمروں میں سے ایک
کا ایک بہت بڑا وینٹی لیٹر،
یہاں شاہجہان کی جانب سے
بغیر پلستر کی اینٹوں سے

کچے بند کیے ہوئے نظر آتا ہے۔ تاریخ اس قدر مسخ اور الٹی پڑی ہے کہ شاہجہاں جیسے اجنبی مسلمان جنہوں نے ہندوؤں کی تاریخی عمارتوں کو خراب کیا، نقصان پہنچایا، بے حرمتی کی اور انہیں تباہ کیا، انہیں عظیم معمار کہہ کر جھوٹی پریڈ کی جارہی ہے۔



22- تاج محل کی ایک خفیہ منزل میں دریا کے کنارے 22 کمروں میں سے ایک، جو عوام کے لیے نامعلوم ہے۔ شاہجہاں، چمکدار

سنگ مرمر تاج کی تعمیر سے بہت دور، اسے بے ڈھنگے طریقے سے بگاڑ دیا۔ یہاں اس نے ایک دروازے کو کچرے سے دیوار بنا دیا ہے۔ ایسی سامراجی مغل غارت گری عوام سے پوشیدہ ہے۔ یہ کمرہ سنگ مرمر کے چبوترے کے بالکل نیچے سرخ پتھر کی منزل میں ہے۔ ہندوستانی تاریخ تباہ کنوں کو عظیم معماروں کے طور پر سراہنے میں ڈھل گئی ہے۔



23- تاج محل کے نیچے خفیہ کہانیوں میں ایسے بہت سے ایوانوں کے دروازے اینٹوں اور

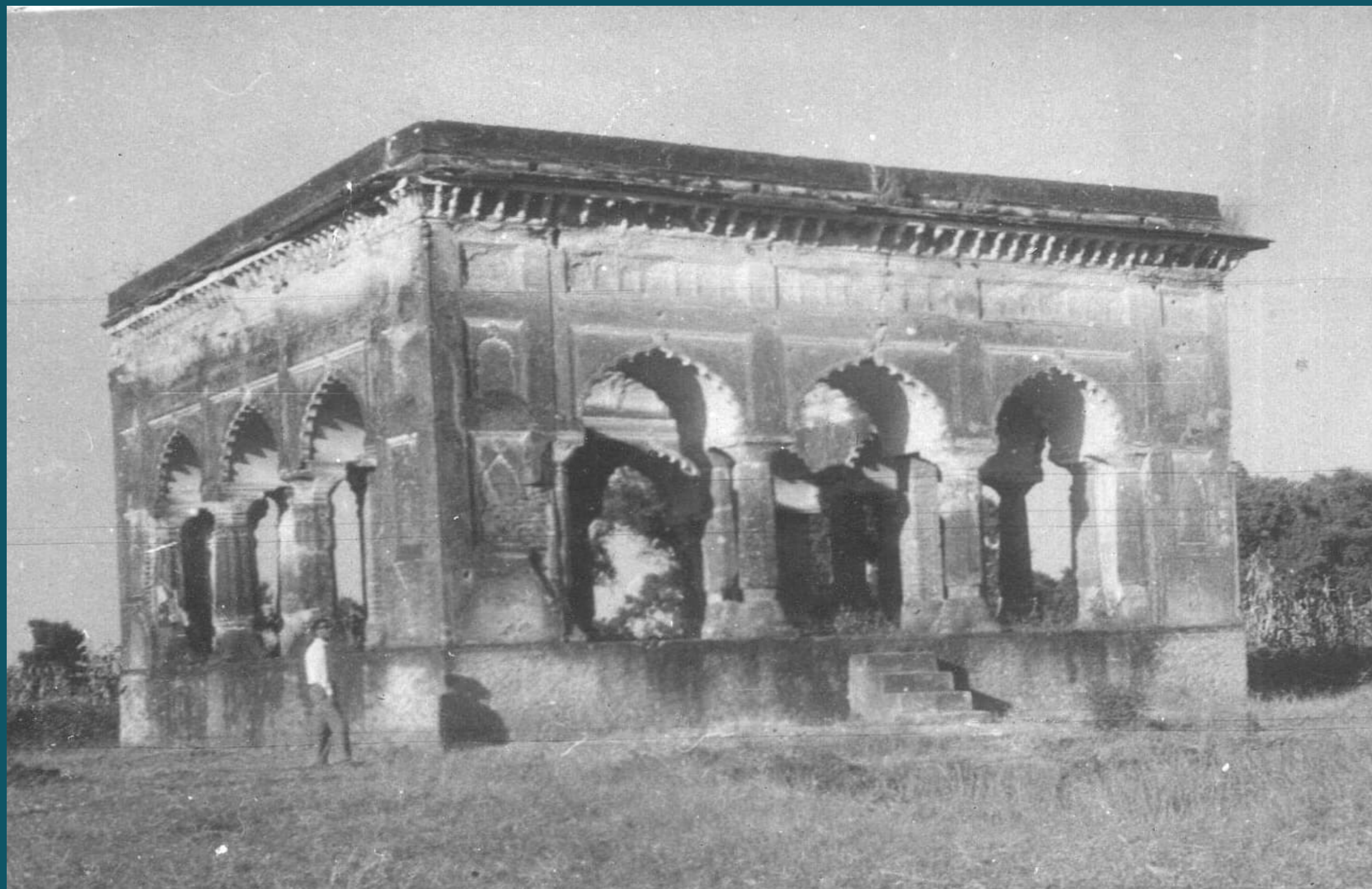
چونے سے بند کیے گئے ہیں۔
اندر چھپا ہوا قیمتی ثبوت ہو
سکتا ہے جیسے سنسکرت کے
نوشتہ جات، ہندو مورتیاں، تاج
کا اصل ہندو ماڈل، بے حرمتی
شیو لِنگا، ہندو صحیفے اور
مندر کا سامان۔ اس طرح کے
سیل شدہ کوٹھیوں کے علاوہ
بہت سے ایسے ہیں جنہیں
حکومت نے بند کر رکھا ہے۔

عوام کو ان کو کھولنے کے
لیے آواز اٹھانی چاہیے یا اسے
قانونی کارروائی شروع کرنی
چاہیے۔ گرین پارک، نئی دہلی
کے شری پی این شرما جنہوں
نے 1934 عیسوی میں ان
چیمبروں میں ایک پیپرچر سے
جھانک کر ایک ستون والا ہال
دیکھا جس میں ستونوں پر
نقش کندہ تھے



24- برہان پور وسطی ریلوے پر
کھنڈوا اور بھوساول جنکشن کے
درمیان ایک بہت قدیم تاریخی شہر ہے۔
برہان پور اور قریبی اسیر گڑھ (قلعہ)
یاترا، شادیوں یا فوجی مہمات پر شمال
یا جنوب کی طرف جانے والے ہندو

شاہی خاندانوں کی مہمان نوازی کرتے تھے۔ برہان پور میں بہت سی شاندار کوٹھیاں ہیں جنہیں فی الحال مسجدیں اور اجنبی اسلامی حملہ آوروں کے مقبرے قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ عمارت ایسا ہی ایک قدیم ہندو شاہی محل ہے جس پر مغلوں نے قبضہ کیا تھا۔
1630 عیسوی کے لگ بھگ اپنی 14 ویں ولادت کے دوران ممتاز کی یہاں موت ہوگئی جب وہ اور شاہجہاں یہاں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس محل کے سامنے ایک ہندو پویلین میں دفن ہیں۔



25- ممتاز کو برہان پور میں آگرہ سے 600 میل دور قدیم ہندو محل (آہو محل) کے اس باغیچے میں دفن کیا جانا ہے۔ ایک اور ورژن میں کہا گیا ہے کہ ممتاز کی لاش کو یہاں

چھ ماہ تک دھوپ، بارش اور جنگلی درندوں کے سامنے رکھا گیا تھا۔ اس کی موت کی تاریخ، برہان پور سے آگرہ تک اس کے نکالے جانے کی تاریخ، اور تاج محل میں اس کی تدفین کی تاریخ سب نامعلوم ہیں کیونکہ تاج محل-ممتاز کا پورا افسانہ شروع سے آخر تک ایک من گھڑت ہے۔ [ممتاز ان سو بیویوں اور عورتوں میں سے صرف ایک تھی جنہیں شاہجہان نے اپنے حرم میں رکھا تھا۔]

فن تعمیر پر مشہور ہندو مقالہ، جس کا .08
عنوان Viswa-karma Vastushastra
ہے، شیو لنگوں کے درمیان "تیج لِنگا" کا ذکر
کرتا ہے یعنی ہندو دیوتا بھگوان شیو کے پتھر
کے نشانات۔ اس طرح کے تیجا لِنگا کو تاج محل
میں مقدس کیا گیا تھا اس لئے تاج محل عرف
تیجو محلیہ کی اصطلاح ہے

تاج محل پہلے شیو مندر تھا .09
آگرہ شہر جس میں تاج محل واقع ہے، بھگوان
شیو کی عبادت کا ایک قدیم مرکز تھا، اُس وقت
کے ہِندُو رات کو کھانا کھانے سے پہلے پانچ
شیو مندروں پر پوجا کرنے کی روایت کو
صدیوں سے جاری رکھا تھا، خاص طور پر
ساون کے مہینے میں پچھل

10. چند صدیوں کے دوران آگرہ کے باشندوں
کو صرف چار ممتاز شیو مندروں میں پوجا کر
کے مطمئن ہونا پڑا
، نمبر ایک بالکیشور، نمبر دو پرتھوی ناتھ،
نمبر تین مناکمیشور اور راج راجیش

11. آگرہ کے ہِندُو اپنے پانچویں شیوہ مندر کو
کھو چکے ہیں، جس کی اُن کے آباؤ اجداد پوجا
کرتے تھے، پانچواں اگریشور مہادیو مندر تھا،
یعنی آگرہ کے عظیم بھگوان تیجو محلیہ عرف
تاج محل

11. آگرہ کے علاقے پر غلبہ پانے والے لوگ
جاٹ ہیں۔ شیو کے لیے ان کا نام تیجا جی ہے۔
جون Illustrated Weekly of India (28
1971) کے جاٹ خصوصی شمارے میں بتایا گیا

ہے کہ جاٹوں کے پاس تیجا مندر ہیں یعنی تیجا مندر. اس کی وجہ یہ ہے کہ تیجا لِنگا شیو لنگوں کے متعدد ناموں میں سے ایک ہے، جن کا ذکر ہندو تعمیراتی تحریروں میں کیا گیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تاج محل تیجو محلایا ہے، جو تیج کا عظیم ٹھکانہ ہے

12. شہزادہ اورنگزیب کا اپنے والد، شہنشاہ شاہجہان کو لکھا گیا خط، محکمہ آثار قدیمہ کے Tavernier پر انحصار کی تردید کرتا ہے، اورنگ زیب کا خط کم از کم دو تاریخوں میں درج ہے، جس کا عنوان "آداب عالمگیری" اور "یادگارنامہ" ہے. اس میں اورنگ زیب نے 1652ء میں ہی ریکارڈ کیا ہے کہ ممتاز کے دفن ہونے کی جگہ کی عمارتیں سات منزلہ تھیں اور اتنی پرانی تھیں کہ وہ سب ٹپک

رہی تھیں، جب کہ گنبد میں شمالی جانب شگاف پڑ گیا تھا۔ اس لیے اورنگزیب نے اپنے خرچ پر عمارتوں کی فوری مرمت کا حکم دیا اور شہنشاہ سے سفارش کی کہ بعد میں مزید وسیع مرمت کی جائے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ شاہجہان کے دور حکومت میں تاج کمپلیکس اتنا پرانا تھا کہ فوری مرمت کی ضرورت تھی

13. جے پور کے سابق مہاراجہ نے اپنی خفیہ ذاتی تحویل میں شاہجہاں کے 18 دسمبر 1633 اور KD 176 کے دو احکامات (جدید نمبر 177 والے) تاج بلڈنگ کمپلیکس کی درخواست پر برقرار رکھا۔ یہ اتنا صریح غاصبانہ تھا کہ جے پور کے اس وقت کے حکمران کو دستاویزات کو عام کرنے میں شرم محسوس ہوئی

14. بیکانیر میں راجستھان اسٹیٹ آرکائیوز تین دیگر فرمانوں کو محفوظ کر رکھا ہے جنہیں شاہجہاں نے جے پور کے حکمراں جے سنگھ کو مخاطب کیا تھا اور مؤخر الذکر کو مکرانہ کی کانوں اور پتھر کاٹنے والوں سے ماربل فراہم کرنے کا حکم دیا تھا

15. تاج محل کے صریح قبضے پر جے سنگھ بظاہر اتنا مشتعل تھا کہ اس نے شاہجہان کو تاج محل کی مزید بے حرمتی کے لئے قرآنی نقاشی اور جھوٹے مقبروں کو پیوند کرنے کے لئے سنگ مرمر فراہم کرنے سے انکار کر دیا، جیسنگھ نے شاہجہاں کے سنگ مرمر اور پتھر کے کاٹنے کے مطالبے کو ایک توہین کے طور پر دیکھا، جس میں چوٹ میں اضافہ ہوا

16. سنگ مرمر کا مطالبہ کرنے والے تین فرمانوں کو ممتاز کی موت کے تقریباً دو سال کے اندر جے سنگھ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اگر شاہجہاں نے تاج محل کو 22 سال کی مدت میں تعمیر کیا ہوتا تو سنگ مرمر کی ضرورت صرف 15 یا 20 سال بعد پڑتی نہ کہ ممتاز کی موت کے فوراً بعد

17. مزید یہ کہ تینوں فرمانوں میں نہ تاج محل، نہ ممتاز، نہ تدفین کا ذکر ہے۔ پتھر کی قیمت اور مطلوبہ مقدار کا بھی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تاج محل کے ساتھ کچھ سطحی چھیڑ چھاڑ کے لیے ماربل کی معمولی مقدار کی ضرورت تھی

18. یہاں تک کہ بصورت دیگر شاہجہاں جی سنگھ جیسے غیر تعاون پر مبنی جاگیردار پر سنگ مرمر کے لئے بے حد انحصار کرتے ہوئے کبھی بھی شاندار تاج محل بنانے کی امید نہیں کر سکتا تھا

19. تاج محل پر قرآن کے 14 ابواب ہیں لیکن کہیں بھی شاہجہان کی تاج کی تصنیف کے بارے میں اس اسلامی اوور رائٹنگ میں کوئی معمولی یا دور دراز اشارہ نہیں ہے. اگر شاہجہان بلڈر ہوتا تو وہ قرآن کا حوالہ دینے سے پہلے اتنے الفاظ میں کہہ دیتا

20. کہ شاہجہاں نے سنگ مرمر سے تاج تعمیر کرنے سے بہت دور صرف سیاہ حروف سے اس کو بگاڑ دیا تھا، اس کا ذکر خود نقاش امانت

خان شیرازی نے عمارت پر ایک نوشتہ میں کیا ہے

21. فن تعمیر کے بارے میں مشہور مغربی حکام جیسے ای بی ہیول، مسز کینوئیر اور سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے یہ کہا ہے کہ تاج محل ہندو مندر کے انداز میں بنایا گیا ہے۔ ہیول بتاتے ہیں کہ جاوا میں قدیم ہندو چندی سیوا مندر کا زمینی منصوبہ تاج کے جیسا ہے
ایک مرکزی گنبد جس کے چاروں کونوں پر کپولا ہیں، ہندو مندروں کی ایک عالمگیر خصوصیت ہے

22. چبوترے کے کونوں پر سنگ مرمر کے چار ستون ہندو طرز کے ہیں۔ وہ رات کے وقت لیمپ ٹاورز اور دن کے وقت واچ ٹاور کے طور

پر استعمال ہوتے تھے۔ اس طرح کے ٹاورز مقدس حدود کی حد بندی کرتے ہیں۔ ہندو شادی کی قربان گاہوں اور بھگوان ستیانارائن کی پوجا کے لئے قائم کردہ قربان گاہ کے چاروں کونوں پر ستون کھڑے ہیں

23. تاج محل کی آکٹونل شکل کی ایک خاص ہندو اہمیت ہے کیونکہ صرف ہندوؤں کے پاس آٹھ سمتوں کے لئے خاص نام ہیں، اور ان کے لیے آسمانی محافظ مقرر کیے گئے ہیں۔ چوٹی آسمان کی طرف اشارہ کرتی ہے جبکہ بنیاد نیدر دنیا کی نشاندہی کرتی ہے

24. ہندو قلعوں، شہروں، محلوں اور مندروں میں عام طور پر ایک آکٹونل ترتیب یا کچھ آکٹونل خصوصیات ہوتی ہیں تاکہ وہ چوٹی اور

بنیاد کے ساتھ مل کر ان تمام دس سمتوں کا احاطہ کرتے ہیں جن میں بادشاہ یا دیوتا کا راج ہوتا ہے، ہندو عقیدے کے مطابق

25. تاج محل کے گنبد پر ترشول کی چوٹی ہے۔ تاج کے مشرق میں سرخ پتھر کے صحن میں اس ترشول کی چوٹی کا ایک مکمل پیمانہ نصب ہے۔ ترشول کی مرکزی شافٹ میں ایک کالاش (مقدس برتن) کو دکھایا گیا ہے جس میں آم کے دو جھکے ہوئے پتے اور ایک ناریل ہے۔ یہ ایک مقدس ہندو شکل ہے۔ ہمالیہ کے علاقے میں ہندو اور بدھ مندروں پر ایک جیسی چوٹی دیکھی جا سکتی ہے۔ تاج محل کے چاروں اطراف میں شاندار سنگ مرمر کے محراب والے داخلی راستوں کی چوٹی پر سرخ کمل کے پس منظر میں ترشول بھی دکھائے گئے ہیں۔ لوگ

شوق سے لیکن غلطی سے ان تینوں صدیوں
میں یہ مانتے رہے کہ تاج کا چوٹی اسلامی ہلال
اور ستارے کی عکاسی کرتی ہے یا ہندوستان
کے برطانوی حکمرانوں کی طرف سے نصب
بجلی کا موصل تھا۔ اس کے برعکس چوٹی ہندو
دھات کاری کا ایک معجزہ ہے کیونکہ چوٹی
ایک غیر زنگ نہ لگنے والے مرکب سے بنا
ہے، شاید بجلی کو جھکانے والا بھی ہے۔ یہ کہ
مشرقی صحن میں چوٹی کی نقل تیار کی گئی ہے
اس لیے اہم ہے کہ مشرق ہندوؤں کے
لیے خاص اہمیت کا حامل ہے، جیسا کہ
سورج جس سمت میں طلوع ہوتا ہے۔
گنبد کی چوٹی پر قبضہ کرنے کے بعد لفظ
اللہ کندہ ہے زمین پر چوٹی کی شکل میں
لفظ اللہ نہیں ہے

26. دو عمارتیں جو مشرق اور مغرب سے سنگ مرمر کے تاج کا سامنا کرتی ہیں وہ ڈیزائن، سائز اور شکل میں یکساں ہیں اور پھر بھی مشرقی عمارت کو اسلامی روایت سے ہٹ کر کمیونٹی ہال کے طور پر بیان کیا گیا ہے جبکہ مغربی عمارت کو مسجد ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ یکسر مختلف مقاصد کے لیے بنائی گئی عمارتیں ایک جیسی کیسے ہو سکتی ہیں؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہجہان کی طرف سے تاج جائیداد پر قبضہ کرنے کے بعد مغربی عمارت کو مسجد کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ عمارت کو مسجد کے طور پر دور بیان کیا جا رہا ہے جس کا کوئی مینار نہیں ہے۔

27. اسی کنارے پر چند گز کے فاصلے پر نکڑ خانہ عرف ڈھول خانہ ہے جو اسلام کے لیے ناقابل برداشت تضاد ہے۔ ڈرم ہاؤس کی قربت بتاتی ہے کہ مغربی ملحقہ اصل میں مسجد نہیں تھی۔ اس کے برعکس ہندو مندر یا محل میں ڈھول گھر کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ہندوؤں کے کام صبح و شام موسیقی کی میٹھی آوازوں سے شروع ہوتے ہیں۔

28. سینوٹاف چیمبر کی دیوار کے سنگ مرمر کے بیرونی حصے پر ابھرے ہوئے نمونے شنکھ کے خول کے ڈیزائن اور ہندو حرف 'OM' کے پودوں کے ہیں۔ سینوٹاف چیمبر کے اندر آٹھ کونی طور پر بچھائی گئی سنگ مرمر کی جالیوں نے اپنے اوپر کی ریلنگ پر گلابی کمل کی تصویر کشی کی ہے۔ کمل، او ایم اور

شنکھ کا خول ہندو دیوتاؤں اور مندروں سے منسلک مقدس شکلیں ہیں۔

29. ممتاز کے مقبرے کے زیر قبضہ جگہ پر پہلے ہندو تیجا لِنگا نے قبضہ کیا تھا جو کہ بھگوان شیو کی لتھک نمائندگی کرتا تھا۔ وہ نشان اب بھی سینوٹاف میں ان سب کے لیے دفن ہو سکتا ہے جو ہم جانتے ہیں۔ اس کے ارد گرد تین پرمبو لیٹری حصّے ہیں۔ پارامبولیشن سنگ مرمر کی جالی کے ارد گرد یا سینوٹاف چیمبر کے ارد گرد وسیع سنگ مرمر کے چیمبروں کے ذریعے، اور سنگ مرمر کے پلیٹ فارم کے اوپر کھلی جگہ پر کیا جا سکتا ہے. ہندوؤں کے لیے یہ بھی گاہک ہے کہ دیوتا کو نظر انداز کرتے ہوئے پرمبولیٹری گزرنے کے

ساتھ پیرچر رکھنا۔ تاج محل میں پرامبولیٹریوں میں اس طرح کے اپرچر موجود ہیں۔

30. تاج محل کے حرم میں چاندی کے دروازے اور سونے کی ریلنگ تھی جیسا کہ ہندو مندروں میں اب بھی موجود ہے۔ اس میں موتیوں کے جال بھی تھے اور سنگ مرمر کی جالیوں میں جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ یہ اسی دولت کا لالچ تھا جس نے شاہجہاں کو اس وقت کے جے پور کے حکمران ایک بے بس وصال جے سنگھ سے تاج محل بنا دیا

31. پیٹر منڈی ایک انگریز تھا جس نے ممتاز کی موت کے ایک یا دو سال کے اندر ہندوستان چھوڑ دیا تھا جس نے ممتاز کے مقبرے کے گرد جواہرات سے جڑی سونے کی ریلنگ

دیکھی تھی اگر تاج محل 22 سال سے زیر تعمیر ہوتا تو سونے کی مہنگی ریلنگ پیٹر کی نظر میں نہ آتی۔ ممتاز کی موت کے ایک دو سال کے اندر منڈی۔ عمارت کے استعمال کے لیے تیار ہونے کے بعد ہی اس طرح کے مہنگے فکسچر عمارت میں لگائے جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ممتاز کا سینوٹاف سونے کی ریلنگ کے بیچ میں پیوند کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سونے کی ریلنگ، چاندی کے دروازے، موتیوں کے جال، جواہرات وغیرہ سب شاہجہان کے خزانے میں لے گئے۔ اس طرح تاج محل پر قبضے نے مغل ڈکیتی کا ایک عمل تشکیل دیا جس نے شاہجہاں اور جے سنگھ کے درمیان ایک بڑا جھگڑا شروع کر دیا۔

32 ممتاز کے سینوٹاف کے ارد گرد سنگ مرمر کے فرش میں موزیک کے چھوٹے چھوٹے پیچ دیکھے جا سکتے ہیں۔ وہ پیچ ان جگہوں کی نشاندہی کرتے ہیں جہاں سونے کی ریلنگ کے لیے سپورٹ فرش میں شامل تھے۔ وہ ایک مستطیل باڑ کی نشاندہی کرتے ہیں۔

33. ممتاز کے سینوٹاف کے اوپر ایک زنجیر لٹکی ہوئی ہے جس سے اب ایک چراغ لٹکا ہوا ہے۔ شاہجہاں کے قبضے سے پہلے اس زنجیر میں پانی کا گھڑا تھا جس سے شیو لنگ پر پانی ٹپکتا تھا۔

34. تاج محل میں یہ پہلے کی ٹپکنے والی ہندو روایت ہے جس نے موسم سرما کی شام کو پورے چاند کے دن ممتاز کے مقبرے پر

شاہجہان کی محبت کے آنسو گرنے کے اسلامی افسانے کو جنم دیا۔

35. شاہجہاں کے آنسو کے افسانے میں بہت سی بیہودہ باتیں ہیں۔ پہلی بات، شاہجہاں کوئی ولی نہیں تھا جو بعد از مرگ معجزات کر سکتا تھا۔ دوسری بات یہ کہ 365 دنوں میں شاہجہان کے مقولے پر صرف ایک آنسو کیوں گرا؟ یہاں تک کہ اس آنسو کو شاہجہان کا بھوت عوامی دروازے سے چیمبر میں داخل ہو کر ممتاز کے مقبرے پر ہی اپنا دل رونے کے لیے بہا سکتا تھا۔ شاہجہاں کا بھوت ایک پھسلنے والے سنگ مرمر کے گنبد پر چڑھنے کا ایک ایسا خطرناک کارنامہ کیوں انجام دے جسے ایک چست بندر بھی کوشش کرنے کی ہمت نہیں کرے گا، اور

200 فٹ سے زیادہ کی بلندی سے سال میں ایک بار ایک آنسو بہائے؟

35/1. میں گرتا ہے، آدھی رات کے وقت ایک چھوٹے سے سوئی کے سوراخ کے پیرچر کے ذریعے جو ایک مشتعل میسن کے بے ترتیب ہتھوڑے کے حملے سے بنتا ہے. اس سے بہت سی مزید بیہودگیوں کو جنم ملتا ہے. یہ مائع شاہجہان کے بھوت کی رطوبت ہے یا شبنم یا بارش؟ مزید یہ کہ گنبد میں کوئی پیرچر نہیں ہے جیسا کہ دعویٰ یا فرض کیا جاتا ہے. اگر ایسا ہوتا تو بارش کا پانی بھی اندر داخل ہو جاتا اور اندرون کو گیلا کر دیتا. مزید یہ کہ تاج محل کا دوہرا گنبد ہے. مقعر کا گنبد اندر سے دیکھتا ہے، چھت پر ایک بہت بڑا الٹا پین کی طرح ختم ہوتا ہے. گنبد والا باہر سے دیکھتا ہے ایسا نہ

ہو کہ اندرونی گنبد پر اوپر کی ٹوپی ہو. اس کے اندر تقریباً 83 فٹ اونچا ایک بہت بڑا حجرہ ہے جس کے اندرونی گنبد کا محدب اوپر ایک متجسس گنبد والا فرش فراہم کرتا ہے. اس دوہرے گنبد کے انتظام کی وجہ سے تاج کے اندر شاہجہان کے آنسو سمیت کوئی مائع بھی نہیں ٹپک سکتا. یہاں تک کہ اگر اوپری، گنبد کو پیرچر ڈراپ کا موقع ہے، اگر کوئی ہے تو، اندرونی گنبد کی طرف سے گرفتار کیا جائے گا. یہ اس بات کی ایک عام مثال ہے کہ کس طرح بے ہودہ بھیڑ انتہائی مضحکہ خیز باتوں پر فوری اور آسانی سے یقین رکھتے ہیں.

36. حتیٰ کہ ہتھوڑے کی کہانی بھی من گھڑت ہے. اول تو کوئی یہ پوچھتا نظر نہیں آتا کہ شاہجہاں کے بارے میں کوئی معمار کیوں بغض

رکھتا ہے جب کہ شاہجہاں نے مزار کی تعمیر میں خوش اسلوبی اور شاہانہ خرچ کیا۔ دوسری بات یہ کہ اگر کوئی معمار کسی قسم کی رنجش بھی رکھتا ہو تو اسے شہنشاہ کے ساتھ گرم الفاظ کا تبادلہ کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر ان دونوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہوتا تو وہ باغ میں کھڑے شاہجہان اور پھسلن پر چڑچڑاہٹ والے معمار کے درمیان نہیں ہوتا جیسے گنبد کے اوپر 243 فٹ کی بلندی پر ایک غضبناک بندر یا اس سے بھی زیادہ کیا ہوتا ہے۔ ایک غصے والے میسن کا سب سے طاقتور ہتھوڑا اسٹروک گنبد میں ذرا سا بھی خندق نہیں بنا سکے گا کیونکہ گنبد کی 13 فٹ موٹی دیوار ہے سخت سنگ مرمر.

36/1. ہتھوڑے کے حملے اور آنسوؤں کے قطرے کی کہانیاں دو حقائق پر مبنی ایک جعلی اسلامی من گھڑت ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ہم پہلے ہی نوٹ کر چکے ہیں کہ ہندو روایت میں شیو لنگ پر لٹکائے ہوئے گھڑے سے پانی قطرہ قطرہ میں ٹپکتا تھا۔

36/2. کہ تاج محل کو اسلامی مقبرے میں تبدیل کرنے میں اپنے خزانے سے ایک پائی بھی خرچ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی فوجیں آگرہ شہر اور محلے سے کارکنوں کو تلوار کی نوک پر یا چابک کے زور پر پکڑتی تھیں۔ تاج محل کی سات میں سے پانچ منزلوں پر ہندو مورتیاں نکالنے، قرآنی نقاشی کرنے اور مہر لگانے کے لئے اس طرح کی جبری مشقت برسوں تک کام کرتی رہی۔ برسوں تک بغیر اجرت کے کام کرنے

پر مجبور ہونے کی وجہ سے مزدوروں نے بغاوت کردی۔ ایک متکبر شاہجہان نے ان کے ہاتھ کاٹ کر سزا دی۔

37. لیکن مندرجہ بالا بھیانک تفصیل کو شاہجہاں کے افسانے کے گھڑنے والوں نے ایک رومانوی موڑ دیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ لوگ اس بات پر یقین کریں کہ شاہجہان نے کارکنوں کو معذور کیا کیونکہ انہیں کسی اور کے لئے حریف تاج نہیں بنانا چاہیے۔ یہ آسان، غیر مہذب ورژن بہت سی ناقابل بیان تفصیلات پر مبنی ہے۔ اول، کسی کو بھی اپنے حریف تاج کو حاملہ کرنے کے لئے اتنی ہی خوبصورت اور دلکش بیوی ہونی چاہیے تھی جتنی ممتاز کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ تاج محل کو شاہجہان کے مکمل ہونے کے بعد

اس کی موت ہوجانی چاہیے تھی۔ تیسرا، اس خیالی ممکنہ حریف کو حسد اور حسد کو پھاڑ کر بہہ جانا چاہیے۔ چوتھی بات یہ کہ اسے مغل بادشاہ کی طرح دولت مند ہونا چاہیے اور ایک شاندار مقبرے پر اپنے کروڑوں کو ضائع کرنے کے لئے اتنا ہی غیر ذمہ دارانہ خرچ کرنے والا ہونا چاہیے۔ یہاں تک کہ اگر اس تمام لاجواب بکواس کو حقیقت کے طور پر پیش کیا جائے، تب بھی ایک ناراض شاہجہان اپنے موضوع کی مسابقتی بے حیائی کو ایک سادہ سامراجی فتوے کے ذریعے اپنے حریف تاج کی تعمیر پر پابندی لگا سکتا ہے۔

37/1. ایک اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ جہاں ایک طرف یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ شاہجہان اتنا نرم دل تھا کہ اپنی بیوی کی موت

پر روتا تھا، وہیں اسی سانس میں یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ عجوبہ مقبرہ بنتے ہی شدید غضبناک ہو گیا۔ مکمل اور ماسٹر ورکرز کو معذور کرنے کا حکم دیا۔ کیا کوئی بادشاہ خوش ہو گا اور ان ماہر کاریگروں کو انعام دے گا جو فن کے کام کو انجام دیتے ہیں یا وہ انہیں ان کی تمام مہارت اور لگن کی وجہ سے معذور کرنے کی سزا دے گا؟ ایسی بدمعاشی اور خیانت جو کہ سانپ سے بھی منسوب نہیں کی جاتی ہے، نادانستہ طور پر اس کے غیر حاضر مداحوں نے شاہجہان سے منسوب کر دیا ہے۔

38. جیسے ہی کوئی سیڑھیوں سے نیچے تاج کے تہہ خانے میں چڑھتا ہے، جس میں ممتاز کی حقیقی قبر کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے، پہلی لینڈنگ کے دونوں طرف کی دیواروں کو

قریب سے دیکھ سکتا ہے. دیواروں کو مختلف سائز کے سنگ مرمر کے سلیبوں سے ختم کیا گیا ہے. اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تہہ خانے کے دوسرے چیمبروں تک نیچے جانے کے لئے پہلی لینڈنگ پر شاخیں یا سیڑھیاں شاہجہان نے بے ترتیبی سے مختلف سلیبوں کے ساتھ بند کر دی ہیں جو کام آئے.

39. ان سیڑھیوں کے علاوہ اور بھی بہت سی سیڑھیاں ہیں جنہیں شاہجہان نے سیل کر دیا ہے. جیسے ہی کوئی سرخ پتھر کے صحن سے ماربل کے چبوترے پر چڑھتا ہے تو سامنے ایک مربع سنگ مرمر کا سلیب نظر آتا ہے. اس پر پاؤں مارنے سے کھوکھلی آواز آتی ہے. آس پاس کے سلیبوں پر تھپتھپانے سے کھوکھلی آواز نہیں آتی. بظاہر مربع سلیب ایک سیڑھی

کے داخلی دروازے کو چھپاتا ہے جو سنگ مرمر کے تہہ خانے میں پوشیدہ چیمبروں کی طرف جاتا ہے۔ شاہجہاں کی طرف سے سیل کی گئی ایک اور کھڑی سیڑھی اس وقت دریافت ہوئی جب نام نہاد مسجد اور آکٹونل کنویں سے آگے چھت پر پتھر کی ایک سلیب کو تحقیقات کے لیے ہٹایا گیا جب موقع کی ٹکر سے وہاں کھوکھلی آواز پیدا ہوئی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاہجہان کی تاج کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی حد تک اور یہ کہ تاج میں دیکھنے اور دریافت کرنے کے لئے اور بھی بہت کچھ ہے، جو آنکھوں کو ملتا ہے۔

40. تاج محل ایک مندر کے محل کے طور پر شروع ہونے کے بعد اس میں کئی خشک، گندگی سے بھرے ہوئے بیت الخلاء ہیں جو عام زائرین

کے لئے نامعلوم ہیں، بند اور روکے ہوئے ہیں۔
اگر یہ اسلامی مقبرہ ہوتا تو اس میں بیت الخلاء
نہیں ہونے چاہیے تھے

41. نام نہاد مسجد اور ڈرم ہاؤس کے درمیان
ایک کثیر المنزلہ آکٹون کنواں ہے جس کی
سیڑھیوں کی پرواز پانی کی سطح تک جاتی ہے.
یہ ہندو مندر کے محلات میں روایتی خزانے کا
کنواں ہے. ٹریژر چیسٹ نچلے اپارٹمنٹس میں
رکھے جاتے تھے جبکہ ٹریژری اہلکاروں کے
دفاتر بالائی ایوانوں میں ہوتے تھے. سرکلر
سیڑھیوں نے گھسنے والوں کے لئے خزانے
تک پہنچنا یا اس کے ساتھ بغیر پتہ چلائے یا
بغیر تعاقب کے فرار ہونا مشکل بنا دیا۔ اگر
احاطے کو محاصرہ کرنے والے دشمن کے
حوالے کرنا پڑا تو خزانے کو کنویں میں دھکیل

دیا جا سکتا ہے تاکہ فاتح سے پوشیدہ رہے اور اگر جگہ دوبارہ فتح کر لی جائے تو اسے بچانے کے لئے محفوظ رہے۔ اتنا وسیع کثیر المنزلہ کنواں محض مزار کے لئے ضرورت سے زیادہ ہے۔

42. Tavernier جو ایک فرانسیسی سوداگر شاہجہاں کے دور حکومت میں ہندوستان آیا تھا، اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ شاہجہاں نے ممتاز کو "مقصد" طور پر "تاج مکان" (یعنی تاج محل) میں دفن کیا تاکہ دنیا اس تدفین کی تعریف کرے۔ اس جگہ کی وجہ سے یہاں تک کہ Tavernier کے زمانے میں غیر ملکی بھی تاج محل دیکھنے کے لئے آتے تھے جیسا کہ اب کرتے ہیں۔ جو لوگ یہ ماننے کے لئے گمراہ ہیں کہ ممتاز کی موت سے پہلے تاج محل کا

کا حوالہ Tavernier کوئی تذکرہ نہیں ملتا، وہ نوٹ کر سکتے ہیں۔

43. اگر شاہجہاں نے واقعی تاج محل کو ایک عجوبہ مقبرہ کے طور پر بنایا ہوتا تو تاریخ میں ایک مخصوص تاریخ درج ہوتی جس دن اسے تاج محل میں رسمی طور پر دفن کیا گیا تھا۔ ایسی کسی تاریخ کا ذکر نہیں ہے۔ یہ اہم گمشدہ تفصیل فیصلہ کن طور پر شاہجہاں کے افسانے کی جھوٹی بات کو بے نقاب کرتی ہے۔

44 ۔ ممتاز کی وفات کا سال بھی معلوم نہیں ہے۔ 1629,1630,1631 یا 1632 کے بارے میں مختلف انداز میں قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں۔ 5000 خواتین سے بھرے حرم میں موت کی تاریخوں کا پتہ لگانا مشکل تھا۔ بظاہر ممتاز کی

وفات کی تاریخ اس قدر معمولی واقعہ تھی کہ کسی خاص نوٹس کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر اس کی تدفین کے لیے کون تاج محل بنائے گا؟

45. ممتاز کے لیے شاہجہاں کی خصوصی دلچسپی کی کہانیاں من گھڑت ہیں۔ تاریخ میں ان کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور نہ ہی ان کی من پسند محبت پر کبھی کوئی کتاب لکھی گئی ہے۔ یہ کہانیاں شاہجہاں کی تاج کے تصنیف کو قابلِ فہم بنانے کے لئے سوچ بچار کے طور پر ایجاد کی گئی ہیں۔

47. شاہجہاں کے درباری کاغذات میں تاج محل کی قیمت کہیں درج نہیں ہے کیونکہ شاہجہاں نے کبھی تاج محل نہیں بنایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ غلط لکھنے والوں کی طرف سے لاگت کا

جنگلی تخمینہ چار ملین سے لے کر 91.7 ملین روپے تک ہے۔

49. اسی طرح تعمیر کی مدت بھی 10 سے 22 سال کے درمیان ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ اگر عمارت کی تعمیر عدالتی کاغذات میں ریکارڈ پر ہوتی تو ایسے قیاس آرائیوں کی کوئی گنجائش نہ ہوتی۔

51. تاج محل کے ڈیزائنر کا تذکرہ

مختلف طور پر ایسا ایفنڈی، فارسی یا ترک یا احمد مہندیس یا فرینک مین، آسٹن ڈی بورڈو یا جیرونیمو ویرونی ایک اطالوی یا خود شاہجہان کے طور پر کیا جاتا ہے۔

53. خیال کیا جاتا ہے کہ تاج محل کی تعمیر میں شاہجہان کے دور حکومت میں 20 ہزار مزدوروں نے 22 سال تک کام کیا۔ اگر یہ سچ ہوتا تو شاہجہاں کے عدالتی کاغذات میں لیبر مسٹر رولز کے ڈھیر، روزمرہ کے اخراجات کے کاغذات، بل اور آرڈر شدہ مواد کی رسیدیں، اور کمیشننگ کے احکامات موجود ہوتے۔ اس قسم کے کاغذ کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہے۔

50. لہٰذا، درباری چاپلوس، افسانہ نگار اور بوڑھے شاعر جو دنیا کو شاہجہاں کی تاج محل کی افسانوی تصنیف پر یقین دلانے کے ذمہ دار ہیں۔

51. شاہجہاں کے زمانے کے تاج کے ارد گرد باغ کی تفصیل کیتکی، جئے، جوئی کا ذکر ہے۔

چمپا، مولاشری، ہرشرنگر اور بیل۔ یہ سب پودے ہیں جن کے پھول یا پتے ہندو دیوتاؤں کی پوجا میں استعمال ہوتے ہیں۔ بیل کے پتے خصوصی طور پر شیو کی عبادت میں استعمال ہوتے ہیں۔ قبرستان میں صرف سایہ دار درخت لگائے جاتے ہیں کیونکہ قبرستان میں پودوں سے پھل یا پھول استعمال کرنے کا خیال انسانی ضمیر کے لیے مکروہ ہے۔ تاج باغ میں بیل اور دیگر پھولوں کے پودوں کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ شاہجہان کے قبضے سے قبل یہ شیو مندر تھا۔

52. ہندو مندر اکثر دریا کے کناروں اور سمندری ساحلوں پر بنائے جاتے ہیں۔ تاج محل ایسا ہی ایک ہے جو دریائے جمنا کے کنارے پر

بنایا گیا ہے - شیو مندر کے لیے ایک مثالی مقام۔

53. پیغمبر محمد نے حکم دیا ہے کہ کسی مسلمان کی تدفین کی جگہ غیر واضح ہو اور اس پر ایک بھی پتھر کا نشان نہ ہو۔ اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے تاج محل کے تہہ خانے میں ایک قبر ہے اور پہلی منزل کے چیمبر میں دوسری قبر ممتاز کی ہے۔ وہ دونوں مقبرے درحقیقت شاہجہاں نے تاج محل میں مقیم دو درجے کے شیو لنگوں کو دفن کرنے کے لئے بنائے تھے۔ ہندوؤں کے لئے یہ رواج ہے کہ وہ دو کہانیوں میں ایک دوسرے کے اوپر دو شیو لنگوں کو نصب کرتے ہیں جیسا کہ اجین کے مہانکالیشور مندر اور

سومناتھ پٹن میں اہلیہ بائی کے ذریعہ اٹھائے
گئے سومناتھ
مندر میں دیکھا جاسکتا ہے۔

54. تاج محل کے چاروں اطراف ایک جیسے
داخلی محراب ہیں۔ یہ ایک عام ہندو عمارتی طرز
ہے جسے چترمکھی یعنی چار چہروں والا کہا
جاتا ہے۔

55. تاج محل میں ایک گونجتا ہوا گنبد ہے۔ ایسا
گنبد ایک مقبرے کے لئے ایک مضحکہ خیز چیز
ہے جس کے لئے امن اور خاموشی کو یقینی
بنانا چاہیے۔ ہندو مندروں میں اس کے برعکس
گونجنے والے گنبد ایک ضرورت ہیں کیونکہ وہ
ہندو دیوتاؤں کی پوجا کے ساتھ گھنٹیوں،

ڈھولوں اور پائپوں کی آواز کو بڑھاتے اور بڑھاتے ہوئے ایک پرجوش دن پیدا کرتے ہیں

56. تاج محل کے گنبد پر کمل کی ٹوپی ہے۔ اصل اسلامی گنبدوں کی چوٹی گنجی ہوتی ہے جس کی مثال چانکیہ پوری، نئی دہلی میں پاکستانی سفارت خانے کے گنبد اور پاکستان کے نئے بنائے گئے دارالحکومت اسلام آباد کے گنبدوں سے ملتی ہے۔

57. تاج محل کا داخلی دروازہ جنوب کی طرف ہے۔ اگر تاج اسلامی عمارت ہوتی تو اس کا رخ مغرب کی طرف ہونا چاہیے تھا۔

58. ایک وسیع پیمانے پر غلط فہمی کے نتیجے میں عمارت کو قبر کی غلط فہمی ہوئی ہے۔ غاصب اسلام نے ہر ملک میں قبضہ شدہ

عمارتوں میں قبریں کھڑی کیں لہٰذا اب لوگوں کو یہ سیکھنا چاہیے کہ وہ عمارت کو قبروں کے ٹیلوں سے نہ الجھائیں جو کہ مفتوحہ عمارتوں میں نقب ہیں۔ تاج محل کا بھی یہی حال ہے۔

59. تاج محل سات منزلہ عمارت ہے۔ شہزادہ اورنگ زیب نے شاہجہان کے نام اپنے خط میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ سنگ مرمر کی عمارت چار منزلوں پر مشتمل ہے جس میں گنبد کے اندر تنہا، چوٹی پر لمبا سرکلر ہال اور تہہ خانے میں اکیلا حجرہ ہے۔ درمیان میں دو منزلیں ہیں جن میں سے ہر ایک میں 12 سے 15 محلاتی کمرے ہیں۔
عقب میں دریا تک پہنچنے والے سنگ مرمر کے چبوترے کے نیچے سرخ پتھر میں مزید دو منزلیں ہیں۔ انہیں دریا کے کنارے سے دیکھا جا

سکتا ہے۔ ساتویں منزل زمین (دریا) کی سطح سے نیچے ہونی چاہیے کیونکہ ہر قدیم ہندو عمارت میں زیر زمین منزل تھی۔

60. دریا کے کنارے پر سنگ مرمر کے چبوترے کے بالکل نیچے سرخ پتھر کے 22 کمرے ہیں جن کے وینٹی لیٹرز شاہجہان کی دیواروں سے لگائے ہوئے ہیں۔
شاہجہاں کے غیر آباد تاریک بنائے گئے کمروں کو محکمہ آثار قدیمہ نے بند کر رکھا ہے۔ عام مہمان کو ان کے بارے میں اندھیرے میں رکھا جاتا ہے۔ ان 22 کمروں کی دیواروں اور چھتوں پر اب بھی قدیم ہندو پینٹ ہے۔ ان کی اندرونی طرف تقریباً 300 فٹ لمبا کوریڈور ہے۔ کوریڈور کے دونوں سرے پر دو دروازے کے فریم ہیں۔

لیکن وہ دوئی کے طریقے دلچسپ طریقے سے ٹوٹتی ہوئی اینٹوں اور چونے سے بند ہیں۔

61. بظاہر وہ دروازے جو اصل میں شاہجہان کے ذریعہ سیل کیے گئے تھے، اس کے بعد سے کئی بار کھولے گئے اور دوبارہ دیواریں لگا دی گئیں۔ 1934 میں دہلی کے ایک رہائشی نے دروازے کے اوپری حصے میں ایک کھلے سے اندر جھانکا۔ اپنی مایوسی کے لیے اس نے اندر ایک بہت بڑا ہال دیکھا۔ اس میں بھگوان شیو کی مرکزی سر قلم کی گئی تصویر کے گرد کئی مجسمے رکھے گئے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں سنسکرت کے نوشتہ جات بھی ہوں۔ تاج محل کی ساتوں کہانیوں کی مہر بند اور اس بات کا پتہ لگانے کی ضرورت ہے کہ وہ ہندو امیجز، سنسکرت کے نوشتہ جات، صحیفوں، سکوں

اور برتنوں کی شکل میں کیا ثبوت چھپا رہے ہیں۔

62. مہر بند کہانیوں میں چھپی ہندو تصاویر کے علاوہ یہ معلوم ہوا ہے کہ تاج محل کی بڑی دیواروں میں ہندو تصاویر بھی دفن ہیں۔ 1959 اور 1962 کے درمیان جب مسٹر ایس آر راؤ آگرہ میں آثار قدیمہ کے سپرنٹنڈنٹ تھے تو انہوں نے تاج کے مرکزی آکٹونل چیمبر کی دیوار میں ایک لمبی، گہری اور چوڑی شگاف دیکھی۔ جب دیوار کے ایک حصے کو شگاف کا مطالعہ کرنے کے لیے توڑا گیا تو اس سے ماربل کی دو یا تین تصویریں نکل آئیں۔ معاملے کو خاموش کر دیا گیا اور شاہجہان کے کہنے پر ان تصاویر کو دوبارہ دفن کر دیا گیا۔ اس کی تصدیق متعدد ذرائع سے ہوئی ہے۔ یہ تب ہی تھا

جب میں نے تاج کے ماخذوں کے بارے میں اپنی تحقیق شروع کی تھی کہ مجھے مندرجہ بالا معلومات ملی جو ایک بھولا ہوا راز بنی ہوئی تھی۔
تاج محل کی اصل مندر کے بارے میں اس سے بہتر ثبوت اور کیا چاہیے؟ اس کی دیواریں اور مہر بند حجرے اب بھی ہندو بتوں کو چھپاتے ہیں جو شاہجہان کے تاج محل پر قبضے سے پہلے اس میں رکھے گئے تھے۔

63. بظاہر ایک مندر کے محل کے طور پر تاج محل کی تاریخ بہت پرانی تھی۔ محمد غزنی کے بعد سے ہر مسلمان حملہ آور نے شاید تاج کی بے حرمتی اور لوٹ مار کی لیکن ہندوؤں کے ہاتھوں میں چلا گیا اور تاج محل کے تقدس کو ایک شیو مندر کے طور پر ہر مسلمان کے

حملے کے بعد زندہ کیا جاتا رہا۔ شاہجہاں آخری
مسلمان تھا جس نے تاج محل عرف تیجو محلیہ
کی بے حرمتی کی۔

64. ونسنٹ اسمتھ نے اپنی کتاب "اکبر دی
گریٹ مغل" میں لکھا ہے کہ "بابر کی ہنگامہ
خیز زندگی کا خاتمہ آگرہ میں اس کے باغی محل
میں 1630 میں ہوا"۔ وہ محل کوئی اور نہیں
بلکہ تاج محل تھا۔

65. بابر کی بیٹی گلبدن بیگم نے اپنی تاریخ میں
ہمایوں نامہ کے عنوان سے تاج محل کو
صوفیانہ گھر کہا ہے

66. خود بابر نے اپنی یادداشتوں میں تاج محل
کا حوالہ ابراہیم لودی سے حاصل کردہ محل کے

طور پر دیا ہے جس میں ایک مرکزی آکٹونل چیمبر ہے اور چاروں طرف ستون ہیں۔ یہ تمام تاریخی حوالے شاہجہان سے 100 سال پہلے تاج محل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

67. تاج محل کی حدود تمام سمتوں میں کئی سو گز تک پھیلی ہوئی ہے۔ دریا کے اس پار ملحقہ یا تاج کے کھنڈرات، نہانے کے گھاٹ اور فیری بوٹ کے لئے ایک جیٹی ہے۔ وکٹوریہ کے باغات کے باہر رینگنے والوں سے ڈھکے ہوئے قدیم بیرونی دیوار کی ایک لمبی چوڑی ہے جو ایک آکٹونل سرخ پتھر کے ٹاور پر ختم ہوتی ہے۔ اس طرح کے وسیع میدان تمام

شاندار طریقے سے بنائے گئے ہیں قبر کے
لئے ایک ضرورت سے زیادہ ہے.
68. اگر تاج ممتاز کو دفن کرنے کے لئے
خصوصی طور پر بنایا گیا تھا تو اس میں
دوسری قبروں سے بے ترتیبی نہیں ہونی چاہیے
تھی۔ لیکن تاج کے احاطے میں کم از کم اس کے
مشرقی اور جنوبی پویلین میں کئی دوسری
قبریں ہیں۔

69. تاج گنج پھاٹک کے دونوں طرف جنوبی
کنارے میں ایک جیسے برآمدے میں ایک ملکہ
سرہندی بیگم اور ایک ملازمہ ستونسہ خانم
مدفون ہیں۔ اس طرح کی برابری کی تدفین کو
صرف اسی صورت میں جائز قرار دیا جا سکتا
ہے جب ملکہ کی تنزلی کی گئی ہو یا نوکرانی کو
ترقی دی گئی ہو۔ لیکن چونکہ شاہجہان نے تاج

محل کی کمان سنبھالی تھی (نہیں بنایا تھا) اس نے اسے اندھا دھند ایک عام مسلمانوں کے قبرستان میں تبدیل کر دیا جیسا کہ اس کے تمام اسلامی پیشروؤں کی عادت تھی، اور ایک خالی برآمدے میں ایک ملکہ کو اور ایک نوکرانی کو دوسرے اسی طرح کے برآمدے میں دفن کر دیا.

70. شاہجہان نے ممتاز سے پہلے اور بعد میں کئی دوسری عورتوں سے شادی کی تھی. اس لئے وہ اپنے لیے ایک حیرت انگیز مقبرہ تعمیر کروانے میں کسی خاص خیال کی مستحق نہیں تھی.

71. ممتاز پیدائشی طور پر بھی ایک عام سی تھی اور اس لیے وہ پریوں کے دفن کے لیے اہل نہیں تھی.

72. ممتاز کا انتقال برہان پور میں ہوا جو آگرہ سے تقریباً چھ سو میل دور ہے۔ وہاں اس کی قبر برقرار ہے۔ اس لیے تاج کی دو کہانیوں میں اس کے نام پر اٹھائے گئے مجسمے ہندو شیو کے نشانات کو چھپانے والے جعلی لگتے ہیں۔

73. ایسا لگتا ہے کہ شاہجہاں نے آگرہ میں ممتاز کی تدفین کی نقل تیار کی تھی تاکہ وہ اپنے شدید اور جنونی اسلامی فوجیوں کے ساتھ مندر کے محل کو گھیرے میں لے کر اس کے تمام قیمتی سامان کو اپنے خزانے میں لے جائے۔ اس کی تصدیق سرکاری تاریخ، بادشاہنامہ میں مبہم نوٹنگ سے ملتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ممتاز کی لاش برہان پور سے آگرہ لائی گئی اور اسے "اگلے سال" دفنایا گیا۔

ایک سرکاری کرانیکل اس وقت تک کوئی بے ہودہ اصطلاح استعمال نہیں کرے گا جب تک کہ وہ کچھ چھپانے کے لئے نہ ہو.

74. ایک قابل غور یہ ہے کہ ایک شاہجہاں جس نے ممتاز کے لئے کوئی محل نہیں بنایا تھا جب وہ زندہ تھی اور لات مارتی تھی، وہ اس لاش کے لئے ایک شاندار مقبرہ نہیں بنائے گا جو اب لات یا کلک نہیں کر رہا تھا

75. ایک اور عنصر یہ ہے کہ ممتاز شاہجہان کے شہنشاہ بننے کے دو سے تین سال کے اندر انتقال کر گیا. کیا وہ اس قلیل مدت میں اتنی ضرورت سے زیادہ دولت

اکٹھا کر سکتا ہے کہ اسے کسی عجوبے کے مزار پر اڑا دے؟

76. جبکہ ممتاز کے ساتھ شاہجہاں کی خاص وابستگی تاریخ میں کہیں درج نہیں ہے کہ اس کے بہت سی دوسری عورتوں کے ساتھ لونڈیوں سے لے کر پوتوں تک کے دلکش معاملات بشمول ان کی اپنی بیٹی جہاں آرا کا شاہجہان کے دور حکومت میں خاص ذکر ملتا ہے۔ کیا ایسا شاہجہاں ممتاز کی لاش پر اپنی محنت کی دولت کی بارش کرے گا؟

77. شاہجہاں ایک کنجوس، سود خور بادشاہ تھا۔ وہ اپنے تمام حریفوں کو قتل کر کے تخت پر پہنچا۔ لہٰذا، وہ ایسا فضول خرچی نہیں تھا جو اسے بنایا گیا ہے۔

78. ممتاز کی موت پر شاہجہان کی مایوسی کو اچانک تاج تعمیر کرنے کے عزم کا سہرا دیا جاتا ہے۔ یہ ایک نفسیاتی تضاد ہے۔ غم ایک معذور، ناکارہ جذبات ہے۔

79 ۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ ایک سحر زدہ شاہجہان نے ایک مردہ ممتاز پر تاج اٹھایا تھا، لیکن جسمانی، جسمانی، جنسی محبت پھر سے ایک ناقابل تسخیر جذبہ ہے۔ ایک ومینائزر کسی بھی تعمیری سرگرمی سے عاجز ہے۔ جب جسمانی محبت بے قابو ہو جاتی ہے تو وہ شخص یا تو کسی کو قتل کر دیتا ہے یا خودکشی کر لیتا ہے۔ وہ تاج محل نہیں کھڑا کر سکتا۔ تاج محل جیسی عمارت کی ابتداء ہمیشہ خدا سے عقیدت، اپنی ماں اور مادر وطن یا طاقت اور

شان جیسے ایک قابل عمل جذبات سے ہوتی ہے۔

سال 1973 کے اوائل میں تاج کے سامنے .80 باغ میں کھدائی کے موقع پر موجودہ چشموں سے تقریباً چھ فٹ نیچے فواروں کا ایک اور سیٹ سامنے آیا۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ سب سے پہلے، یہ کہ زیر زمین فوارے شاہجہان کے سطحی فوارے بچھانے سے پہلے موجود تھے۔ اور دوسری بات یہ کہ چونکہ یہ چشمے تاج سے جڑے ہوئے ہیں اس لیے یہ عمارت بھی شاہجہان سے پہلے کی ہے۔ بظاہر یہ باغ اور اس کے چشمے سالانہ مون سون سیلاب اور اسلامی حکومت کے دوران صدیوں تک دیکھ بھال کی کمی کے باعث ڈوب گئے تھے۔

ہمت نہیں کی ورنہ یہ دوبارہ قبضہ کرنے کی کوششوں کا باعث بنے.

83. تاج محل تک پہنچنے کے راستے پر پہاڑی ٹیلوں سے بندھی ہوئی ہے جو بنیاد کی خندقوں سے نکالی گئی زمین کے ساتھ اٹھائی گئی ہے. ٹیلوں نے تاج عمارت کے احاطے کے بیرونی دفاع کے طور پر کام کیا. بنیاد زمین سے ایسی پہاڑیوں کو اٹھانا، ایک عام ہندو آلہ ہے. قریبی بھرت پور ایک گرافک متوازی فراہم کرتا ہے. پیٹر منڈی نے ریکارڈ کیا ہے کہ شاہجہاں نے ان پہاڑیوں میں سے کچھ کو برابر کرنے کے لئے ہزاروں مزدوروں کو ملازمت دی. یہ شاہجہان سے پہلے موجود تاج محل کا تصویری ثبوت ہے

84-. Tavernier ، فرانسیسی سیاح نے نوٹ کیا ہے
شاہجہان سہاروں کو بلند کرنے کے لئے لکڑی حاصل نہیں کر سکتا تھا (مختلف بلندیوں پر قرآن لکھنے کے لیے). اس لیے شاہجہاں کو اینٹوں کا ایک سہارہ اٹھانا پڑا. Tavernier کا کہنا ہے کہ نتیجے کے طور پر "سچفولڈنگ کی لاگت پورے کام سے زیادہ تھی". یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ شاہجہان نے تاج نہیں بنایا بلکہ صرف قرآن کندہ کیا تھا.

85. تاج کے احاطے میں مختلف محرابوں پر چوڑے ہوئے دروازے، اور مشرقی کنارے پر اب بھی نظر آنے والی کھائی ایسے دفاعی آلات ہیں جن کی مزار کے لئے ضرورت نہیں ہے.

86. انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق تاج عمارت کا کمپلیکس مہمانوں کے کمرے، گارڈ رومز اور اصطبل پر مشتمل ہے۔ یہ مزار کے لئے غیر متعلقہ ہیں۔

87. عقب میں دریا کے کنارے پر ایک ہندو شمشان، شیو مندر اور قدیمی نہانے کے گھاٹ ہیں۔ اگر شاہجہاں نے تاج محل بنوایا ہوتا تو وہ ان ہندو خصوصیات کو تباہ کر دیتا۔

88. وہ کہانی کہ شاہجہاں دریا کے پار سیاہ سنگ مرمر کا تاج بنانا چاہتا تھا، ایک اور محرک افسانہ ہے۔ دریا کے دوسرے کنارے پر موجود کھنڈرات ہندوؤں کے ڈھانچے کے ہیں جو مسلمانوں کے حملوں کے دوران منہدم کیے گئے تھے نہ کہ کسی اور تاج محل کے چبوترے

کے۔ ایک شاہجہاں جس نے سفید سنگ مرمر کا تاج نہیں بنایا وہ شاید ہی کبھی سیاہ سنگ مرمر کا تاج بنانے کا سوچے گا۔ وہ اتنا کنجوس تھا کہ اس نے مزدوروں کو مفت کام کرنے پر مجبور کیا یہاں تک کہ ایک ہندو مندر کو مسلمانوں کا مقبرہ بنانے کے لئے ضروری سطحی چھیڑ چھاڑ میں بھی۔

89. شاہجہان نے تاج میں قرآنی حروف کو پیوند کرنے کے لئے جو سنگ مرمر استعمال کیا وہ ہلکے سفید رنگ کا ہے جب کہ تاج محل کا باقی حصہ زرد رنگ کے سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ یہ تفاوت اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآنی اقتباسات ایک سپرمپوزیشن ہیں۔

90. اگرچہ کچھ مورخین کی جانب سے تاریخ پر کچھ فرضی نام لکھنے کی تخیلاتی کوششیں کی گئی ہیں کیونکہ تاج محل کے ڈیزائنر کے طور پر دیگر زیادہ تخیل پرستوں نے خود شاہجہان کو شاندار تعمیراتی مہارت اور فنکارانہ صلاحیتوں کا سہرا دیا ہے جو آسانی سے تاج محل کا تصور اور منصوبہ بندی کر سکتا تھا. سوگ ایسے لوگ تاریخ کے بارے میں جاہلیت سے بے وفائی کرتے ہیں کیونکہ شاہجہاں ایک ظالم جابر، عظیم عورت ساز اور منشیات اور شراب کا عادی تھا.

91. شاہجہان کے تاج بنانے کے بارے میں من گھڑت بیانات سب الجھے ہوئے ہیں. کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شاہجہان نے دنیا بھر سے ڈرائنگ بنانے کا آرڈر دیا اور ان میں سے ایک کا

انتخاب کیا۔ دوسروں کا دعویٰ ہے کہ ہاتھ میں موجود ایک شخص کو ایک مقبرہ ڈیزائن کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور اس کے ڈیزائن کو منظور کر لیا گیا تھا۔ اگر ان میں سے کوئی بھی نسخہ سچا ہوتا تو شاہجہان کے درباری کاغذات میں تاج سے متعلق ہزاروں خاکے ہونے چاہیے تھے لیکن ایک بھی خاکہ نہیں ہے. یہ ایک اور ٹھوس ثبوت ہے کہ شاہجہاں نے تاج نہیں بنایا تھا۔

92. تاج محل بڑی تباہ شدہ حویلیوں سے گھرا ہوا ہے جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ تاج محل کے گرد کئی بار بڑی لڑائیاں ہوئی ہیں۔

93. تاج باغ کے جنوب مشرقی کونے میں ایک قدیم شاہی گھر ہے. تیجو مہالیہ مندر سے جڑی

گائیں وہاں پالی جاتی تھیں۔ اسلامی مقبرے میں گائے کا شیشہ ایک تضاد ہے۔

94. تاج کے مغربی کنارے پر سرخ پتھر کے کئی باضابطہ ملحقہ ہیں۔ یہ مقبرے کے لیے ضرورت سے زیادہ ہیں۔

95. پورا تاج کمپلیکس 400 سے 500 کمروں پر مشتمل ہے۔ ایک مقبرے میں اتنے شاندار پیمانے پر رہائشی رہائش کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

96. پڑوسی تاج گنج بستی کی بڑی حفاظتی دیوار تاج محل مندر محل کمپلیکس کو بھی گھیرے ہوئے ہے۔ یہ واضح اشارہ ہے کہ تیجو-مہالیہ مندر محل بستی کا حصہ اور پارسل تھا۔

اس بستی کی ایک گلی سیدھی تاج محل کی طرف جاتی ہے۔ تاج گنج دروازہ آکٹونل سرخ پتھر کے باغی دروازے اور سنگ مرمر کے تاج محل کے شاندار داخلی محراب سے بالکل سیدھی لائن میں منسلک ہے۔ تاج گنج کا دروازہ تاج مندر کے احاطے کے مرکزی ہونے کے علاوہ پیڈسٹل پر بھی لگایا گیا ہے۔ ان دنوں جس مغربی دروازے سے زائرین تاج کمپلیکس میں داخل ہوتے ہیں وہ نسبتاً معمولی گیٹ وے ہے۔ یہ آج زیادہ تر زائرین کے لئے داخلی گیٹ بن گیا ہے کیونکہ ریلوے اسٹیشن اور بس اسٹیشن اسی طرف ہیں۔

97. تاج محل میں ایسے خوش نما پویلینز ہیں جو کسی مقبرے میں کبھی نہیں ہوں گے۔

98. آگرہ میں لال قلعہ کی ایک گیلری میں ایک چھوٹا سا شیشہ تاج محل کی عکاسی کرتا ہے. کہا جاتا ہے کہ شاہجہان نے اپنی زندگی کے آخری آٹھ سال اسی گیلری میں ایک قیدی کے طور پر تاج محل کو جھانکتے ہوئے اور ممتاز کے نام پر آہیں بھرتے ہوئے گزارے. یہ افسانہ بہت سے جھوٹوں کا مرکب ہے. سب سے پہلے، بوڑھے شاہجہان کو اس کے بیٹے اورنگزیب نے قلعہ کے ایک تہہ خانے میں قید کر رکھا تھا نہ کہ ایک کھلی، فیشن ایبل بالائی منزل میں. دوسری بات یہ کہ اس شیشے کا ٹکڑا 1930 کی دہائی میں محکمہ آثار قدیمہ کے چپراسی انشاء اللہ خان نے صرف دیکھنے والوں کو یہ بتانے کے لیے لگایا تھا کہ کس طرح قدیم زمانے میں پورا اپارٹمنٹ تیجو مہالیہ مندر کو ہزار گنا جھلکنے والے چھوٹے چھوٹے شیشوں

سے جھلکتا تھا۔ . تیسرا، ایک خستہ حال شاہجہان جس کے جوڑوں میں درد اور آنکھوں میں موتیا بند تھا، دن بھر اپنی گردن کو ایک عجیب و غریب زاویے سے جھانکتے ہوئے ایک چھوٹے سے شیشے کے ٹکڑے میں جھانکنے کے لئے نہیں گزارتا تھا جب کہ وہ اپنے چہرے کو گول کر سکتا تھا۔ خود تاج محل کا مکمل، براہ راست نظارہ۔ لیکن عام عوام اس قدر بے وقوف ہے کہ چالاک، بے ایمان گائیڈز کی ایسی تمام لغو باتوں کو گلے لگا لیتے ہیں۔

99. یہ کہ تاج محل کے گنبد میں سینکڑوں لوہے کے کڑے ہیں جو اس کے بیرونی حصے سے چپکے ہوئے ہیں یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو شاذ و نادر ہی دیکھی جاتی ہے۔ یہ مندر

کی روشنی کے لیے ہندو مٹی کے تیل کے لیمپ رکھنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔

100. شاہجہاں کی تاج کی تصنیف پر مکمل یقین رکھنے والے شاہجہان ممتاز کو رومیو اور جولیٹ کی طرح نرم دل رومانوی جوڑی تصور کرتے رہے ہیں۔ لیکن عصری بیانات شاہجہان کو ایک سخت دل حکمران کے طور پر بتاتے ہیں جو ممتاز کے ذریعہ مسلسل ظلم اور بربریت کی کارروائیوں میں شامل تھا۔

101. اسکول اور کالج کی تاریخ کی کتابوں میں یہ افسانہ موجود ہے کہ شاہجہان کا دور ایک سنہری دور تھا جس میں امن اور فراوانی تھی اور شاہجہاں نے بہت سی عمارتیں تعمیر کیں اور ادب کی سرپرستی کی۔ یہ ایک خالص من

گھڑت بات ہے۔ شاہجہاں نے ایک عمارت بھی نہیں بنائی تھی جیسا کہ ہم نے تاج محل کی علامات کے تفصیلی تجزیہ سے واضح کیا ہے۔ شاہجہاں کو تقریباً 30 سال کے دور حکومت میں 48 فوجی مہمات میں مشغول ہونا پڑا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ امن اور فراوانی کا دور نہیں تھا۔

102. گنبد کا اندرونی حصہ، ممتاز کے مقبرے کے اوپر اٹھتا ہے، اس میں سورج کی نمائندگی سونے سے کی گئی ہے۔ ہندو جنگجو اپنی اصلیت کا سراغ سورج سے لگاتے ہیں۔ اسلامی مقبرے کے لئے سورج بے کار ہے۔

103. تاج محل میں مقبروں کی دیکھ بھال کرنے والے مسلمان ایک دستاویز رکھتے تھے

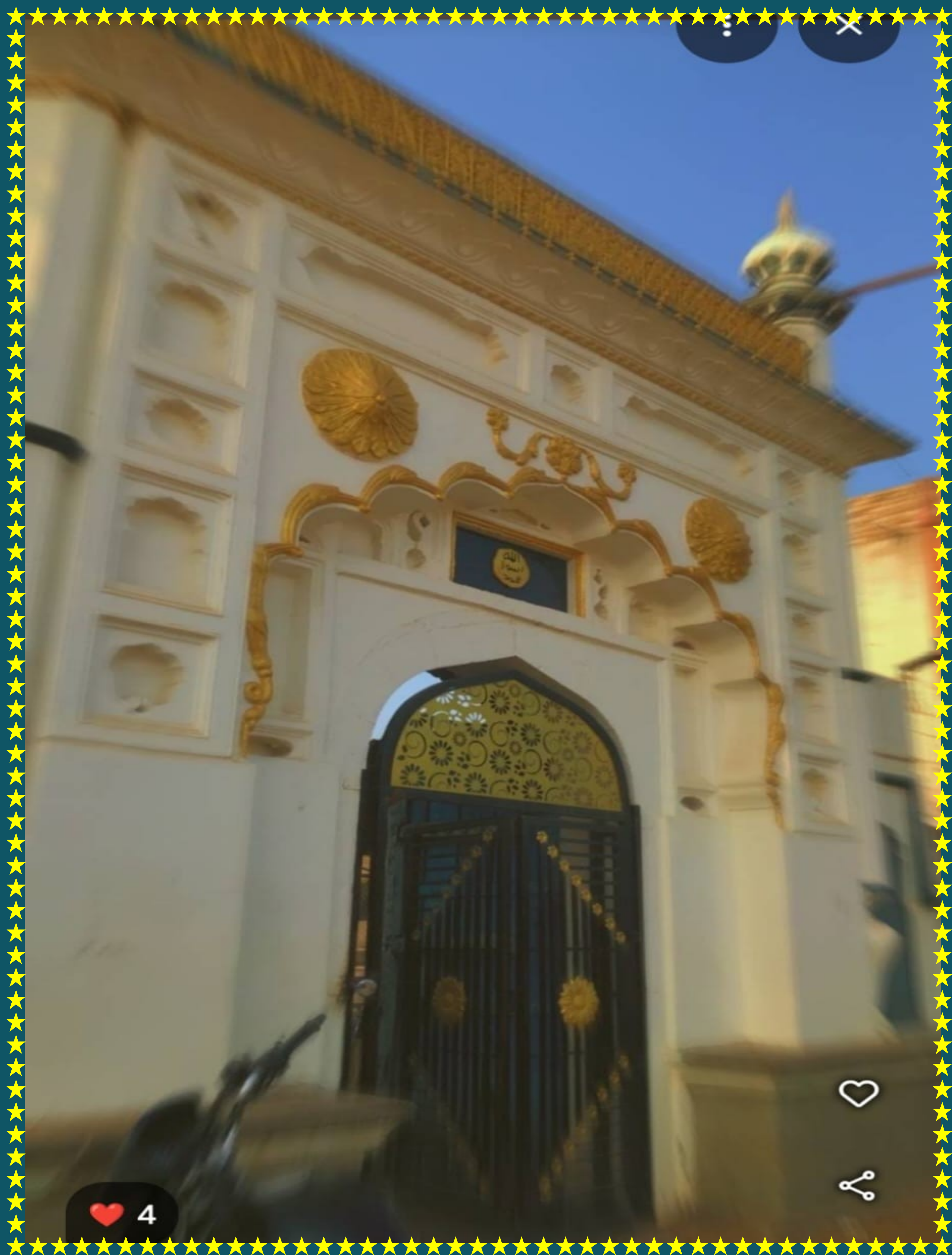
جسے وہ "تاریخِ تاج محل" کہتے تھے۔ مؤرخ HG Keene نے اسے "مشکوک صداقت کی دستاویز" قرار دیا ہے۔ کینی غیر معمولی طور پر درست تھا کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ شاہجہاں تاج محل کا خالق نہیں تھا، ایسی کوئی دستاویز جو شاہجہان کو تاج محل کا سہرا دیتی ہو، سراسر جعل سازی ہوگی۔ یہاں تک کہ اس جعلی دستاویز کو پاکستان اسمگل کرنے کے بعد سے بتایا جاتا ہے

Google کتاب میں گوگل ارتھ Earth کی چند لنک دے رکھی ہے لنک پر جا کر آپ خود چَشْم دِید دیکھ سکتے ہیں

اورنگزیب کی خُلد آباد والی قبر نقلی ہے ، اصلی قبر احمد نگر کے عالمگیر نگر میں ہے






4

اورنگزیب کی اصلی قبر سے تقریباً 110 کلومیٹر دور خُلد آباد میں نقلی والی قبر ہے



Tomb of Mughal Empe





Verul
वेरुळ

Phulan
फुलंब्र

Vaijapur
वैजापूर

Chhatrapati Sambhaji Nagar
छत्रपती संभाजीनगर
(औरंगाबाद)

Puntamba
पुणतांबा

Gangapur
गंगापूर

Shrirampur
श्रीरामपूर

اورنگزیب کی اصلی قبر
خلاد آباد والی قبر سے 110 کلومیٹر دور
احمد نگر کے باہر قصبہ بِھگار میں ہے

Newasa
नेवासा

Rahuri
राहुरी

Shani Shingnapur
शनि शिंगणापूर



Shevgaon
शेवगाव



3D

Pathardi
पाथर्डी

50 km

Ahilya Nagar
अहमदनगर

اصلی قبر احمد نگر
قلعہ سے دو کلومیٹر
فاصلے پر مشرق میں
عالمگیر نگر میں ہے،
آج جسے Bhingar
بھنگار کے نام سے
جانا جاتا ہے

احمد نگر قلعہ

مضمون بات کرنا

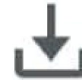
  

احمد **نگر قلعہ** (احمد نگر قلعہ) مغربی ہندوستان کی ریاست مہاراشٹر میں احمد نگر کے قریب بھنگر نالہ کے قریب واقع ہے ۔ یہ احمد نگر سلطنت کا صدر دفتر تھا ۔ 1803 میں اسے انگریزوں نے دوسری اینگلو مراٹھا جنگ کے دوران لے لیا تھا ۔ برطانوی راج کے دوران اسے جیل کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا ۔ فی الحال یہ قلعہ ہندوستانی فوج کے آرمرڈ کور کے زیر انتظام ہے ۔

احمد نگر قلعہ
احمد نگر ، مہاراشٹر

Ahmednagar Fort

Article Talk

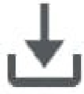





The **Ahmednagar Fort** (*Ahmadnagar Qila*) is located close to the Bhingar Nala near Ahmednagar in[1] Maharashtra state western India. It was the headquarters of the Ahmednagar Sultanate. In 1803, it was taken by the British during the Second Anglo-Maratha War. It was used as a prison during the British Raj. Currently, the fort is under the administration of the Armoured Corps of the Indian Army.

Ahmednagar fort

بھنگار

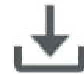
  

بھنگار (انگریزی: Bhingar) بھارت کا ایک رہائشی علاقہ جو مہاراشٹر میں واقع ہے۔[1]

بھنگار **Bhrugupur**	
شہر	
ملک	بھارت
ریاست	مہاراشٹر
[illegible]	Ahmednagar

Bhingar

Article Talk

Bhingar, also known as **Bhingar Camp**, is a census town in Ahilya Nagar district in the state of Maharashtra, India.

Bhingar
Bhrugupur

Town





INTERNET ARCHIVE






Ahmed-Nagar-आलमगार-
720-عالمگیرP-HD-
-176454562...

https://archive.org/details/vid-20251130-wa-0236

اورنگزیب کی موت احمد نگر کے عالمگیر نگر میں ہوئی تھی، خُلد آباد میں نہیں

اورنگزیب کا قتل قرون وسطی کا نامور راجپوت جنگجو مہاراجا چھترسال بندیل نے کرایا تھا







Chhatrasal



Source: Alamy

Born

4 May 1649
Tikamgarh

Died

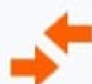
20 Dec 1731

Chhatrasal

Article Talk







This article needs additional citations for verification. *(October 2021)* Learn more

Maharaja Chhatrasal Bundela (4 May 1649 – 20 December 1731) was the Bundela Raja of Panna from 1675 to 1731. He is well known for his resistance against the Mughal Empire and leading the struggle of independence of Bundelkhand.[1][2]

Chhatrasal

اُس وقت اُس کا
دارالحکومت
موجودہ مدھیہ
پردیش کے ضلع
ٹیکم گڑھ کا علاقہ
اوڑچھا
(Orchha) تھا

اورنگزیب 3
نومبر 1618 کو
پیدا ہوا تھا اور
1636 میں دکن
کا گورنر بنا تھا

اورنگ زیب کا تعلق امیر تیموری خاندان سے تھا،[14] اس نے اپنے والد شاہ جہاں کے تحت انتظامی اور فوجی عہدوں پر فائز رہا اور ایک قابل فوجی کمانڈر کے طور پر پہچان حاصل کی۔ اورنگ زیب نے 1637-1636 میں دکن کے وائسرائے اور 1647-1645 میں گجرات کے گورنر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اس نے 1648–1652 میں ملتان اور سندھ کے صوبوں کا مشترکہ طور پر انتظام کیا اور ہمسایہ صفوی علاقوں میں مہمات جاری رکھیں۔ ستمبر 1657 میں، شاہ جہاں نے اپنے سب سے بڑے دارا شکوہ کو اپنا جانشین نامزد کیا، اس اقدام کو اورنگ زیب نے مسترد کر دیا، جس نے فروری 1658ء میں خود کو شہنشاہ قرار دیا۔[15] اپریل 1658ء میں، اورنگ زیب نے دھرمات کی لڑائی میں شکوہ اور مارواڑ کی اتحادی فوج کو شکست دی۔ مئی 1658ء میں سموگڑھ کی جنگ میں اورنگ زیب کی فیصلہ کن فتح نے اس کی خود مختاری کو مضبوط کیا اور اس کی بالادستی کو پوری سلطنت میں تسلیم کیا گیا۔ جولائی 1658 میں شاہ جہاں کی بیماری سے صحت

Viceroy of the Deccan

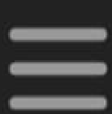
Article Talk

Viceroy of the Deccan was the representative of the Mughal emperors in Deccan, Deccan consisted of six Mughal governorates (Subah): Khandesh, Bijapur, Berar, Aurangabad, Hyderabad and Bidar. Carnatic region was a subdivision which was partly administered by the **governor of Bijapur and Hyderabad**.[1]:143[2]:95[3]

Mughal Empire Deccan
1636–1724

اورنگزیب نے 18 سال کی عمر سے ہی عیاشیاں شروع کر دیں تھیں اور آخری وقت تک کرتا رہا تمام ثبوت موجود ہیں



INTERNET
ARCHIVE






1 Aurangzeb Heera Bai औरंगज़ेब की हीराबाई से मोहब्बत की दास्तान (BBC Hindi)(720P HD) 03:49

2 Aurangzeb-Alamgir-Aur-Kaniz-Hira-Bai--Zainabadi-Mahal--Ke-Ishq-ki-Dastan----Mughal-Ruler-Love-Stor... 08:24

جب اورنگ زیب
نے 1636 عیسوی
میں اپنی خالہ
سہیلہ بانو جن کے
شوہر میر خلیل خان
زمان تھے



INTERNET
ARCHIVE






1 Aurangzeb Heera Bai
औरंगज़ेब की हीराबाई से मोहब्बत
की दास्तान (BBC Hindi)(720P
HD) 03:49

https://archive.org/details/aurangzeb-heera-bai-bbc-hindi-720-p-hd_202512

خلیل خان زمان
کی رکھیل
(لَونڈی) ہِیرا بائی
طوائف کو، بہت
بڑی دولت دے کر
حاصل کیا تھا

غبارِ خاطر



COVER GHUBAR E KHATIR







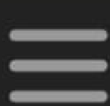


غبارِ خاطر

قلعہ احمد نگر کی اسیری (از ۹ اگست ۱۹۴۲ء
تا ۱۵ جون ۱۹۴۵ء) کے زمانے کی تحریرات

از

ابوالکلام آزاد










غبارِ خاطر

قلعہ احمد نگر کی اسیری (از ۹ر اگست ۱۹۴۲ء
تا ۱۵ر جون ۱۹۴۵ء) کے زمانے کی تحریرات

https://archive.org/details/gubar-e-khatir-abul-kalam-azad-copy

BBC NEWS اردو

صفحۂ اول   پاکستان   آس پاس   ورلڈ

اورنگزیب کی ہیرا بائی سے محبت کی داستان

کم ڈیٹا استعمال کرنے کے لیے صرف تحریر پڑھیں


MEDIEVAL INDIAN HISTORY

اورنگزیب کی ہیرا بائی سے محبت کی داستان

کم ڈیٹا استعمال کرنے کے لیے صرف تحریر پڑھیں >



’اس بات پر سب متفق ہیں کہ مذہبی رجحان رکھنے والے سادگی پسند شہزادے کو پیار پہلی ہی نظر میں ہوا تھا‘

MEDIEVAL INDIAN HISTORY

’اس بات پر سب متفق ہیں کہ مذہبی رجحان رکھنے والے سادگی پسند شہزادے کو پیار پہلی ہی نظر میں ہوا تھا‘

وقار مصطفیٰ
صحافی و محقق، لاہور

28 ستمبر 2022

یہ کہانی پہلی نظر میں پیار کی ہے۔ اور وہ بھی ہندوستان پر 49 سال تک حکومت کرنے والے مغل شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی۔ تب شاہ جہاں ہندوستان کے حکمران تھے اور اُن کے بیٹے 35 سالہ اورنگزیب شہزادے تھے۔

دوسری بار دکن کے گورنر کا عہدہ سنبھالنے کے لیے ’اورنگ آباد‘ جاتے ہوئے اورنگزیب برہان پور سے گزرے۔

موجودہ انڈین ریاست مدھیا پردیش میں تاپتی دریا کے دائیں کنارے واقع برہان پور وہی جگہ ہے جہاں اُن کی والدہ ممتاز محل کو وفات کے بعد تاج محل میں دفنانے سے پہلے امانتاً دفن کیا گیا تھا۔

بروکیڈز، ململ اور ریشم کے لیے مشہور اس شہر میں میر خلیل خانِ زمان سے بیاہی جانے والی اورنگزیب کی ایک خالہ، سہیلہ بانو، رہتی تھیں۔

اُن ہی سے ملنے اورنگزیب گئے تھے جب اُن کے دل کی دنیا تلپٹ ہوئی۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے ’غبارِ خاطر‘ میں 18ویں صدی میں نواب شمس الدولہ شاہ نواز خان اور اُن کے بیٹے عبدالحئی خان کی لکھی کتاب ’ماثرالامرا‘ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ’اورنگزیب برہان پور میں زین آباد کے باغ ’آہو خانہ‘ میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ شہزادے کی خالہ بھی اپنی خواصوں کے ساتھ سیر کے لیے آئی ہوئی تھیں۔‘

'ایک خواص نغمہ سنجی میں سحر کار اور شیوہ دل ربائی و رعنائی میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ سیر و تفریح کرتے ہوئے یہ پورا مجمع ایک درخت کے سائے میں سے گزرا جس کی شاخوں میں آم لٹک رہے تھے۔ جونھی مجمع درخت کے نیچے پہنچا تو ان ہی خواص نے نہ تو شہزادے کی موجودگی کا کچھ پاس لحاظ کیا نہ ان کی خالہ کا۔ بے باکانہ اچھلیں اور ایک شاخ بلند سے ایک پھل توڑ لیا۔'

غبارِ خاطر



'شہزادے کی خالہ پر یہ شوخی گراں گزری اور انھوں نے ملامت کی تو خواص نے ایک غلط انداز نظر شہزادے پر ڈالی اور پشواز سنبھالتے ہوئے آگے نکل گئیں۔ یہ غلط انداز نظر کچھ ایسی قیامت کی تھی کہ اس نے شہزادے کا کام تمام کر دیا اور صبر و قرار نے خدا حافظ کہا۔'

اورنگزیب کے سوانح نگار حمید الدین خان نے اس واقعے کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔ 'چونکہ یہ ان کی خالہ کا گھر تھا، اس لیے حرم کی عورتوں کو ان کی نظروں سے ہٹانے کی زیادہ پروا نہیں کی گئی اور شہزادے بغیر اعلان کیے گھر میں داخل ہو گئے۔ زین آبادی، جن کا اصل نام ہیرا بائی تھا، ایک درخت کے نیچے کھڑی، اپنے دائیں ہاتھ سے شاخ پکڑے دھیمے لہجے میں گا رہی تھیں۔'

’انھیں دیکھتے ہی شہزادے اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور وہیں بیٹھ گئے اور پھر بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ خالہ تک خبر پہنچ گئی۔ ننگے پاؤں دوڑتی آئیں اور انھیں سینے سے لگا لیا اور آہ و بکا کرنے لگیں۔ تین چار گھڑی کے بعد شہزادے کو ہوش آیا۔‘

خالہ نے پوچھا ’یہ کیا بیماری ہے؟ کیا تم پر اس سے پہلے کبھی اس کا کوئی حملہ ہوا؟‘

’شہزادے نے کوئی جواب ’نہیں‘ دیا۔ آدھی رات تھی جب شہزادے نے کہا کہ اگر میں اپنی بیماری کا ذکر کروں تو کیا آپ اس کا علاج کر سکتے ہیں؟‘

’ان کی خالہ نے جب یہ الفاظ سُنے تو نہایت خوشی سے صدقہ دیا اور کہنے لگیں کہ تم علاج کی کیا بات کرتے ہو، میں اپنی جان [تمہارے علاج کے لیے] پیش کر دوں گی‘

خالہ نے پوچھا ’یہ کیا بیماری ہے؟ کیا تم پر اس سے پہلے کبھی اس کا کوئی حملہ ہوا؟‘

’شہزادے نے کوئی جواب ’نہیں‘ دیا۔ آدھی رات تھی جب شہزادے نے کہا کہ اگر میں اپنی بیماری کا ذکر کروں تو کیا آپ اس کا علاج کر سکتے ہیں؟‘

’ان کی خالہ نے جب یہ الفاظ سُنے تو نہایت خوشی سے صدقہ دیا اور کہنے لگیں کہ تم علاج کی کیا بات کرتے ہو، میں اپنی جان [تمہارے علاج کے لیے] پیش کر دوں گی‘

پھر شہزادے نے انھیں سارا معاملہ بتا دیا۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئیں۔ آخر کار شہزادے نے کہا ’جب آپ میری باتوں کا جواب نہیں دے رہیں تو میرا علاج کیسے کریں گی؟‘

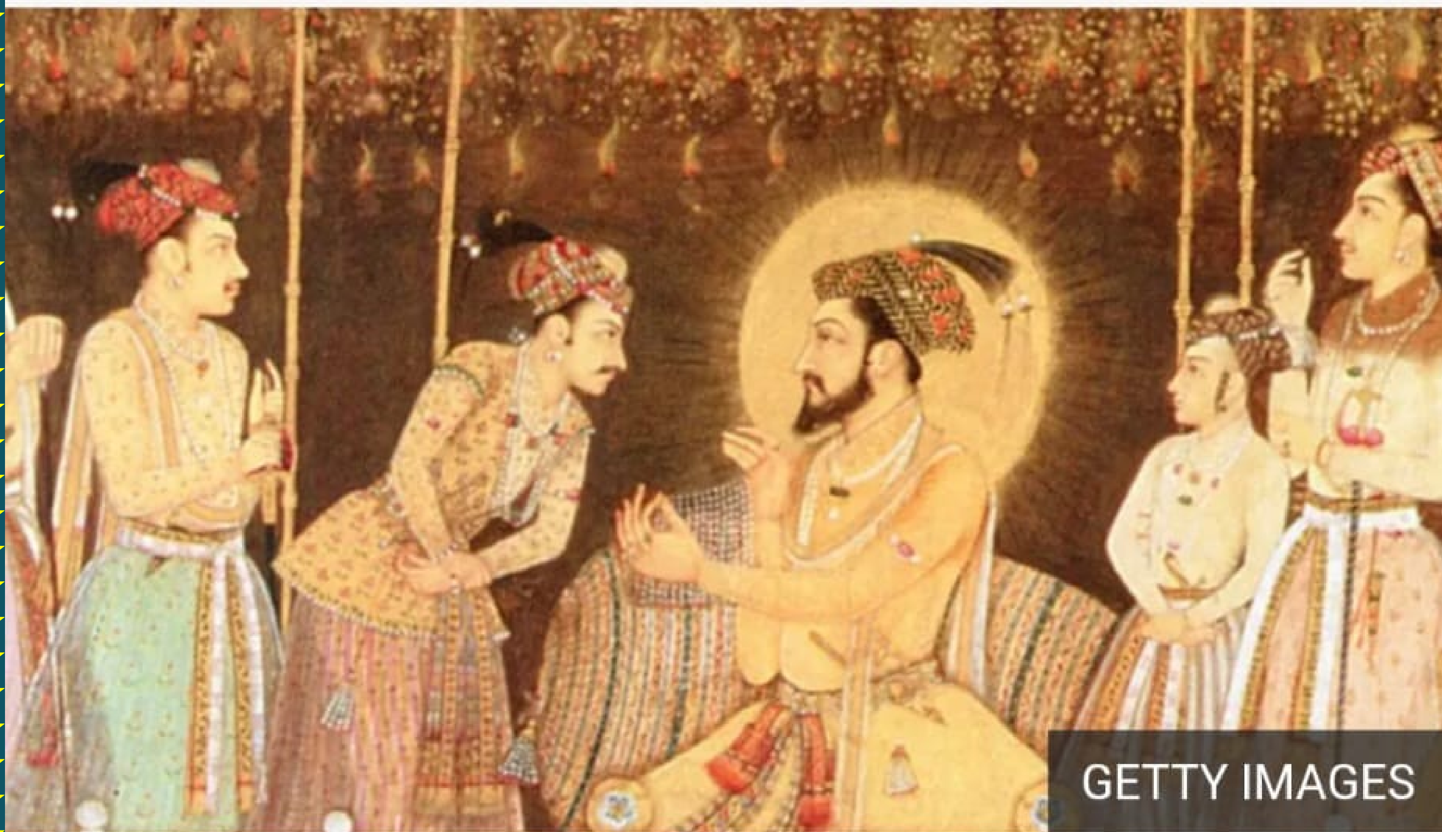


’میرے خون کے بدلے میرے ولی اور روحانی رہنما (یعنی شہزادے) کا کام ہو جائے تو مضائقہ نہیں‘

خالہ نے جواب دیا کہ ’میں تم پر قربان ہو جاؤں! تم اس بدبخت (شوہر)کو جانتے ہو، وہ ایک خونخوار آدمی ہے۔ ہیرا بائی کے لیے تمھاری درخواست سُن کر وہ پہلے اسے اور پھر مجھے قتل کرے گا۔ اسے (اپنے شوق کے بارے میں) بتانے سے اس کے سوا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کہ مجھے اپنی جان قربان کرنا پڑے گی۔ لیکن اس غریب معصوم لڑکی کی زندگی بغیر کسی جرم کے کیوں تباہ کی جائے؟‘

شہزادے نے جواب دیا ’بے شک آپ نے سچ کہا۔ میں کوئی اور حربہ آزماؤں گا۔‘

طلوع آفتاب کے بعد وہ اپنے گھر واپس آئے اور کچھ نہیں کھایا۔ اپنے معتمد مرشد قلی خان سے تفصیل سے گفتگو کی۔ خان نے کہا کہ ’میرے خون کے بدلے میرے ولی اور روحانی رہنما (یعنی شہزادے) کا کام ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔‘


GETTY IMAGES

> اورنگزیب کے بڑے بھائی دارا شکوہ نے یہ واقعہ اپنے والد شاہ جہاں کو بتایا اور کہا ’اس منافق کا تقویٰ اور پرہیزگاری دیکھیں‘

شہزادے نے جواب دیا ’میں جانتا ہوں کہ آپ میرے لیے اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن میرا دل اپنی خالہ کو بیوہ کرنے پر راضی نہیں۔ اس کے علاوہ قرآنی قانون کے مطابق کوئی شخص مذہبی قانون کے علم کے ساتھ صریح قتل نہیں کر سکتا۔ آپ کو [کامیابی کے لیے] خدا پر بھروسا کرتے ہوئے [خانِ زمان سے] بات کرنی چاہیے۔‘

مرشد قلی خان نے سارا احوال خانِ زمان سے کہہ دیا۔ انھوں نے جواب دیا ’شہزادے کو میرا سلام پہنچا دو۔ میں اس کا جواب ان کی خالہ کو دوں گا۔‘

خانِ زمان نے اپنی بیوی کو اورنگزیب سے بدلے میں اُن کے حرم سے چتر بائی ان کے حوالے کرنے کا پیغام دیا۔

انھوں نے جواب دیا ’شہزادے کو میرا سلام پہنچا دو۔ میں اس کا جواب ان کی خالہ کو دوں گا۔‘

خانِ زمان نے اپنی بیوی کو اورنگزیب سے بدلے میں اُن کے حرم سے چتر بائی ان کے حوالے کرنے کا پیغام دیا۔

مؤرخ جادو ناتھ سرکار اس بیان کو درست نہیں مانتے۔

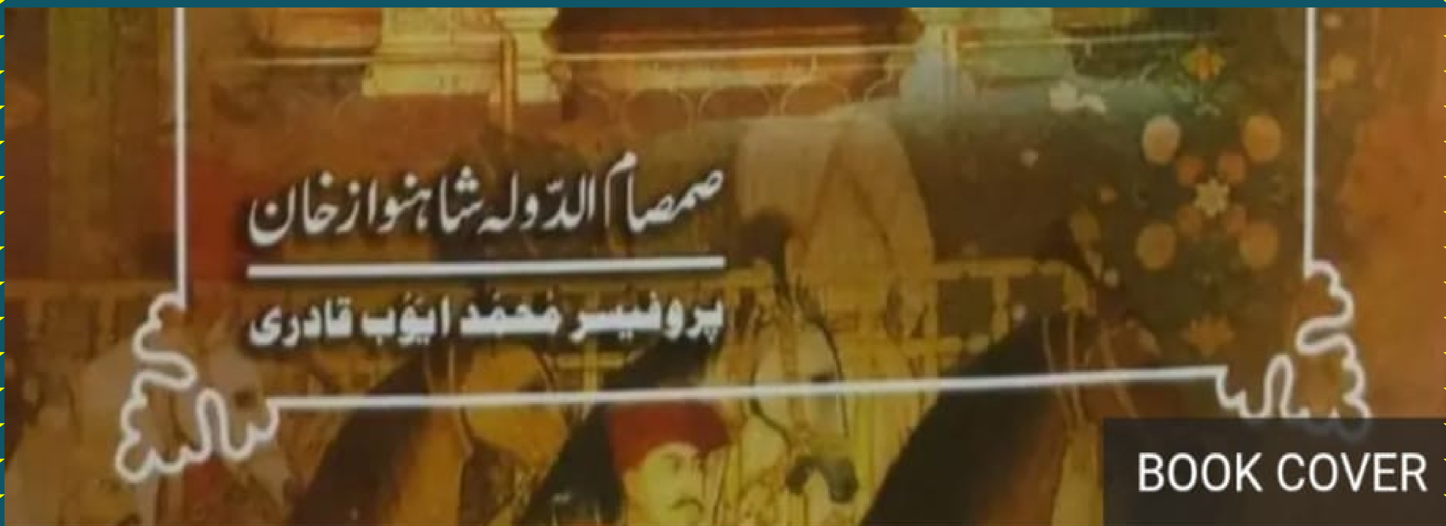
لکھاری رعنا صفوی کا کہنا ہے کہ ’واقعے کے بیانات میں تفصیل پر تو اختلاف ہے لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ مذہبی رجحان رکھنے والے سادگی پسند شہزادے کو پیار پہلی ہی نظر میں ہوا تھا۔‘

گجیندر نارائن سنگھ کے مطابق ’اورنگزیب کے جوانی کے پیار‘ اور مؤرخ جادو ناتھ سرکار کے مطابق ’اورنگزیب کے واحد رومان‘ کا نام تھا ہیرا بائی۔

وہ کشمیری ہندو تھیں جنھیں ان کے والدین نے بازار میں بیچ دیا تھا۔ وہ خانِ زماں کے ہاں گاتی اور ناچتی تھیں۔

ماثرالامرا میں لکھا ہے کہ اورنگزیب نے بڑی منت سماجت کر کے اپنی خالہ سے ہیرا بائی کو حاصل کیا۔

’احکام عالمگیری‘ کے مطابق جب اورنگزیب نے ہیرا بائی کو اپنے خالو سے لینا چاہا تو انھوں نے بدلے میں ان سے چتربائی کو مانگا۔ چنانچہ یہ تبادلہ ہو گیا۔



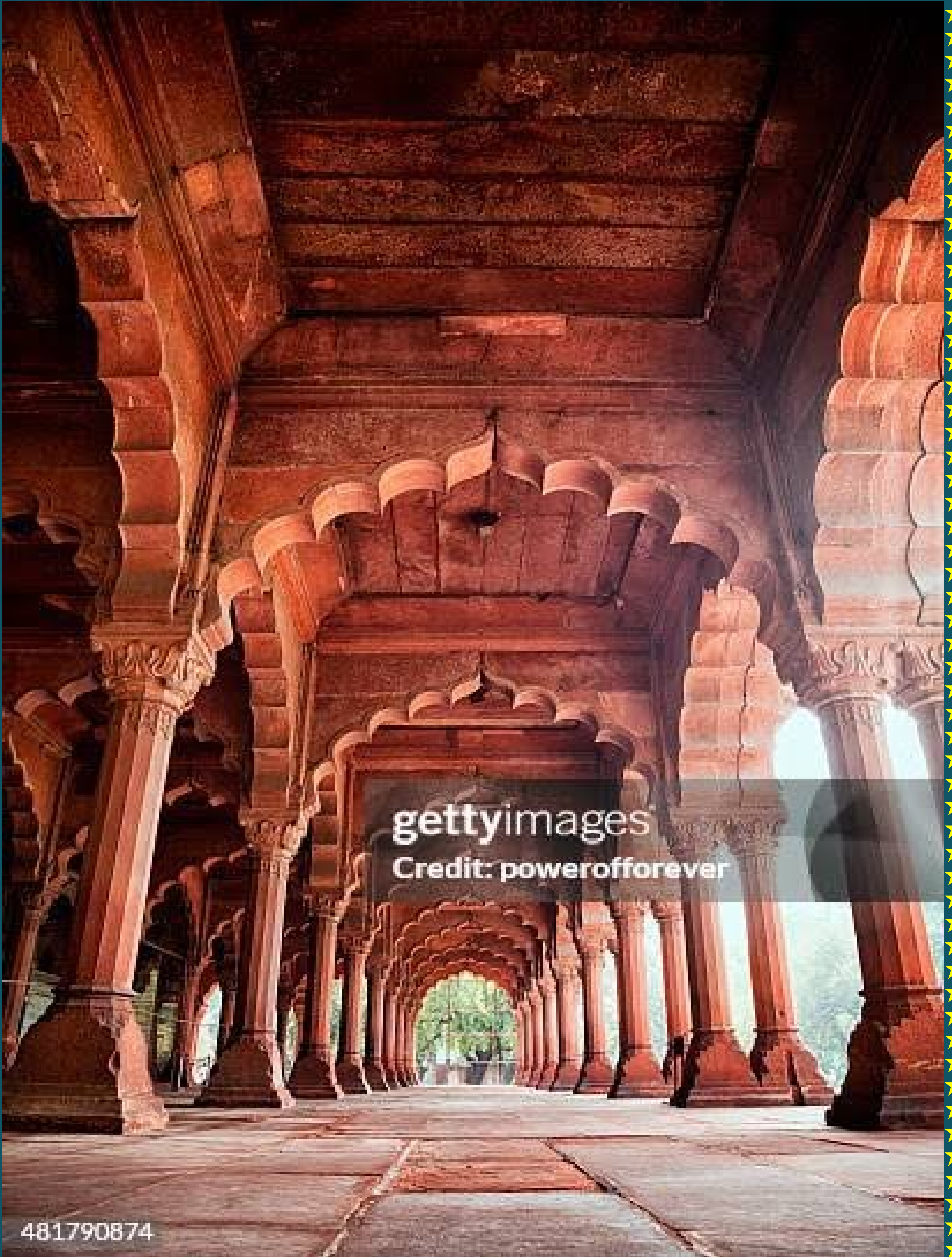
جادو ناتھ سرکار کہتے ہیں کہ ہیرا بائی کو ’زین آبادی محل‘ نام دیا گیا کیونکہ شہنشاہ اکبر کے دور ہی سے یہ حکم تھا کہ شاہی حرم کی خواتین کے ناموں کا عوام میں ذکر نہ کیا جائے اور انھیں کسی نہ کسی صفت سے منسوب کیا جائے، یا تو ان کی پیدائش کی جگہ یا اس شہر یا ملک سے جہاں سے وہ شاہی حرم میں داخل ہوں۔

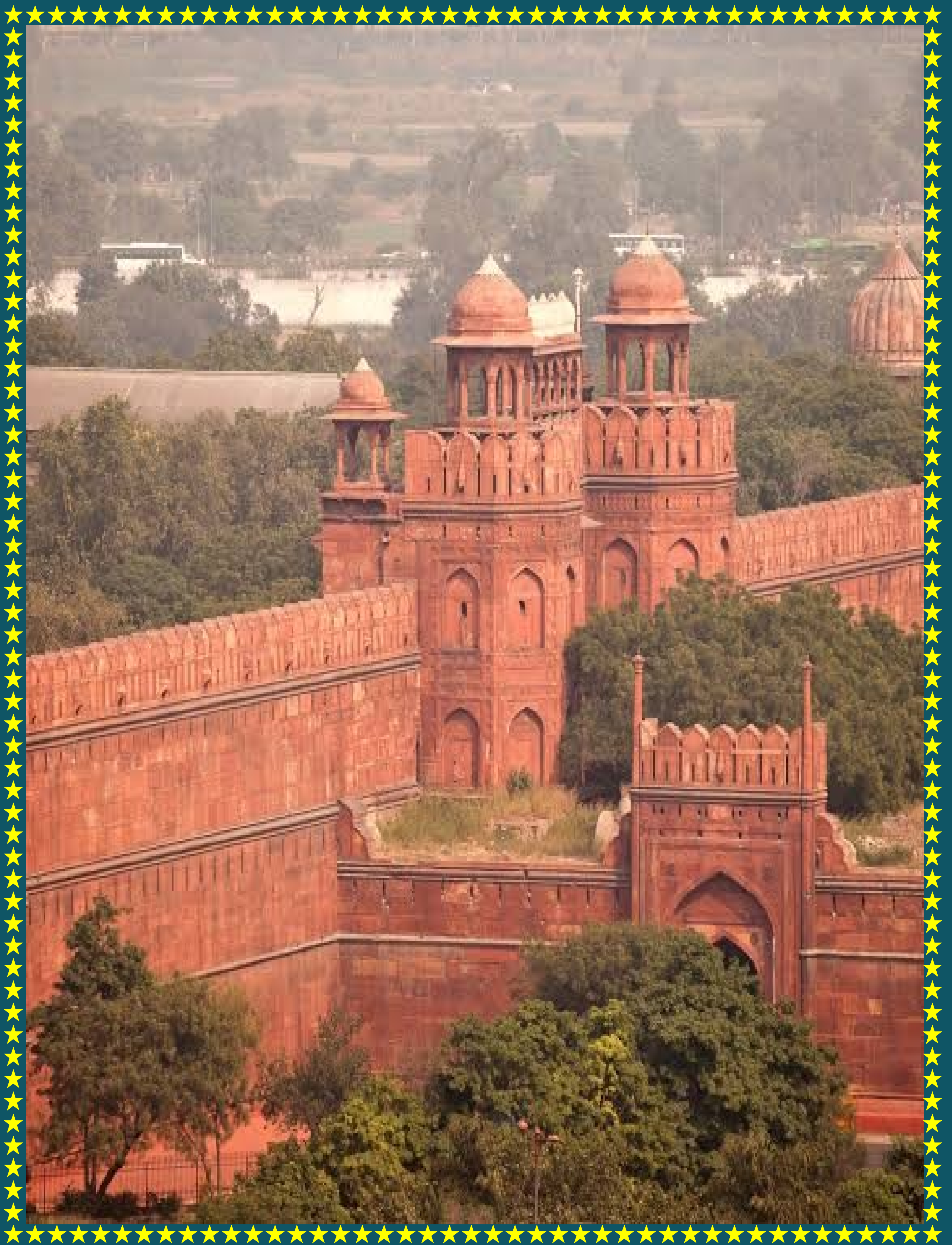
چنانچہ جب زین آباد سے تعلق رکھنے والی ہیرا بائی اورنگزیب کے حرم میں داخل ہوئیں تو انھیں زین آبادی محل کہا گیا۔

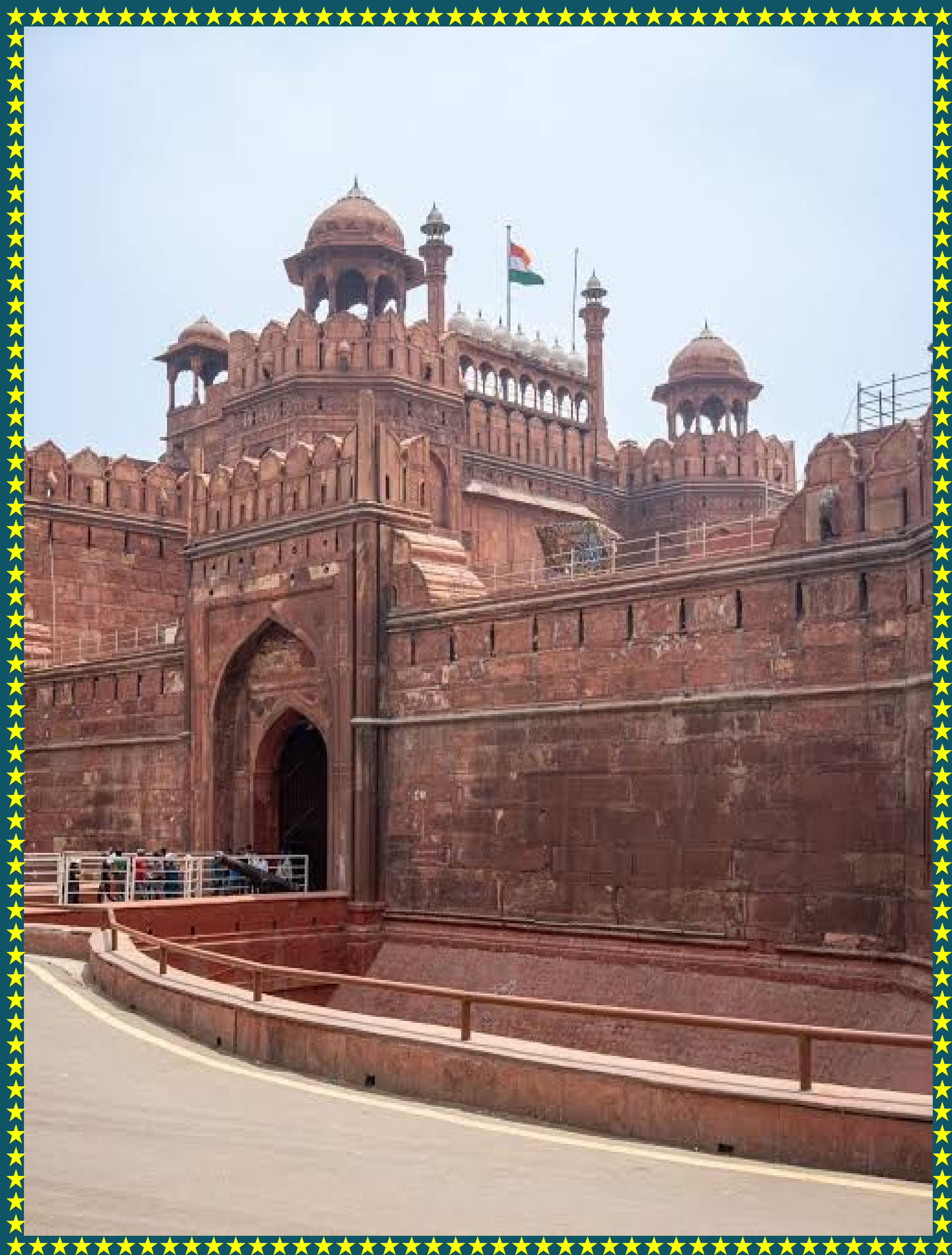
آنے والی دہائی
میں مُغل شہنشاہوں
کی یا اُن کی
اولادوں کی قبریں
ہندوستان میں نہیں
رہیں گیں

مُغل شہنشاہوں کی یا اُن کی اولادوں کی قبروں کو 2040 تک افغانستان جانا پڑے گا

دہلی کا لال قلعہ ہندُوؤں
کی عمارت ہے اِسلامی
لُٹیروں نے تھوڑا چھیڑ
چھاڑ کر اپنی مُہر لگا دی
ہے اسلامی لُٹیرے غیر
مسلموں کی عمارتوں کو
اپنا بنا لینے کی مہارت
رکھتے تھے


gettyimages
Credit: powerofforever
481790874







Google Earth

Google LLC

4.3★ 2M reviews ⓘ | 3+ Rated for 3+ ⓘ | 500M+ Downloads

Uninstall   Open



https://earth.app.goo.gl/?apn=com.google.earth&isi=29362209
7&ius=googleearth&link=https%3a%2f%2fearth.google.com%2f
web%2fsearch%2f,%2bRed%2bFort%2bDelhi%2f%4028.652080
7,77.24012189,218.34680314a,0d,60y,344.64442798h,84.2626
8684t,0r%2fdata%3dCn8aURJLCiUweDM5MGNmY2UyNmVjMD
g1ZWY6MHg0NDFlMzJmNGZhNTAwMmZiGTL4oAz6pzxAIQSLa
OBsT1NAKhAsIFJlZCBGb3J0IERlbGhpGAEgASImCiQJXLOS3POnP
EARe8fbM-
imPEAZppB7L4dPU0Ahdoq6mFxPU0BCAggBIhoKFmRtX2l0UlZO
dnF6eFJGVjItQmlJdmcQAkICCABKDQj 8BEAA

THE RED FORT

BUILT BY THE MUGHAL EMPEROR SHAH-JAHAN (A.D.1628-58) AS ROYAL RESIDENCE WITHIN HIS NEW CAPITAL OF SHAHJAHANABAD, THE LAL-QILA (RED-FORT) HAS A PERIMETER OF 2.41 KM. AN OBLONG OCTAGON ON PLAN, THE FORT HAS TWO PRINCIPAL GATES, LAHORE DARWAZA AND DEHLI DARWAZA ALONG ITS WESTERN AND SOUTHERN SIDES RESPECTIVELY. OUTSIDE THE RAMPARTS RUNS A MOAT, ORIGINALLY CONNECTED WITH THE RIVER YAMUNA. THE PALACES LIE ALONG THE EASTERN (RIVER) SIDE OF THE FORT. THE IMPORTANT BUILDINGS INSIDE THE FORT ARE: THE NAQQAR-KHANA, DIWAN-I-AM, RANG-MAHAL, KHAS-MAHAL, MUMTAJ-MAHAL, DIWAN-I-KHAS, MOTI-MASJID, AND HAMMAMS. THE TWO FAMOUS ARCHITECTS USTAD HAMID AND USTAD AHMAD WERE ASSOCIATED WITH ITS CONSTRUCTION WHICH TOOK NINE YEARS (A.D. 1639-48) FOR COMPLETION.

1- جدید آثار قدیمہ کے ماہرین کی طرف سے دہلی کے لال قلعے

کے اندر اٹھائی گئی یہ تختی یہ اعلان کرتی ہے کہ شاہجہاں (جس نے 1628 سے 1658 تک حکومت کی) نے یہ قلعہ 1639 سے 1648 عیسوی تک تعمیر کیا تھا، اس کے برعکس بودلیان لائبریری میں محفوظ شاہجہاں کے زمانے کی پینٹنگ کی تصویر دیکھیں۔ ، آکسفورڈ۔ اس میں شاہجہان کے الحاق کے عین سال 1628 میں قلعہ کے اندر شاہجہان کو فارسی سفیر کا استقبال کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ قلعہ شاہجہان سے بہت پہلے موجود تھا۔


SHAHJAHAN receives the Persian Ambassador in the Diwan-i-Aam, Red Fort, Delhi. (Mughal, c. 1628. MS Onsley, Curators of the Bodleian Library, Oxford). Delhi once again became the imperial seat when the capital was transferred from Calcutta.

2- پانچویں نسل کے مغل بادشاہ شاہجہان کو دہلی میں لال قلعہ تعمیر کرنے کا سہرا جاتا ہے۔ شاہجہاں 1628ء میں تخت پر بیٹھا، یہ عصری پینٹنگ اسے 1628ء میں ہی لال قلعہ کے دیوانِ عام

(کامن روم) میں فارسی سفیر حاصل کرتے ہوئے دکھاتی ہے۔ Bodleian لائبریری، آکسفورڈ میں محفوظ یہ پینٹنگ 14 مارچ 1971 Illustrated Weekly of کے India (صفحہ 32) میں دوبارہ شائع کی گئی تھی۔ چونکہ شاہجہان اپنے الحاق کے سال قلعہ میں تھا، اس لیے یہ دستاویزی ثبوت اس تصور کی تردید کرتا ہے کہ اس نے تعمیر کیا تھا۔ قلعہ اس کے ساتھ حکومت کی طرف سے قلعے کے اندر اٹھائی گئی انگریزی میں گولی کی تصویر کا موازنہ کریں۔ ہندوستان کے محکمہ آثار قدیمہ کا دعویٰ ہے کہ شاہجہاں نے 1639-48 کے دوران قلعہ تعمیر کیا تھا۔ یہ ہندوستانی تاریخ کا واضح ثبوت ہے کہ ہندوستان میں مسلم حکمرانی کے دوران پوری طرح سے جھوٹ بولا گیا ہے



3- دہلی کے لال قلعے کے خاص محل میں ہے، عرف کنگ کا اپارٹمنٹ، اس کے بلڈر کنگ اننگ پال کا شاہی نشان ہے۔ یہ تلواروں کے ایک جوڑے پر مشتمل ہے جو اوپر کی طرف مڑے ہوئے ہیں، ہندوؤں کا مقدس برتن (کلاش) ہلوں کے اوپر، ایک کمل کی کلی اور اس پر متوازن انصاف کے ترازو کا ایک جوڑا۔ چاروں طرف نقطہ دار سورج کی نمائندگی کرتے ہیں جس سے ہندوستانی حکمران خاندانوں نے نزول کا دعویٰ

کیا تھا۔ تلوار کی نوک پر دو چھوٹے شنخ ہیں جنہیں ہندو روایت میں مقدس سمجھا جاتا ہے۔ بنیاد پر بائیں اور دائیں کونوں پر بڑے شنک دیکھے جا سکتے ہیں۔

دہلی کا لال قلعہ بنانے والے ہندو بادشاہ کا یہ شاہی ہندو نشان آج بھی خاص محل کے پویلین میں موجود ہے۔ لیکن یہاں تک کہ اس بصری علامت کی بھی صریح غلط تشریح کی گئی ہے۔ دونوں تلواروں کو ایک دوسرے سے ٹکرایا ہوا، اوپر کی طرف مڑے ہوئے، جاہل رہنما، ماہرین آثار قدیمہ اور مورخین نادانستہ طور پر اسلامی ہلال کے طور پر ترتیب دے رہے ہیں۔ پہاڑوں پر موجود مقدس ہندو کالاش (پانی کا برتن) کبھی نظر نہیں آتا۔ کالاش پر کمل کی کلی شاہی دولت کی نمائندگی کرتی ہے۔ ترازو کا جوڑا غیر جانبدارانہ انصاف کی علامت ہے۔

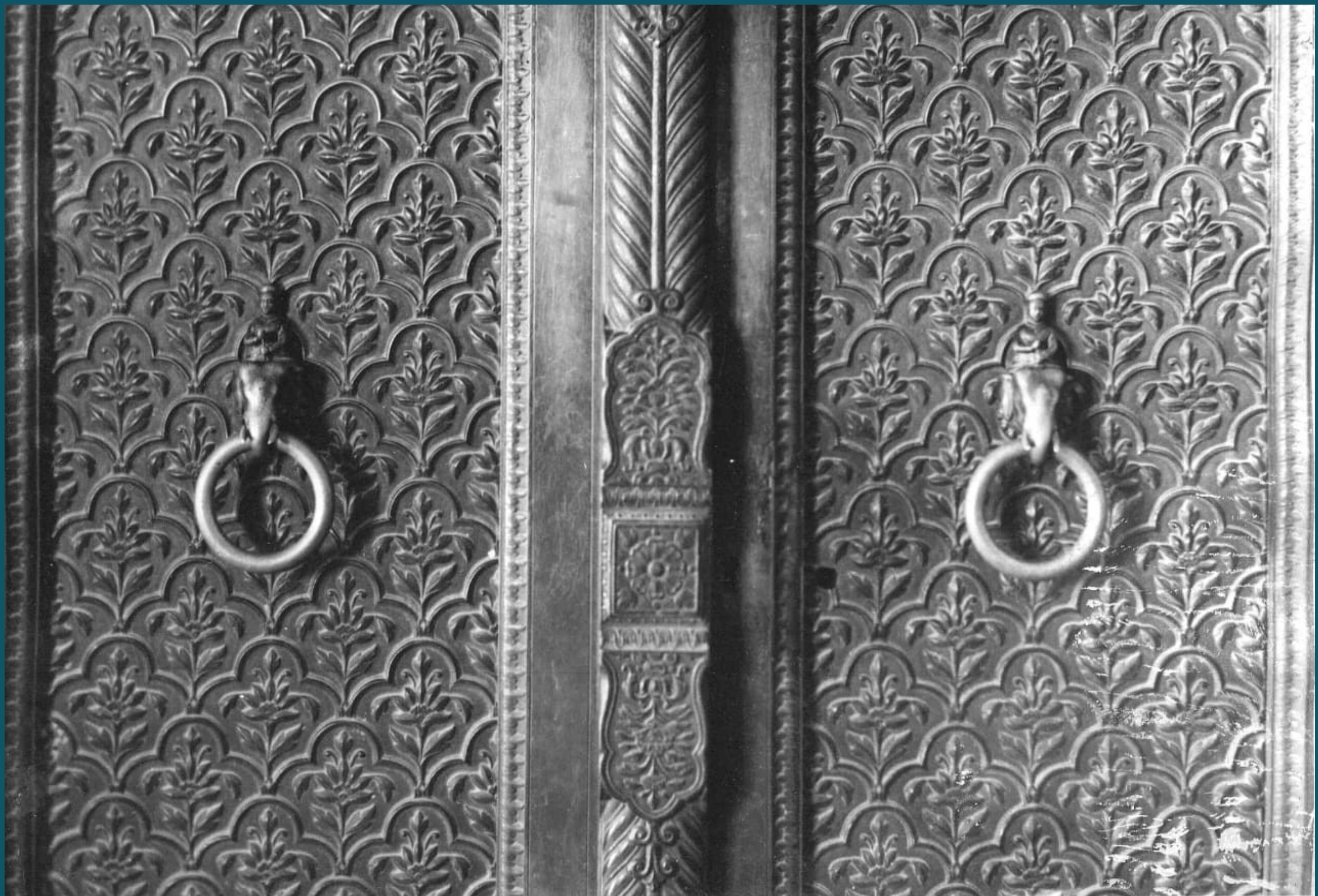


4- دہلی کے لال قلعہ میں خاص محل (یعنی بادشاہ کے اپنے حجرے) کے اندر یہ سوراخ شدہ ماربل سکرین، ایک ہندو خاص ہے۔ محلات کی رامائنی تصریحات میں بھی ایسے جلیوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس لیے احمد آباد میں کچھ عمارتوں کا دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ مساجد ہیں جو اس طرح کی شاندار جالیوں (جالیوں) پر فخر کرتی ہیں کہ وہ ہندو عمارتیں ہیں۔ جلی کے اوپری حصے پر نصب ہندو شاہی نشان اس بات کو غلط ثابت کرتا ہے کہ مغل شاہجہاں نے قلعہ تعمیر کیا تھا۔

5/6- اوپر والے محراب میں ہندو دوپہر کا چمکتا ہوا سورج (جس سے ہندو حکمران نزول کا دعویٰ کرتے ہیں) ہندوؤں کے سے جڑا ہوا OM مقدس خط ہے۔ اس کے نیچے شاہی ہندو نشان ہے۔ اس سے اس دعوے کے کھوکھلے پن کو ثابت ہوتا ہے کہ شاہجہاں نے لال قلعہ پر قبضہ کیا تھا۔



7- دہلی کے لال قلعے کے دہلی دروازے کے ساتھ لگے ہوئے یہ زندگی کے سائز کے ہاتھی قلعے کی ہندو اصل کی ایک واضح علامت ہیں۔ یہ اس بات کا ایک ثبوت ہے کہ لال قلعہ راجہ اننگ پال (1060 عیسوی) نے بنایا تھا نہ کہ مغل بادشاہ شاہجہاں (1639-48) جیسا کہ غلط خیال کیا جاتا ہے۔ [تاج محل کی طرح یہ قلعہ شاہجہان سے 600 سال پہلے کا ہے۔]



8- یہ بات سراسر غلط ہے کہ دہلی کا لال قلعہ شاہجہاں نے 1639-48 عیسوی میں تعمیر کروایا تھا اور مسلمانوں نے مورتیوں کو تباہ کیا تھا۔ پھر وہ مجسمے کیوں بنواتے؟ لیکن لال قلعہ کے ''خاص محل'' کے ہر اندرونی کمرے کے دروازوں پر ہاتھیوں پر سوار ہندو مہاونت کے مجسمے موجود ہیں۔ قلعہ کے

مرکزی دروازے پر جس کا نام "دہلی دروازہ" ہے، ہاتھیوں کے بڑے بڑے مجسمے ہیں۔ قلعوں اور محلوں کے دروازوں پر ہاتھیوں کے مجسمے بنانے کا پردہ گوالیار، ادے پور اور کوٹا کے محلات کا جائزہ لے کر بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ گھروں، قلعوں، محلوں اور مندروں کو ہاتھیوں سے سجانا ہندو روایت ہے۔ ہندو کے نزدیک ہاتھی طاقت، طاقت، شان اور دولت کی علامت ہے۔ دہلی کے لال قلعے کے دروازے پر زندگی کے سائز کے ہاتھی ہیں اور خاص محل پویلین میں اس کے دروازے کی دستک کے اوپر سواروں کے ساتھ ہاتھی ہیں۔ اگر شاہجہان نے قلعہ بنوایا ہوتا تو اس طرح کے ہندوانہ انداز نہیں ہونے چاہیے تھے۔



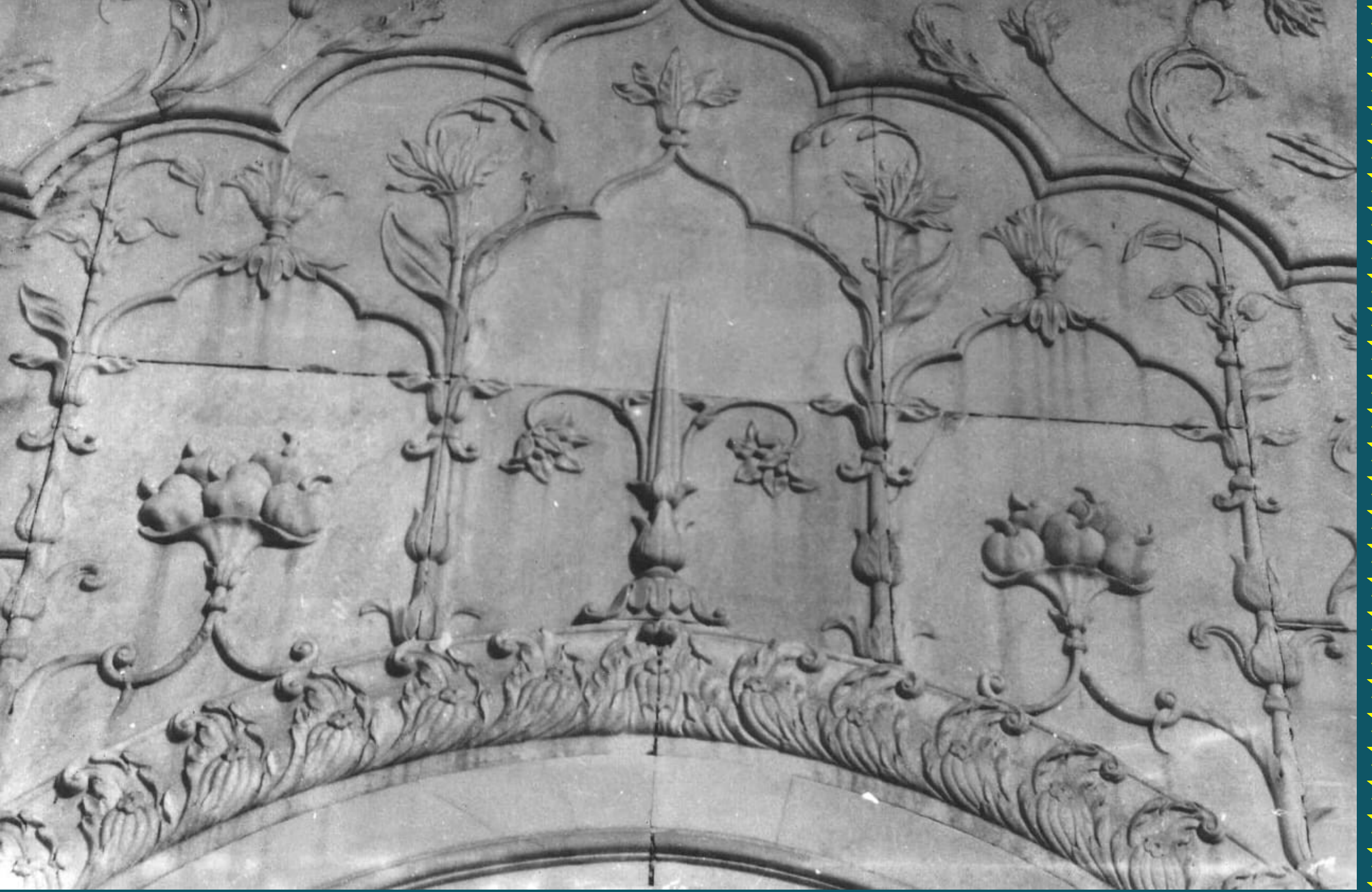
9- دہلی
کے لال
قلعے کے
خاص محل
میں ہاتھی
اور سوار
کے
دروازے
کی دستک کا قریبی منظر۔ یہ
ایک عام طور پر ہندو شکل ہے۔

نقش خانہ (میوزک ہاؤس) کے گیٹ کو سجانے والے پتھر کے دوسرے بڑے ہاتھی کو اسلامی حملہ آوروں نے ذبح کر دیا تھا۔ کٹے ہوئے ٹکڑے اب بھی خاص محل کے تہہ خانوں میں رکھے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔ عوام کو ان میں شامل ہونے اور ظاہر کرنے پر اصرار کرنا چاہیے۔



10- دہلی کے لال قلعہ کے اندر نام نہاد موتی مسجد کے داخلی دروازے کا اندرونی منظر۔ باہر موجود آثار قدیمہ کی تختی کا دعویٰ ہے کہ یہ مسجد شاہجہان

کے بیٹے اور جانشین اورنگ زیب نے بنوائی تھی۔ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے کیونکہ (1) داخلی دروازہ مندر کے ڈیزائن کا ہے۔ (2) گنبدوں کے درمیان محراب کیلے کے گچھوں سے بنا ہوا ہے جو ہندو عبادت میں استعمال ہوتا ہے۔ (3) محراب کے اوپر دونوں طرف پھلوں کی ٹرے ہیں۔ (4) جواہرات کے نام پر عمارتوں کا نام رکھنا (موتی کا مطلب ہے موتی) ایک ہندو رواج ہے۔ (5) اگر شاہجہاں نے قلعہ بنوایا تھا تو اس نے مسجد کیوں نہیں دی؟ (6) کٹا ہوا ہندو پارامبولیٹری راستہ اب بھی عمارت کے بائیں جانب موجود دیکھا جا سکتا ہے۔ (7) دیوار کے پچھلے حصے میں چھیڑ چھاڑ کے آثار نظر آتے ہیں۔



11- دہلی کے لال قلعہ کے اندر نام نہاد موتی مسجد (جو کہ ہندو موتی مندر تھا) کے داخلی محراب کے اندرونی چوٹی کا قریبی حصہ۔
نیچے کی محراب کو کیلے کے گچھوں سے بنا ہوا دیکھا جا سکتا ہے۔ محراب کے اوپر دونوں طرف ٹرے ہیں جن میں سے ہر ایک میں پانچ پھل ہیں جن میں ہندوؤں کے مقدس نذرانے ہیں۔ مسلمانوں کی مساجد میں پھل حرام ہے



12- دہلی کے لال قلعہ کے اندر رنگ محل اپارٹمنٹ کی دریا کے کنارے دیوار پر ابھری ہوئی چوٹی کے ساتھ دونوں طرف پسلیوں والے لوکی نما گنبدوں کا یہ مندر کے سامنے کا

ڈیزائن اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ قلعہ شاہجہاں سے پہلے کا ہے۔ ہندو قلعہ۔ یہاں تک کہ رنگ محل کا نام بھی ہندو ہے۔ اسی پویلین میں فرش پر ایک شاندار کنول ایک چشمے کی گرت کے طور پر پوری طرح کھلا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی دیواریں اور فرش سادہ ہیں۔ تصویر میں چھتری کئی ہندو قربان گاہوں پر دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے نیچے کالاش (برتن) ہندو روایت میں الوہیت کی نمائندگی کرتا ہے



13- نئی دہلی کے نام نہاد ہمایوں کے مقبرے میں 'وشنو کے قدموں کا نشان'. یہ تصویر "قدیم ہندوستان کی دنیا" کے صفحہ 78 سے دوبارہ تیار کی گئی ہے، جس کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے (جی لی بون کی اصل فرانسیسی کتاب سے جو 19 ویں صدی میں شائع ہوئی) ڈیوڈ میکری، ٹیوڈر پبلشنگ کمپنی، نیویارک، 1974 میں۔

یہ تصویر ثابت کرتی ہے کہ نام نہاد ہمایوں کا مقبرہ ایک قدیم ہندو مندر کا محل ہے۔ دہلی میں آثار قدیمہ کے ماہرین کے ساتھ پوچھ گچھ کی وجہ سے ان کے قدموں کے نشانات کبھی نہیں دیکھے گئے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بہت ساری غیر معلوماتی اور غلط معلومات کے وارث ہیں۔ ہمایوں دہلی میں دفن نہیں ہیں۔ فرشتہ کی تاریخ کے مطابق (انگریزی ترجمہ جان بریگز، جلد دوم، صفحہ 174) ہمایوں کو آگرہ میں دفن کیا گیا ہے، جبکہ ابوالفضل کے مطابق (ایلیٹ اینڈ ڈاؤسن، جلد VI ، صفحہ 22) ہمایوں کو سرہند میں دفن کیا گیا ہے۔



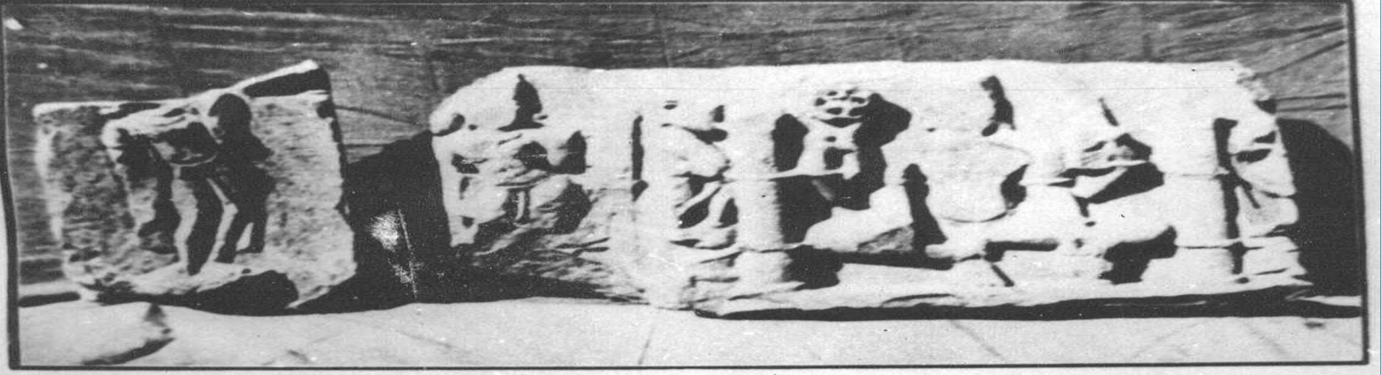
43. A panel of the so-called Kutub tower in Delhi. The exquisite serpentine Hindu pattern in the upper part is the wreath called 'Makar Torana' because it emanates from the mouth of a crocodile This is a very common sacred Hindu motif in historic buildings. The Islamic tampering and forgery in stone may be seen in the lower portion. An attempt has been made to plant Koranic lettering. Such forgery in stone fooled even historians who thereby inadvertently ascribed those buildings to Muslim authorship.



اوپر-14/15 نیچے کیپشن کے ساتھ سب سے اوپر کی تصویر، جس میں درج ذیل ہے:] دہلی میں نام نہاد کُتب ٹاور کا ایک پینل۔ اوپری حصے میں شاندار سانپ کا ہندو نمونہ 'مکر تورانہ' کہلاتا ہے کیونکہ یہ مگرمچھ کے منہ سے نکلتا ہے۔ تاریخی عمارتوں میں یہ ایک بہت ہی عام مقدس ہندو شکل ہے۔ پتھر میں اسلامی چھیڑ چھاڑ اور جعلسازی کو نچلے حصے میں دیکھا جاسکتا ہے۔ قرآنی حروف تہجی لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ پتھر میں اس طرح کی جعلسازی نے مورخین کو بھی بے وقوف بنایا جنہوں نے نادانستہ طور پر ان عمارتوں کو مسلم تصنیف سے منسوب کر دیا۔

نیچے کی تصویر] دہلی کے نام نہاد کتب] مینار کے ارد گرد ایک مندر کی باقیات کو 12

ویں صدی عیسوی کے اختتامی سالوں میں فاتح قطب الدین نے 'کوت الاسلام' مسجد کا نام دیا تھا۔ اسلام" ایک ہندو مندر پر قبضہ کرنے اور اسے مارنے اور اسے مسجد کے طور پر استعمال کرنے میں۔ جاہل مورخین جو ہندوؤں کی کاریگری کو دور کرنے کی وضاحت نہیں کر سکے، بے وقوفی سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسلمانوں نے کوئی اور مندر گرا دیا اور اس 'مسجد (؟) کو بلند کرنے کے لیے ہندو ستونوں کو یہاں لے گئے۔ یہ ہر نقطہ نظر سے ایک لغویت ہے۔ مسلمانوں نے صرف ہندو مندروں پر قبضہ کیا اور انہیں مساجد کے طور پر استعمال کرنے پر مجبور کیا۔



(*a*) OBVERSE OF HINDU SCULPTURED STONES, THE REVERSE OF WHICH IS INSCRIBED WITH NASKH LETTERING (ISLAMIC).



(*b*) REVERSE OF (*a*), SHOWING THE NASKH LETTERING.

16- مسلمان اغوا کاروں نے دہلی کے نام نہاد کُتب ٹاور کے سطحی پتھروں کو اکھاڑ پھینکا، اُنہیں الٹا اور باہر کی طرف قرآن پاک لکھ دیا۔ پتھر میں مسلمانوں کی یہ جعلسازی اس وقت سامنے آئی جب وہ پتھر ٹاور سے گرنے لگے۔ اس طرح کے دو ٹکڑے یہاں دیکھے گئے ہیں جن کے ایک طرف ہندو تصویریں اور دوسری طرف اسلامی خطوط ہیں



17- دہلی کے نام نہاد کتب مینار سے چار میل کے فاصلے پر ایک قدیم ہندو مندر کا محل ہے جسے اس وقت سلطان گھڑی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سلطان التمش کا ایک بے تاج بیٹا (تقریباً 1230 عیسوی) اس میں دفن ہے۔ یہ ایک افسانہ ہے کیونکہ وہاں کوئی قبر نہیں ہے۔ اس کی چھت میں سنسکرت کا ایک نوشتہ بھی ملا۔ آکٹونل کریپٹ کے

شہتیروں میں کامدھینو (آسمانی گائے) اور وراہا ([لارڈ وشنو کا اوتار بطور] جنگلی سؤر) کی شکلیں ہیں۔ ایک مسلمان مقبرہ کبھی بھی دو انتہائی قابل نفرت جانور نہیں کھیلے گا۔ یہ دونوں جانور ایک شاہی ہندو نشان تھے۔

آج بھی دہلی کے لال قلعے کے اندر شاہی پویلین کی دیواروں کے باہر ایسے پانچ سور کے چہرے والے ڈرین پائپوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر شاہجہان نے قلعہ بنوایا ہوتا، جیسا کہ اس وقت خیال کیا جاتا ہے، تو اس کے پاس اپنے شاہی اسلامی سر پر سے خنزیر جھانکنے کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ خنزیر اسلام سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، جنگلی سؤر ایک ہندو اوتار اور مقدس شاہی ہندو نشان ہے۔ یہ دہلی کے لال

قلعے کی ہندو نسل کے بصری ثبوتوں میں سے ایک ہے۔ ہندوستانی تاریخ کا مطالعہ اس قدر لاپرواہ رہا ہے کہ ایسے تصویری ثبوت کسی کا دھیان ہی نہیں رہے۔ اسی طرح کے مزید شواہد کے لیے مسٹر پی این اوک کی تحقیقی کتاب ''دہلی کا لال قلعہ ہندو لال کوٹ ہے'' کا مطالعہ کریں۔

یہ تصویر البم میں کہیں اور دہرائی گئی تھی، جس کے نیچے ایک کیپشن تھا جو بالکل مختلف تھا۔ آپ اسے بھی پڑھنا چاہیں گے، جو درج ذیل ہے:]

ایک جنگلی سؤر (بائیں) اور گائے کا یہ قدیم ہندو شاہی نشان دہلی کے کتب مینار سے چار میل کے فاصلے پر ایک لنٹل پر کندہ پایا گیا تھا جسے سلطان گھری کہا جاتا ہے۔ اس سے

ثابت ہوتا ہے کہ نام نہاد مقبرہ اصل میں ہندوؤں کا محل تھا۔ ہندوستان بھر میں ہزاروں دیگر عمارتوں کی طرح اس محل کو بھی مسلمانوں کے استعمال میں دبا دیا گیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سلطان التمش کا بیٹا وہاں دفن ہے۔ پھر بھی اس کے بعد مقبرہ نہیں جانا جاتا بلکہ محض "سلطان کے غار" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ علماء کا یہ خیال غلط ہے کہ یہ عمارت شہزادے کی موت کے بعد بنائی گئی تھی۔ قرون وسطی کے ایسے تمام مقبرے اور مساجد سابقہ ہندو محلات اور مندر ہیں۔ اس لیے ان کی سجاوٹ مکمل طور پر ہندو ہے۔ مورخین اور آثار قدیمہ کے ماہرین نے، ہندوؤں کی آرائش کی وضاحت کرنے میں سخت محنت کی جس کے بارے میں ان کا خیال

تھا کہ وہ مسلمان عمارتیں ہیں، یہ مضحکہ خیز جواز پیش کرتے ہیں کہ یہ عمارت کچھ ہندو عمارتوں کے ملبے سے بنائی گئی ہوگی، یا یہ کہ ہندو ہونے کے ناطے مزدوروں نے تعمیر کی تھی۔ ہندو سٹائل یہ دونوں دلیلیں غلط ہیں۔ اس کے نام کی کوئی عمارت ملبے سے نہیں

بن سکتی۔ اسی طرح کوئی بھی مزدور ایسی عمارت بنانے کی ہمت یا پرواہ نہیں کرے گا جس کے لیے اسے مالک کی مرضی کے برخلاف اس کے اپنے ذوق کے مطابق رکھا گیا ہو۔ اس معاملے میں، جب عمارت کو مسلمانوں کے مقبرے کے طور پر استعمال کیا گیا تھا تو اس پر پلستر کیا گیا تھا کیونکہ اسلامی ضمیر بت پرست تصویروں کو برداشت

نہیں کر سکتا۔ اس طرح کے ہتھکنڈے مسلمان حملہ آوروں نے ان تمام سرزمینوں میں استعمال کیے جن پر وہ قبضہ کر چکے تھے، جب کہ قبضہ شدہ عمارتوں کا استعمال کرتے تھے۔ عمارت کی چھت پر سنسکرت کا ایک نوشتہ بھی ملا ہے۔ عمارت آکٹونل شکل میں ہے جو کہ ہندوؤں کی خصوصیت بھی ہے۔ یہ شاہی ہندو نشان اور ایک دوسرا دہلی کے لال قلعے میں پایا جاتا ہے، مورخین کو ایسے تمام قدیم ہندو شاہی نشانات کو تلاش کرنے اور جمع کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ یہ ایک بہت ہی دلکش اور دلفریب کام ہے جو ان تمام لوگوں کو درپیش ہے جو ہزار سالہ اسلام کی تحریف اور تباہی کے بعد ہندوستانی تاریخ کو دوبارہ لکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

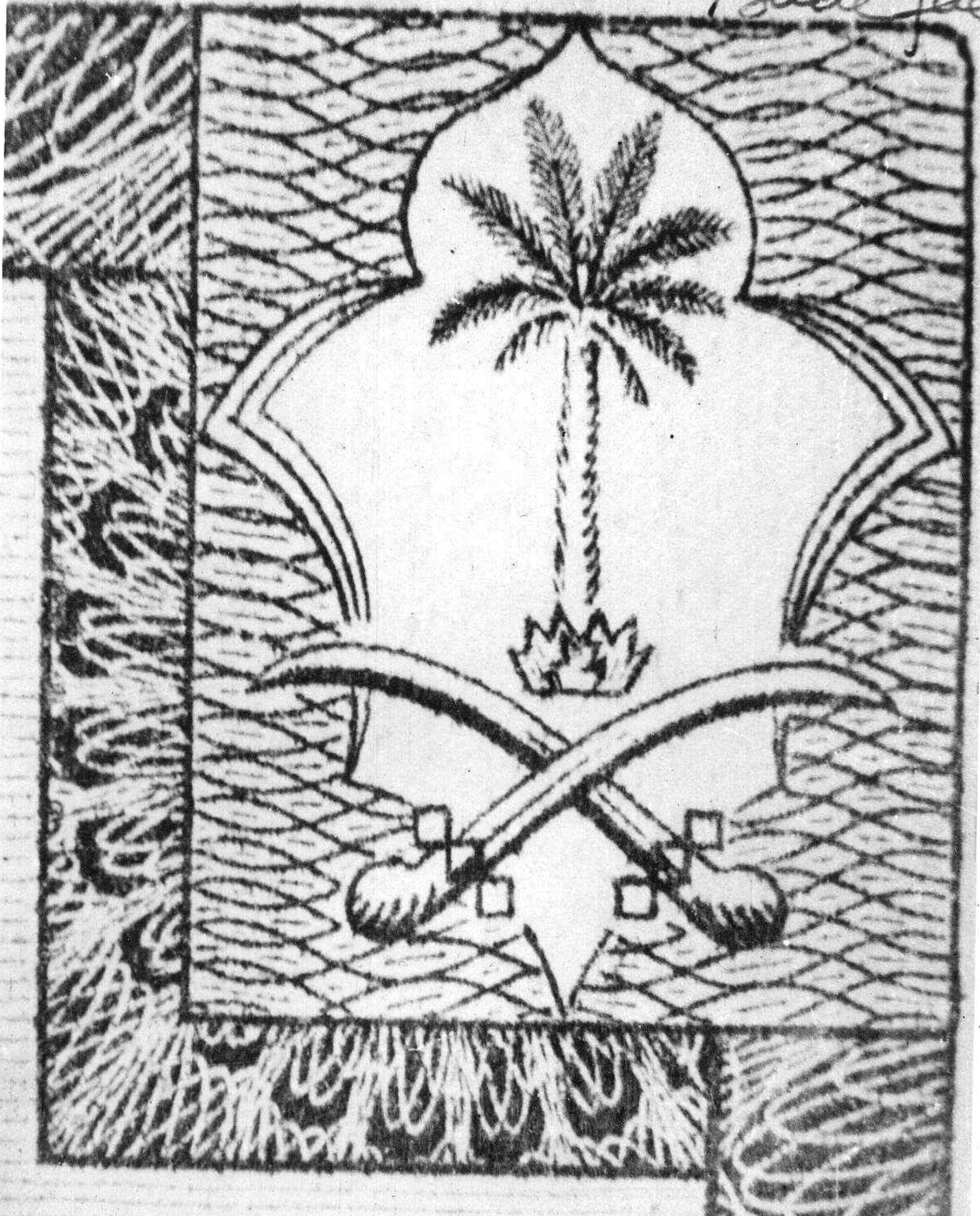


18- ہندوستانی قلعوں، محلوں اور مندروں میں نظر آنے والی مخروطی محراب اگرچہ مقامی ہندو ہے، کو مغربی اسکالرز نے سارسینک یعنی مسلمان کہہ کر غلط اور غلط طریقے سے پیش کیا ہے۔ سعودی عرب کے

کرنسی نوٹ کی یہ تصویر عام مسلم محراب کو دکھاتی ہے جو مخروطی ہندو محراب سے بالکل مختلف ہے۔ اگر ہندوستان میں تاریخی عمارتیں اسلامی ہیں تو ان میں ایسی محرابیں ہونی چاہئیں۔ اوپری دائیں کونے میں ایک کھجور کا درخت ہے اور کراس شدہ، نیچے کی طرف تلواریں ہیں۔ یہاں تک کہ یہ عام طور پر اسلامی شکل ہندوستان کی تاریخی عمارتوں پر کہیں بھی

موجود نہیں ہے

Enlargement of Rt. Corner of Back Face



19- سعودی عرب کے
کرنسی نوٹ پر اوپری
دائیں کونے کے ڈیزائن کا
ایک بڑا منظر. اگر
ہندوستان میں تاریخی
عمارتیں اسلامی اصل کی
ہوتیں تو ان میں دیگر
نقش و نگار کے درمیان یہ
نقش ہونا چاہیے تھا.

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کے سابق علاقائی ڈائریکٹر کا کہنا ہے کہ قطب مینار کو 'سوریہ ستمب' کے طور پر بنایا گیا تھا، جو فلکیات کا مطالعہ کرنے کے لئے ایک قدیم ہندُو رصد گاہ ہے

Qutb Minar

Article Talk






The **Qutb Minar**, also spelled **Qutub Minar** and **Qutab Minar**, is a minaret and victory tower comprising the Qutb complex, which lies at the site of Delhi's oldest fortified city, Lal Kot, founded by the Tomar Rajputs.[3] It is a UNESCO World Heritage Site in the Mehrauli area of South Delhi, India.[4][5] It was mostly built between 1199 and 1220, contains 399 steps, and is one of the most-frequented heritage spots in the city.[6][7][4] Qutab-ud-din Aibak initiated construction of the Qutub Minar, but only managed to finish the first level. Successors continued the construction, and, in 1368, Firuz Shah Tughlaq rebuilt the top parts and added a cupola.[8]



شہر مہراولی کے جنوب دہلی کے جنوب میں "قوتو منار" بھارت میں واقع ہے، دنیا کا سب سے قد ٹاور اینٹوں سے بنا ہوا ہے. سانچہ:میٹر میٹر اور قطر 14.3 میٹر ہے، جس میں سربراہی اجلاس سانچہ:یونٹ میٹر تک جاتا ہے۔ اس میں 379 سیڑھیاں ہیں.

سانچہ:سائٹ ویب تقریبا ٹاور کے ارد گرد ہندوستانی آرٹ کے بہت عمدہ نمونہ ہیں، جن میں سے اکثر 1193 یا اس سے پہلے کے دوران تعمیر کیے گئے تھے۔ اس پیچیدگی سے متعلق یونیسکو کی حیثیت سے ورلڈ ورثہ کی طرف سے منظوری دی گئی ہے.





Google Earth

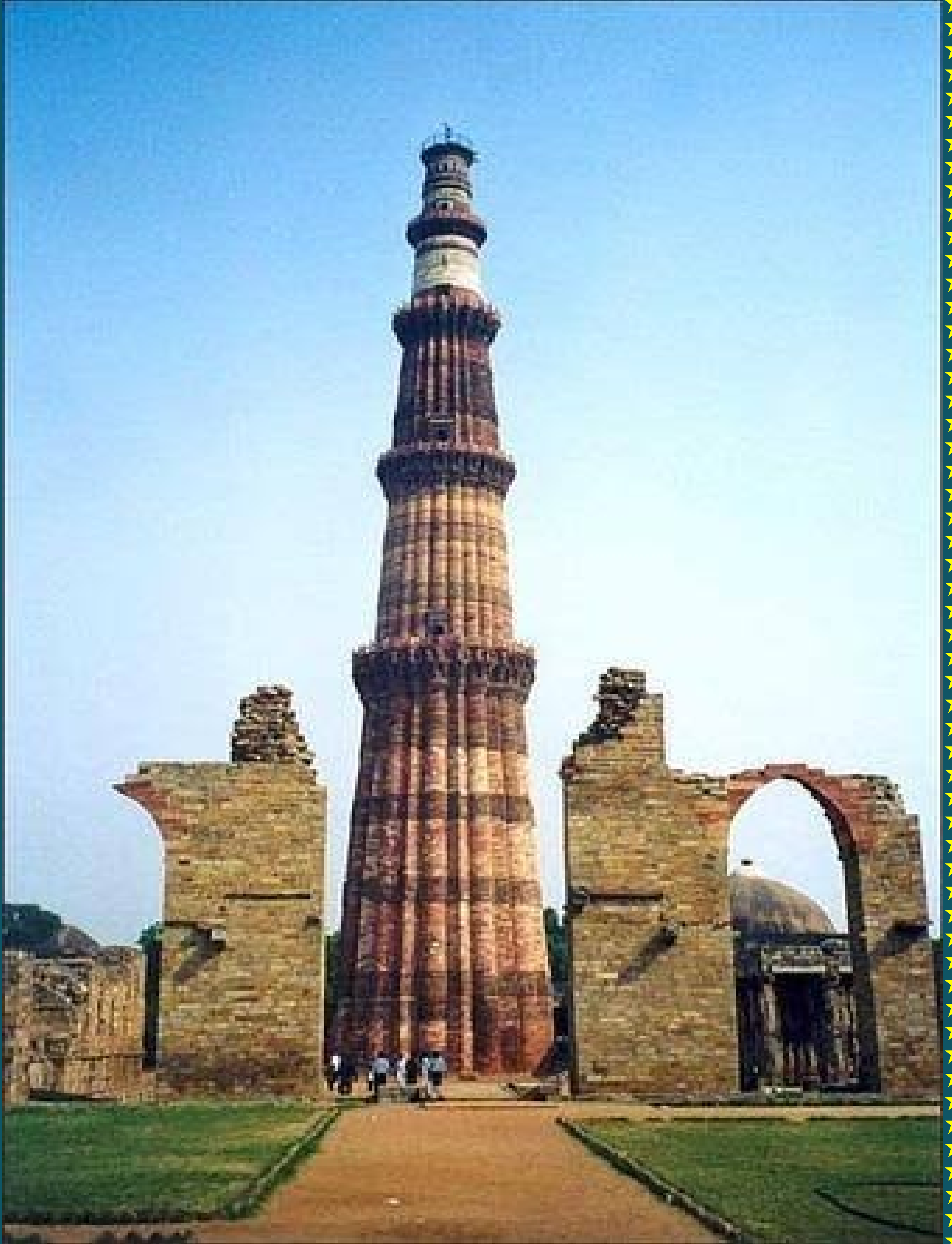
Google LLC

4.3 ★ 2M reviews ⓘ | 3+ Rated for 3+ ⓘ | 500M+ Downloads

Uninstall | Open

لنک

https://earth.app.goo.gl/?apn=com.google.earth&isi=293622097&ius=googleearth&link=https%3a%2f%2fearth.google.com%2fweb%2fsearch%2fQutab%2bMinar%2f%4028.52443775,77.18534968,257.71040981a,0d,60y,93.37916736h,146.77296468t,0r%2fdata%3dCnoaTBJGCiUweDM5MGQxZTA2NWRjNzIzNzk6MHhmNmU3MjU5ZjYxMGRlMWQ3GbjtMUdFhjxAIRCVoYXfS1NAKgtRdXRhYiBNaW5hchgBIAEiJgokCTW_j1GEpzxAERAu6zNZpjxAGeI3SnJ6T1NAIRQN4N1BT1NAQgIIASIaChZnVmRGeGxjd0tDRWxoX1RGV2lnd0VBEAJCAggASg0I ARAA





Google Earth

Google LLC

4.3★
2M reviews ⓘ

3+
Rated for 3+ ⓘ

500M+
Downloads

Uninstall

Open

لنک

https://earth.app.goo.gl/?apn=com.google.earth&isi=293622097&ius=googleearth&link=https%3a%2f%2fearth.google.com%2fweb%2fsearch%2fQutab%2bMinar%2f%4028.52443281,77.18517682,278.05154493a,0d,60y,98.57688178h,121.48086767t,0r%2fdata%3dCnoaTBJGCiUweDM5MGQxZTA2NWRjNzIzNzk6MHhmNmU3MjU5ZjYxMGRlMWQ3GbjtMUdFhjxAIRCVoYXfS1NAKgtRdXRhYiBNaW5hchgBIAEiJgokCawJaY1BhjxAEawJaY1BhjxAGSV758TcS1NAISV758TcS1NAQgIIASIwCixBRjFRaXBPZVNXTnVIYWplYU9VSHpfRzhfVkFtWHJvWVpHOGg2Z1JoYU1aVRAFQgIIAEoNCPwEQAA



اے ایس آئی کے سابق علاقائی ڈائریکٹر دھرم ویر شرما نے دعویٰ کیا کہ قطب مینار کو شہنشاہ وکرمادتیہ نے ایک رصد گاہ کے طور پر تعمیر کیا تھا اور اس کا نام سوریہ ستمب رکھا گیا تھا

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا (اے ایس آئی) کے سابق علاقائی ڈائریکٹر دھرم ویر شرما نے کہا ہے کہ قطب مینار دراصل سوریہ ستمب تھا۔

اس نے دعویٰ کیا کہ اسے مغلوں نے نہیں بلکہ شہنشاہ وکرمادتیہ نے بنایا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ ڈھانچہ حصوں میں نہیں بنایا گیا جیسا کہ مورخین بتاتے ہیں

شرما نے کہا کہ برج
برجوں کی گنتی کے لیے
ایک رصد گاہ تھی۔ مینار
میں 27 برجوں کی گنتی
کے لیے 27 دوربین
مقامات ہیں۔ انہوں نے
مزید دعویٰ کیا کہ مینار
کی تیسری منزل پر سوریہ
ستمب کا ذکر ہے

دھرم ویر شرما ہندوستان کے سب سے معزز ماہرین آثار قدیمہ میں سے ایک ہیں۔ وہ تین بار اے ایس آئی کے دہلی ڈویژن میں ماہر آثار قدیمہ کے طور پر خدمات انجام دے چکے ہیں۔

ہندی روزنامہ جاگرن کی ایک رپورٹ کے مطابق، انہوں نے قطب مینار کے تحفظ پر بڑے پیمانے پر کام کیا اور کئی بار مینار کے اندر گئے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے مینار کے اندرونی حصوں میں دیوناگری لکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہر سال 21 جون کو وہ ماہرین فلکیات کو کمپلیکس میں لے جاتا ہے

شرما نے کہا کہ آثار قدیمہ کے شواہد کی بنیاد پر، قطب مینار ایک بڑی رصد گاہ ہوا کرتا تھا، اور اسے شہنشاہ وکرمادتیہ نے بنایا تھا۔ اس نے اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے 20 نکاتی حقائق نامہ پیش کیا کہ قطب مینار ایک رصدگاہ ہے

ایک - مینار کی
تعمیر فلکیات پر
مبنی ہے۔
دو - مینار کینسر
کے ٹراپک کے
اوپر بنایا گیا تھا۔

تین - اسے
سورج کی سرگرمی کا
حساب لگانے کے لیے
بنایا گیا تھا۔
چار - 21 جون کی
رات 12 بجے ٹاور کا
سایہ زمین پر نہیں پڑا۔

پانچ - یہ ٹراپک
آف کینسر سے پانچ
ڈگری شمال میں ہے۔

چھ - شہنشاہ وکرمادتیہ
نے اسے وشنوپد پہاڑی
پر تعمیر کیا اور اس کا
نام سوریہ ستمب رکھا
گیا۔

سات ۔ مینار پر گھنٹیاں، کوہ پیما وغیرہ بنے ہوئے تھے جو ہندو فن تعمیر کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

آٹھ ۔ اس مینار پر کسی مسلمان کا نام بھی نظر نہیں آیا۔

نَو - اسے ماہر
فلکیات وراہا مہیر
کی قیادت میں بنایا
گیا تھا۔
دس - آبزرویٹری پر
کوئی چھت نہیں
ہے۔

گیارہ - رصد گاہ کا مرکزی دروازہ قطبی ستارے کی سمت کھلتا ہے۔

بارہ - 968ء تک قطب مینار کے مرکزی دروازے کے سامنے ایک پتھر ہوا کرتا تھا۔ U اسے شکل میں کاٹا گیا تھا۔ اگر کوئی اپنی ٹھوڑی پتھر پر رکھے تو اسے سامنے ایک قطبی ستارہ نظر آئے گا۔

تیرہ - مینار میں 27 طاق
ہیں۔ ان طاقوں میں دیوناگری
میں پال اور گھٹی جیسے
الفاظ لکھے گئے ہیں۔
چودہ - طاقوں میں سوراخ
ہوتے ہیں جو دوربین میں
فٹ ہوتے ہیں۔ ہر طاق تین
لوگوں کو ایڈجسٹ کر سکتا
ہے۔

پندرہ - مینار کے اندر کئی نوشتہ جات دیوناگری میں لکھے گئے ہیں، جو ساتویں اور آٹھویں صدی کے ہیں۔

سولہ - مین گیٹ کو چھوڑ کر مینار کے تمام دروازے مشرق کی طرف کھل جاتے ہیں جس سے چڑھتے سورج کا مشاہدہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

سترہ - مینار کے اندر کوئی چیخے گا تو آواز نہیں نکلے گی۔ اس لیے اسے اذان دینے کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

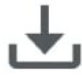
اٹھارہ - مینار ایک ہی بار میں تعمیر کیا گیا تھا، مورخین کے اس دعوے کے برعکس کہ اسے کئی مغل حکمرانوں نے تعمیر کیا تھا۔

اُنیس - فارسی صرف مینار کے بیرونی حصے میں مل سکتی ہے.

بیس - مینار کے چاروں طرف 27 برجوں کے مندر ہوا کرتے تھے. انہیں مغلوں نے مسمار کر دیا

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا
(اے ایس آئی) کے علاقائی
KK سابق ڈائریکٹر
Muhammad
کا کہنا ہے کہ
قطب مینار کے قریب قوۃ
الاسلام مسجد 27 مندروں
کے کھنڈرات پر تعمیر کی
گئی تھی

قوت اسلام مسجد

قوت اسلام مسجد ہندوستان کے دار الحکومت دہلی میں عہد خاندان غلاماں کی ایک عظیم یادگار جس کا "قطب مینار" عالمی شہرت کا حامل ہے۔ یہ قطب الدین ایبک کے دور کی تعمیرات میں سب سے اعلٰی مقام رکھتی ہے۔ یہ ہندوستان کی فتح کے بعد دہلی میں تعمیر کی جانے والی پہلی مسجد تھی۔ اس کی تعمیر کا آغاز 1190ء کی دہائی میں ہوا۔





TIMESNOW Download  

Quwwat-ul-Islam mosque in Qutub Minar complex built after demolishing 27 Hindu temples: Top archaeologist



Times Now Bureau

Updated Apr 20, 2022, 14:07 IST

Noted archaeologist KK Muhammed claimed that the instigation of Indian Muslims by the Leftist historians delayed the construction of the Ram temple in Ayodhya, otherwise it would have been built long ago.

کے کے محمد

کرنگامنو کوزیئل محمد (پیدائش 1 جولائی 1952) ایک ہندوستانی ماہر آثار قدیمہ ہیں۔ وہ آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا (اے ایس آئی) کے علاقائی ڈائریکٹر (شمالی) تھے۔ انھیں صدر رام ناتھ کووند نے 2019 میں ہندوستان کے چوتھے سب سے بڑے شہری اعزاز پدم شری سے نوازا تھا۔

کے کے محمد



Video | Quwwat-ul-Islam Mosque near Qutub Minar was built on ruins of 27 temples, says noted archaeologist

According to the Delhi Tourism website, An inscription over its (Quwwat-ul-Islam Mosque) eastern gate provocatively informs that it was built with material obtained from demolishing '27 Hindu temples'.

INDIA TV



Image Source : INDIA TV

Noted archaeologist KK Mohammed claimed Quwwat-ul-Islam Mosque in the Qutub Minar complex was built on ruins of 27 temples.

Paras Bisht New Delhi
Published : Apr 19, 2022 9:03 IST
Updated : Apr 19, 2022 9:44 IST



Noted archaeologist KK Mohammed on Monday claimed that 27 temples were demolished to build Quwwat-ul-Islam Mosque near Qutub Minar in the national capital. "Remnants of temples were found near Qutub Minar which also includes

Paras Bisht New Delhi



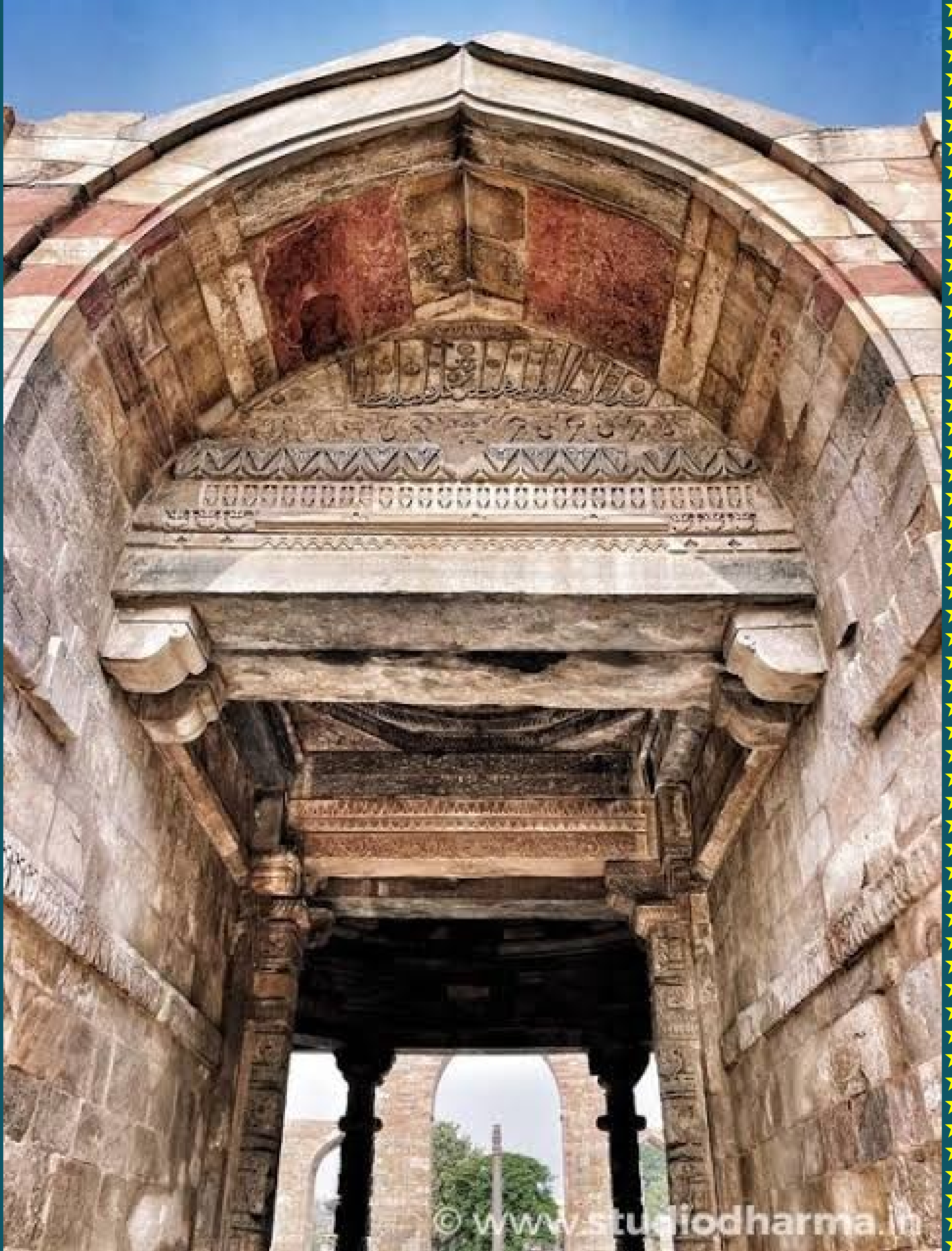



Published : Apr 19, 2022 9:03 IST
Updated : Apr 19, 2022 9:44 IST

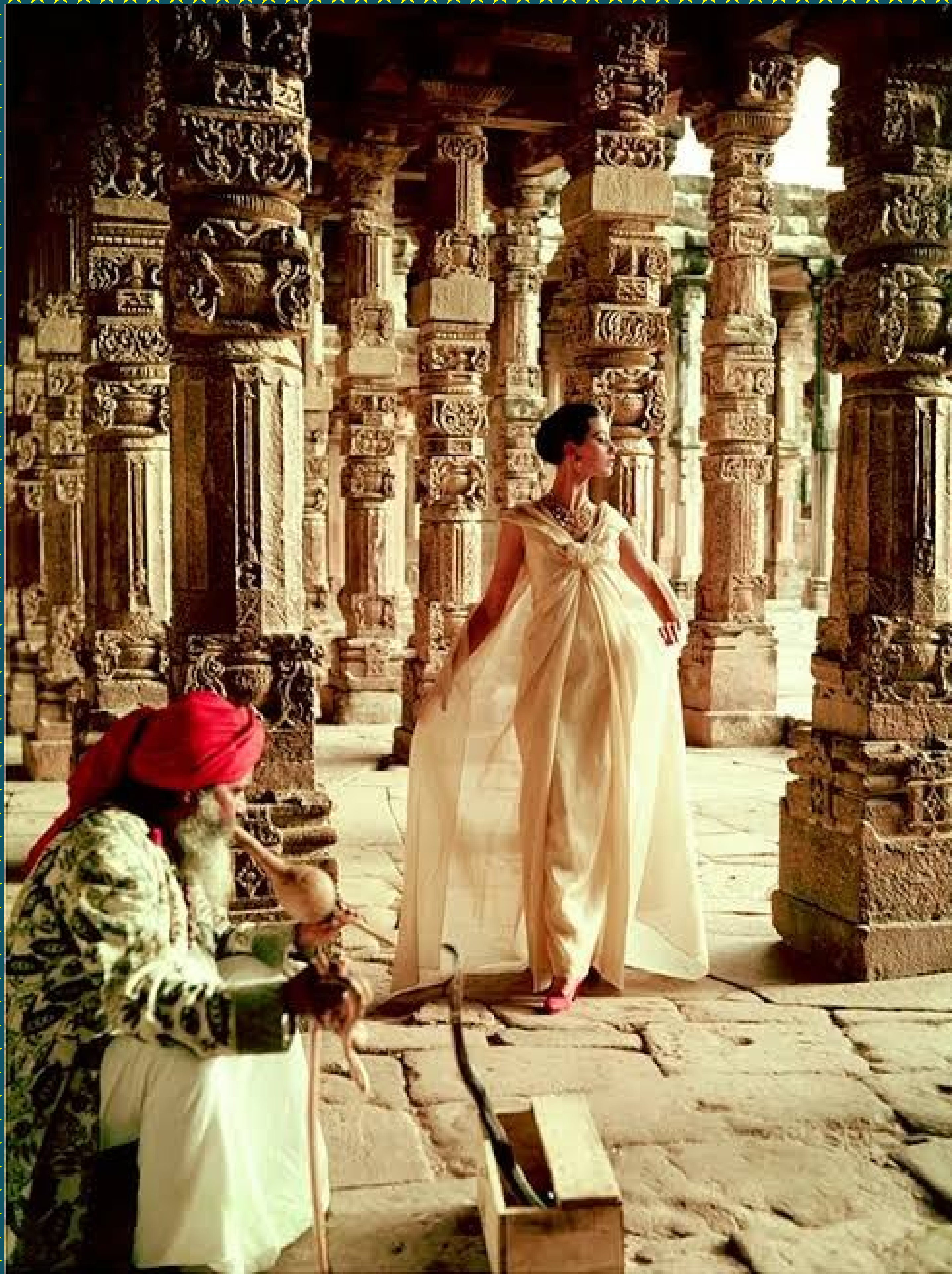
Noted archaeologist KK Mohammed on Monday claimed that 27 temples were demolished to build Quwwat-ul-Islam Mosque near Qutub Minar in the national capital. "Remnants of temples were found near Qutub Minar which also includes Lord Ganesha temple. This proves that there was a temple," Mohammed said

According to the Delhi Tourism website, the 73-metre high Qutab Minar was built with materials obtained after demolishing 27 Hindu temples at the site after the defeat of Delhi's last Hindu kingdom. The

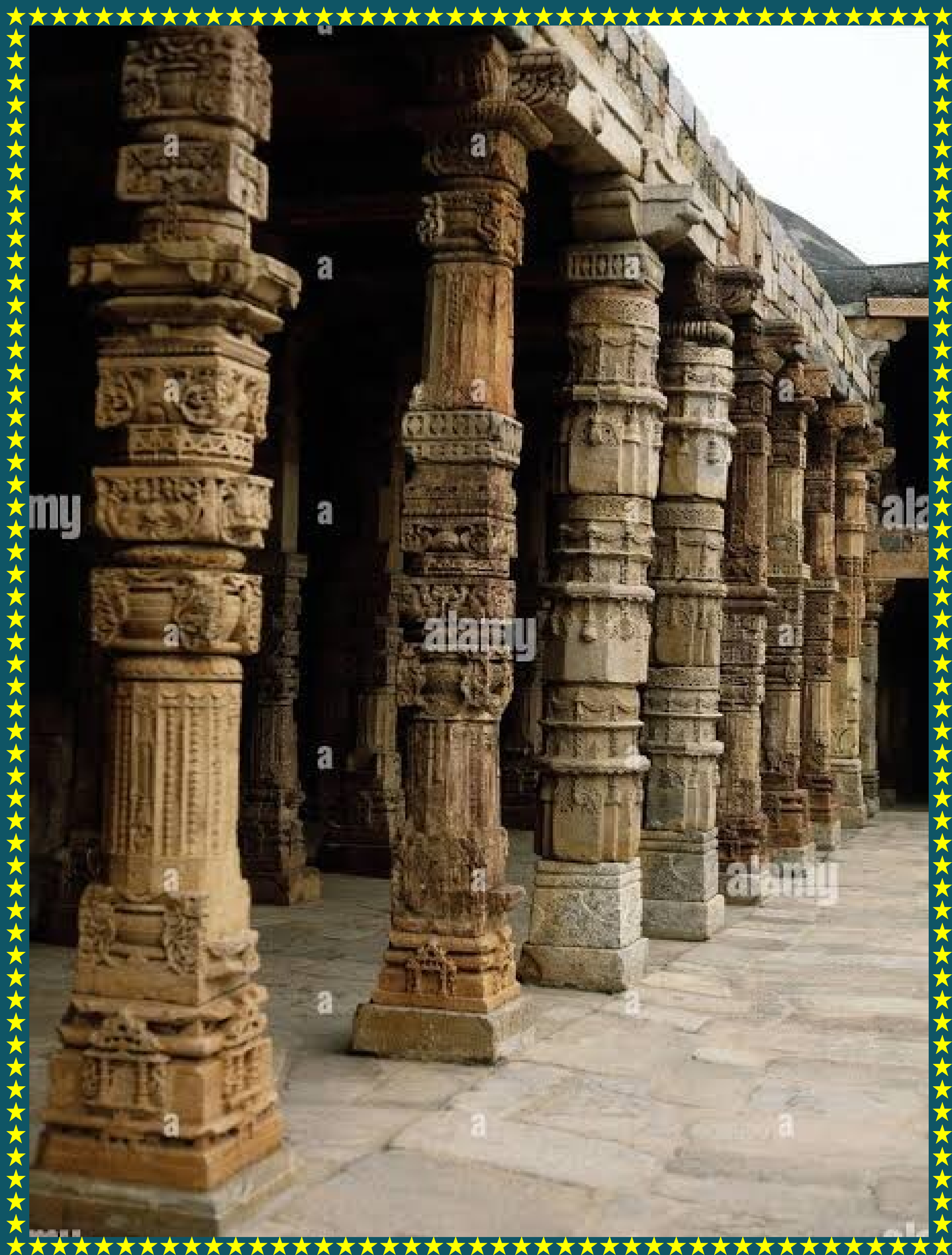
According to the Delhi Tourism website, the 73-metre high Qutab Minar was built with materials obtained after demolishing 27 Hindu temples at the site after the defeat of Delhi's last Hindu kingdom. The wesbite states: "An inscription over its (Quwwat-ul-Islam Mosque) eastern gate provocatively informs that it was built with material obtained from demolishing '27 Hindu temples'."


© www.studiodharma.in






Chummi Photography
© 2012







Google Earth

Google LLC

4.3 ★ 2M reviews ⓘ | 3+ Rated for 3+ ⓘ | 500M+ Downloads

Uninstall | Open

لنک

https://earth.app.goo.gl/?apn=com.google.earth&isi=29362209
7&ius=googleearth&link=https%3a%2f%2fearth.google.com%2f
web%2fsearch%2fQuwwatul%2bIslam%2bMasjid%2f%4028.52
444458,77.18583683,278.23537107a,0d,60y,350.17006911h,9
7.62163811t,0r%2fdata%3dCoQBGlYSUAolMHgzOTBkMWZlZm
NlOGI1ZDViOjB4OTFkNjg3YWU5NWEzOTcyYhnuESD5OYY8QCG
kf5O37UtTQCoVUXV3d2F0dWwgSXNsYW0gTWFzamlkGAEgASI
mCiQJPeaHOkGGPEARPeaHOkGGPEAZJXjg79lLU0AhJXjg79lLU0
BCAggBIjAKLEFGMVFpcE9PbGhJUW1INXFabnJXdXIxV3FUVTIxb
WV6NDQyUy1uU1loQ01GEAVCAggASg0I ARAA

ہندوستان کے
صوبہ اُتّر پردیش،
جو کبھی صوبہ
اودھ کے نام سے
جانا جاتا تھا کا قدیم
شہر جونپور

اسلامی لُٹیروں نے جونپور کی اَٹالا دیوی کی مندر کو قبضہ کر کے مسجد میں تبدیل کر دیا اور نام رکھ دیا اَٹالا مسجد

دیوی اٹالا دیوی کا
مشہور مندر ، خواہش
پوری کرنے والی دیوی
جس کا عظیم الشان مندر
اپنی تمام شان و شوکت
کے ساتھ کھڑا تھا، جس
کی تعمیر ریاست قنوج کے
راجپوت بادشاہ راجہ وجے
چندر نے کروائی تھی

سلطان کے بھائی ابراہیم نائب نے 1364ء میں تباہ کر دیا تھا۔ بربک۔ اس نے مندر کی تباہی سے اپنے مذہبی جذبے کو پورا کرنے کے بعد حضرت اجملی کے اعزاز میں قریب ہی جھانجھری مسجد تعمیر کروائی۔ اس نے جو شروع کیا وہ 1408 عیسوی تک سلطان ابراہیم نے مکمل کیا جس نے اٹالہ دیوی مندر کی باقیات کو ایک مکمل مسجد میں تبدیل کر دیا۔

خیر الدین جونپور کی تاریخ واضح طور پر بیان کرتی ہے اور قارئین کو مزید بتاتی ہے کہ ہندوؤں کو اپنا گھر خالی کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور اسلامی عقیدے کے پروفیسروں کو وہ مکانات دیے گئے تھے

جب کہ ہندوؤں کو
شہر سے بالکل
باہر پردیی دیہات
میں رہنے کے
لیے بنایا گیا تھا۔

غیر جانبدارانہ ذہن کے
ساتھ ایک سادہ سا
مشاہدہ آسانی سے دیکھ
سکتا ہے کہ اندرونی
ستونوں کے ساتھ ساتھ
مسجد کی اندرونی
دیواروں میں گھرا ہندو
فن تعمیر ہے۔

جونپور کے اس وقت
کے ڈسٹرکٹ کمشنر ایچ
ای نیویل نے جونپور
کے گزٹ 1908 میں
لکھا تھا کہ سلطان کے
بھائی ابراہیم نائب کے
ہاتھوں اٹالا دیوی مندر
کی تباہی تھی۔

وہ دیوی جس کی ایک
جھلک دیکھنے کے لیے
ہزاروں ہاتھ جوڑ کر
انتظار کیا کرتے تھے، اب
وہ سینکڑوں سال اور
گنتی کے انتظار میں ہے،
جس کے دوبارہ حاصل
کئے جائیں گے.

اجتماعی ہندو تہذیب کا ایک
حصہ اس کی بحالی اور ماضی
کی غلط کو درست کرنے کا
منتظر ہے۔ اس کی امیدیں ایک
ایسے معاشرے سے ہیں جو
ابھی تک انتظار کر رہا ہے، ایک
ایسی عدلیہ سے جو دیکھتی ہے
اور خطبہ دیتی ہے اور اس
سیاسی نظام سے جو چیزوں کو
ایک الیکشن کے نقطہ نظر سے
ماپتی ہے

چند سطریں ہندو قوم کا حال بتا
سکتی ہیں۔

دیوی اٹھو آپ کے بچے آپ کے
منتظر ہیں لیکن ڈیجیٹل دنیا میں۔

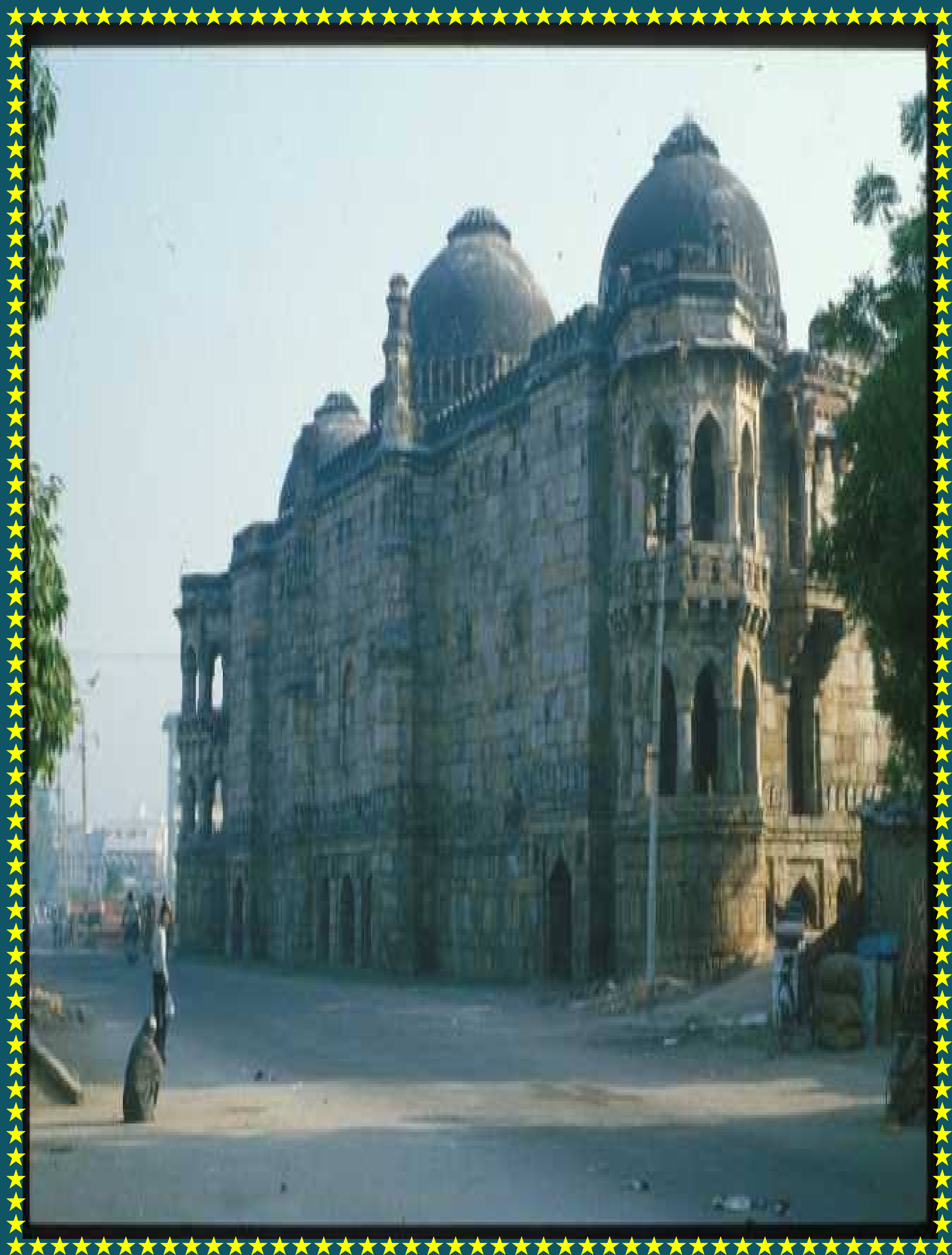
آپ کی امید ان لوگوں سے نہ رہے
چند سطریں ہندو قوم کا حال بتا
سکتی ہیں۔

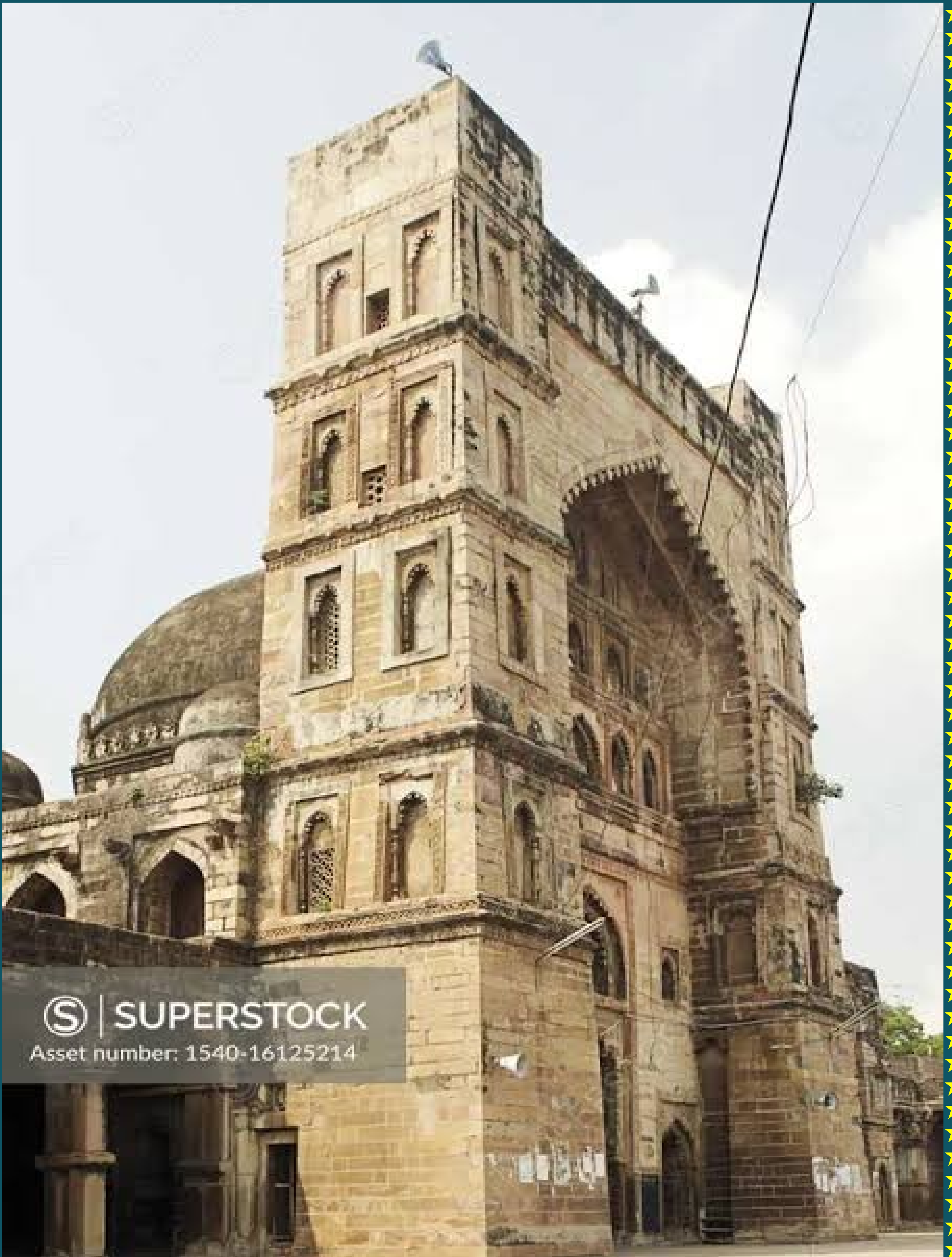
رہے

جن کے لیے صرف اقتدار ہی کی
فکر ہے۔

خیالی پلوں کو جوڑنے کی
کوشش کی جا رہی ہے جو
طویل عرصے سے جلے ہوئے
ہیں۔

اٹھو اے دیوی ایک دن آئے گا
جب آپ کے بچوں کا خون ہلے
گا اور ماضی کو درست کرنے
اور آپ کے مندر کو آزاد
کرنے کی کنجی ہاتھ میں ہوگی۔




SUPERSTOCK
Asset number: 1540-16125214


gettyimages
Credit: IndiaPictures
170963852

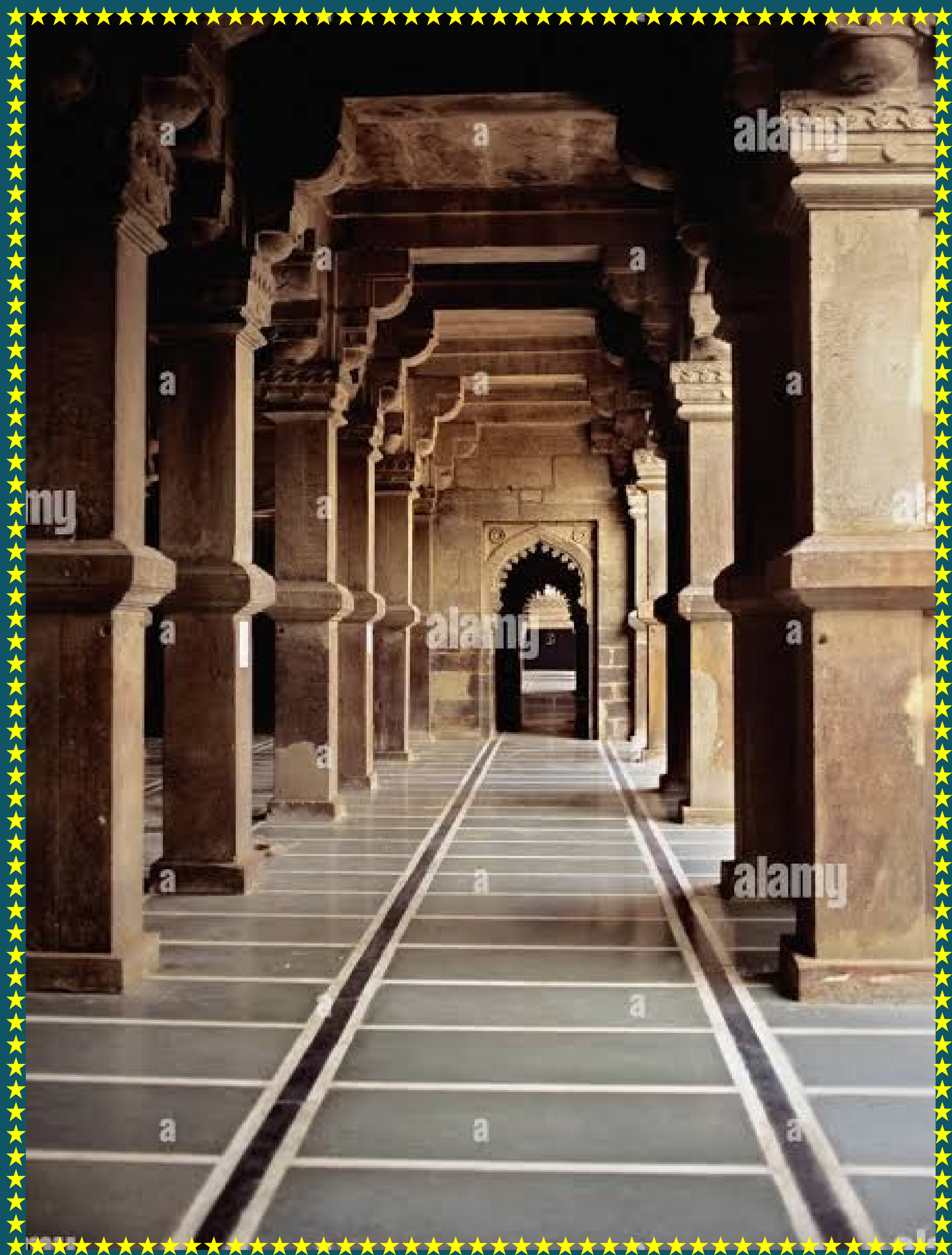




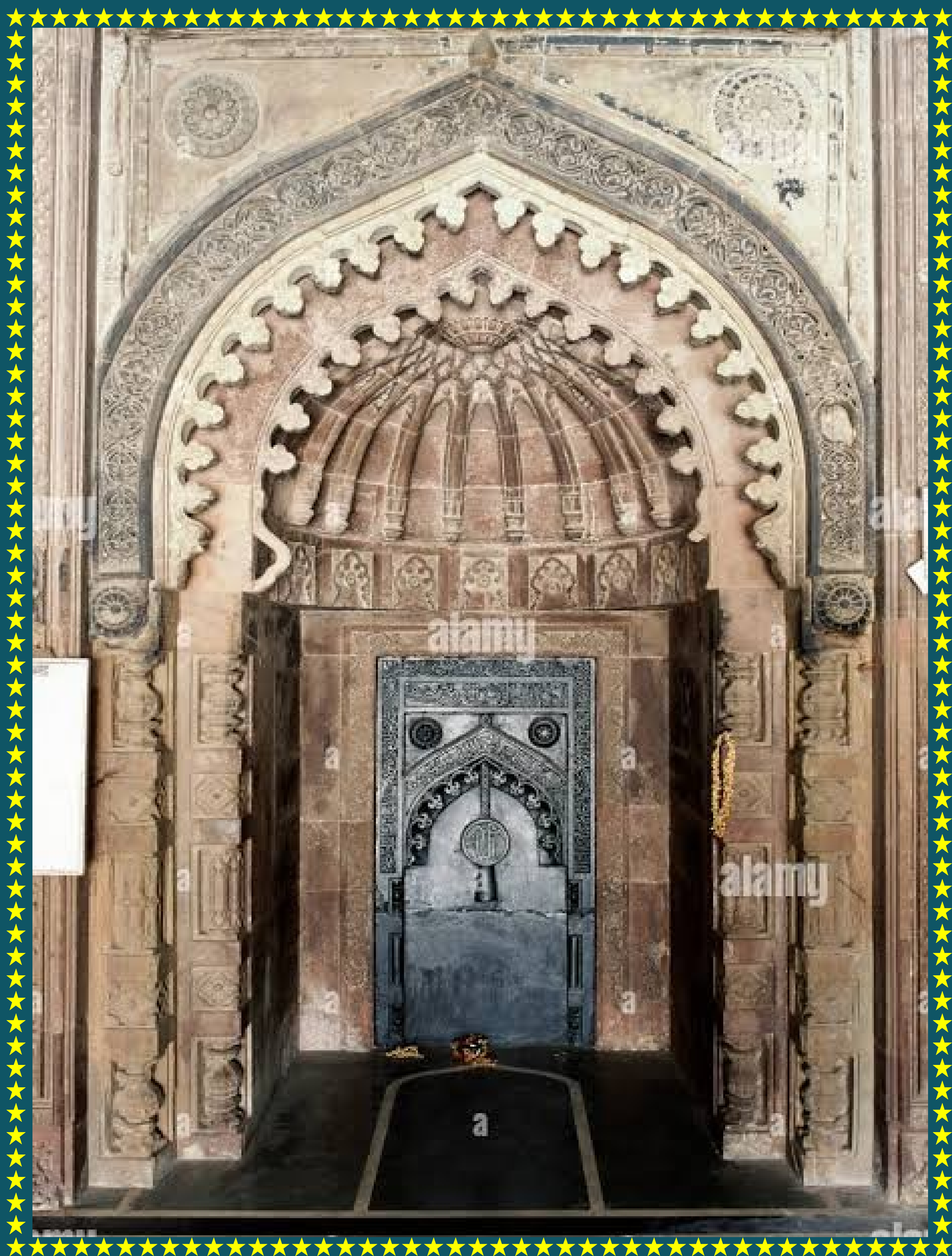


and transformed into a mosque
by 1408 A.D.

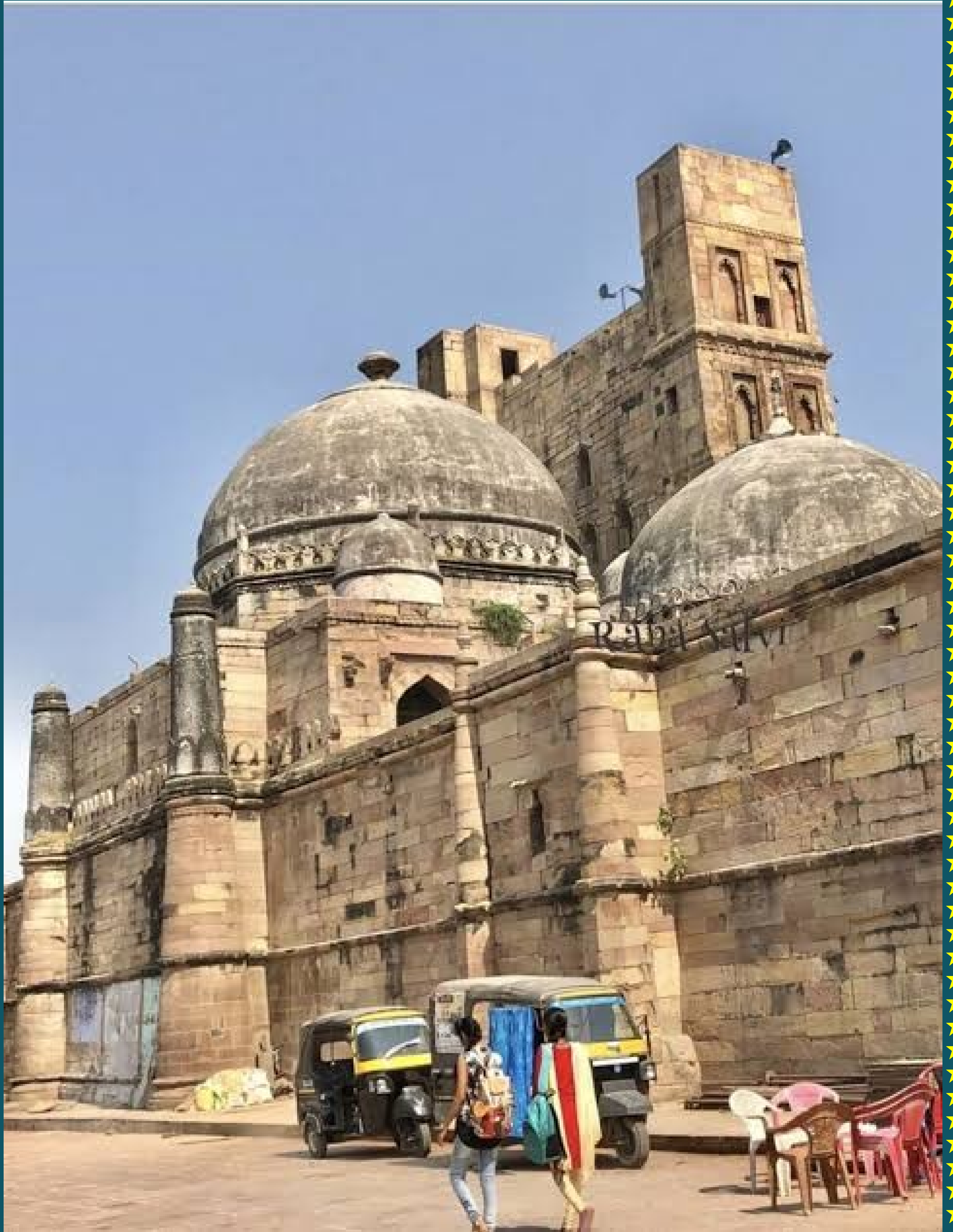

Rana Safvi



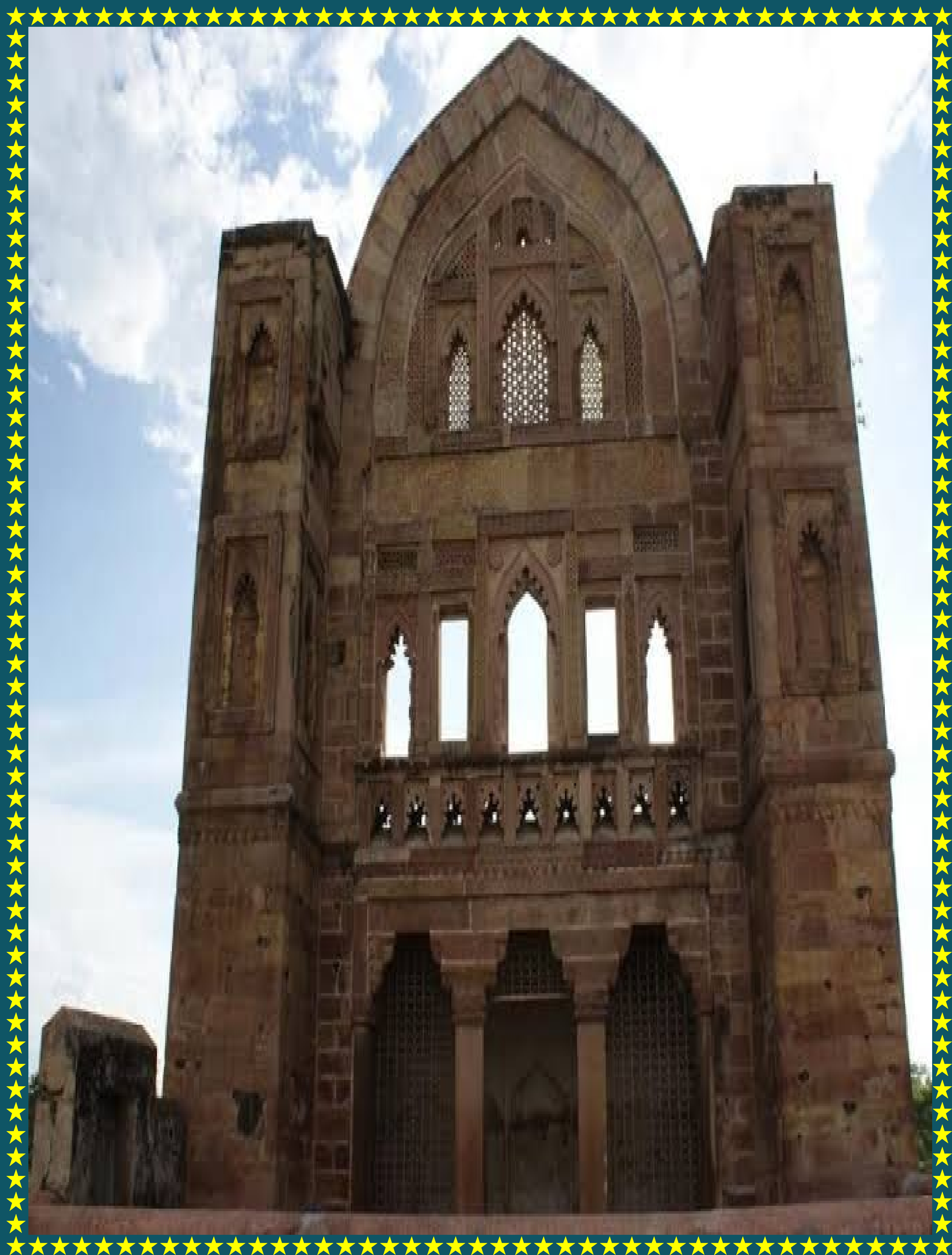












Google Earth



4.3 ★
2M reviews ⓘ

3+
Rated for 3+ ⓘ

500M+
Downloads

Uninstall

Open

لكن

https://earth.app.goo.gl/?apn=com.google.earth&isi=293622097&ius=
googleearth&link=https%3a%2f%2fearth.google.com%2fweb%2fsearch
%2f%25e0%25a4%2585%25e0%25a4%259f%25e0%25a4%25be%25e0
%25a4%25b2%25e0%25a4%25be%2b%25e0%25a4%25ae%25e0%25a4
%25b8%25e0%25a5%258d%25e0%25a4%259c%25e0%25a4%25bf%25
e0%25a4%25a6%2b%25e0%25a4%259c%25e0%25a5%258c%25e0%25
a4%25a8%25e0%25a4%25aa%25e0%25a5%2581%25e0%25a4%25b0%
2f%4025.75254219,82.69022358,109.62122737a,0d,60y,136.61037769
h,85t,0r%2fdata%3dCqQBGnYScAolMHgzOTkwM2JkMmJlMmZiOTNkOj
B4YzNlYzM2MjJhMzE2OGFlYRlWYp6VtMA5QCGke-
dhMqxUQCo14KSF4KSf4KS-4KSy4KS-IOCkruCkuOCljeCknOCkv-
CkpiDgpJzgpYzgpKjgpKrgpYHgpLAYASABIiYKJAlrb9V_vXFBQBElS5GTzmV
BQBmO9z4yHPVBQCHTTEm3Lu5BQEICCAEiMAosQUYxUWlwTUJOV09o
cDdQd1pIM1hiazZhdk01LVpPYTZLdndSOHpORGRXcl8QBUICCABKDQj
8BEAA



Google Earth

Google LLC

4.3 ★
2M reviews ⓘ

3+
Rated for 3+ ⓘ

500M+
Downloads

Uninstall

Open

لكن

https://earth.app.goo.gl/?apn=com.google.earth&isi=293622097&ius=googleearth&link=https%3a%2f%2fearth.google.com%2fweb%2fsearch%2f%25e0%25a4%2585%25e0%25a4%259f%25e0%25a4%25be%25e0%25a4%25b2%25e0%25a4%25be%2b%25e0%25a4%25ae%25e0%25a4%25b8%25e0%25a5%258d%25e0%25a4%259c%25e0%25a4%25bf%25e0%25a4%25a6%2b%25e0%25a4%259c%25e0%25a5%258c%25e0%25a4%25a8%25e0%25a4%25aa%25e0%25a5%2581%25e0%25a4%25b0%2f%4025.75269691,82.69020826,108.81950488a,0d,62.12202298y,136.61041968h,101.47420035t,0r%2fdata%3dCqQBGnYScAolMHgzOTkwM2JkMmJlMmZiOTNkOjB4YzNlYzM2MjJhMzE2OGFlYRlWYp6VtMA5QCGke-dhMqxUQCo14KSF4KSf4KS-4KSy4KS-IOCkruCkuOCljeCknOCkv-CkpiDgpJzgpYzgpKjgpKrgpYHgpLAYASABIiYKJAlrb9V_vXFBQBElS5GTzmVBQBmO9z4yHPVBQCHTTEm3Lu5BQEICCAEiMAosQUYxUWlwTlZGWEI1cWl3Z2ZMUEJYNjllX3hqckd5c0hzdUtZbHFtbHFsSDAQBUICCABKDQj8BEAA

اَٹالہ دیوی مندر کو
مسجد کی شکل دینے
کے لئے
اسلامی لُٹیروں نے
جو نئی عمارت
بنوائی تھی

اُنہیں عمارتوں کے
اندر ہی
اٹالہ دیوی کے مندر
کے
توڑے ہوئے
باقیات موجود ہیں

جب مسجد کے اُن

پَتّھروں کو ہٹایا

جائے گا تو، اٹالہ

دیوی مندر کے

باقیات برآمد ہو

جائیں گے

اٹالہ

مسجد کی مغربی عمارت

اٹالہ دیوی مندر ہی ہے

اٹالہ مسجد کی مغربی

عمارت کے

تمام دَر و دیوار ہِندُو

عمارت ہونے کی گواہی

دے رہیں ہیں

اسلامی لُٹیروں نے ہِندُوؤں کی جن جن مندروں اور عمارتوں کو مسجد، مقبروں، امام بارگاہوں اور قبرستانوں میں تبدیل کر دیا تھا

تمام کو ہِندُو،
مسلمانوں سے
چھین لیں گے،
جن کی تعداد
ہزاروں میں ہے



https://www.facebook.com/share/18QYJ8p5HN/



INTERNET ARCHIVE








HAQ O BATIL INDIA 1

archive.org Member:حق و باطل

غیر جانبدار جستجو کا سفر

"حق و باطل" میں خوش آمدید، یہ ایک مفت, آنلائن لائبریری ہے جو زندگی کے بنیادی سوالات کی کھلے ذہن سے کھوج کے لیے وقف ہے۔ یہاں آپ کو وسائل کا ایک متنوع مجموعہ ملے گا - ویڈیوز، کتابیں، تاریخی روایات، فلسفیانہ کام، یہاں تک کہ افسانوی ادب اور مذہبی تنقید - یہ سبھی تنقیدی جائزے کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

ہمارا مشن:

- غیر جانبدار تعلیم: ہم مذہبی تعصب سے پاک تعلیم کو فروغ دیتے ہیں، جو آزاد خیالی اور تنقیدی تجزیے کی ترغیب دیتے ہیں۔
- سب کے لیے مساوات: ہم نسل، قومیت، مذہب، جنس، یا کسی بھی دوسرے عنصر سے قطع نظر، مساوات کے بنیادی انسانی حق پر یقین رکھتے ہیں۔

UPLOADS LOANS LISTS POSTS REVIEWS COL

150 Results

> Filters

Sort by: **Date archived**    



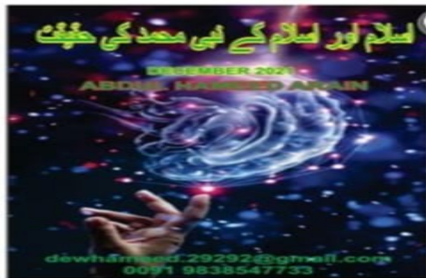
207
archived May 15, 2024

 12 0 0



201
archived May 15, 2024

 18 0 0



202
archived May 15, 2024

 16 0 0



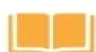
203
archived May 15, 2024

 8 0 0

https://archive.org/details/@haq_o_batil_230001_india/uploads



205
archived May 15, 2024

  6  0  0

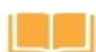


204
archived May 15, 2024

  11  0  0

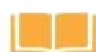


208
archived May 15, 2024

  14  0  0



209
archived May 15, 2024

  16  0  0



